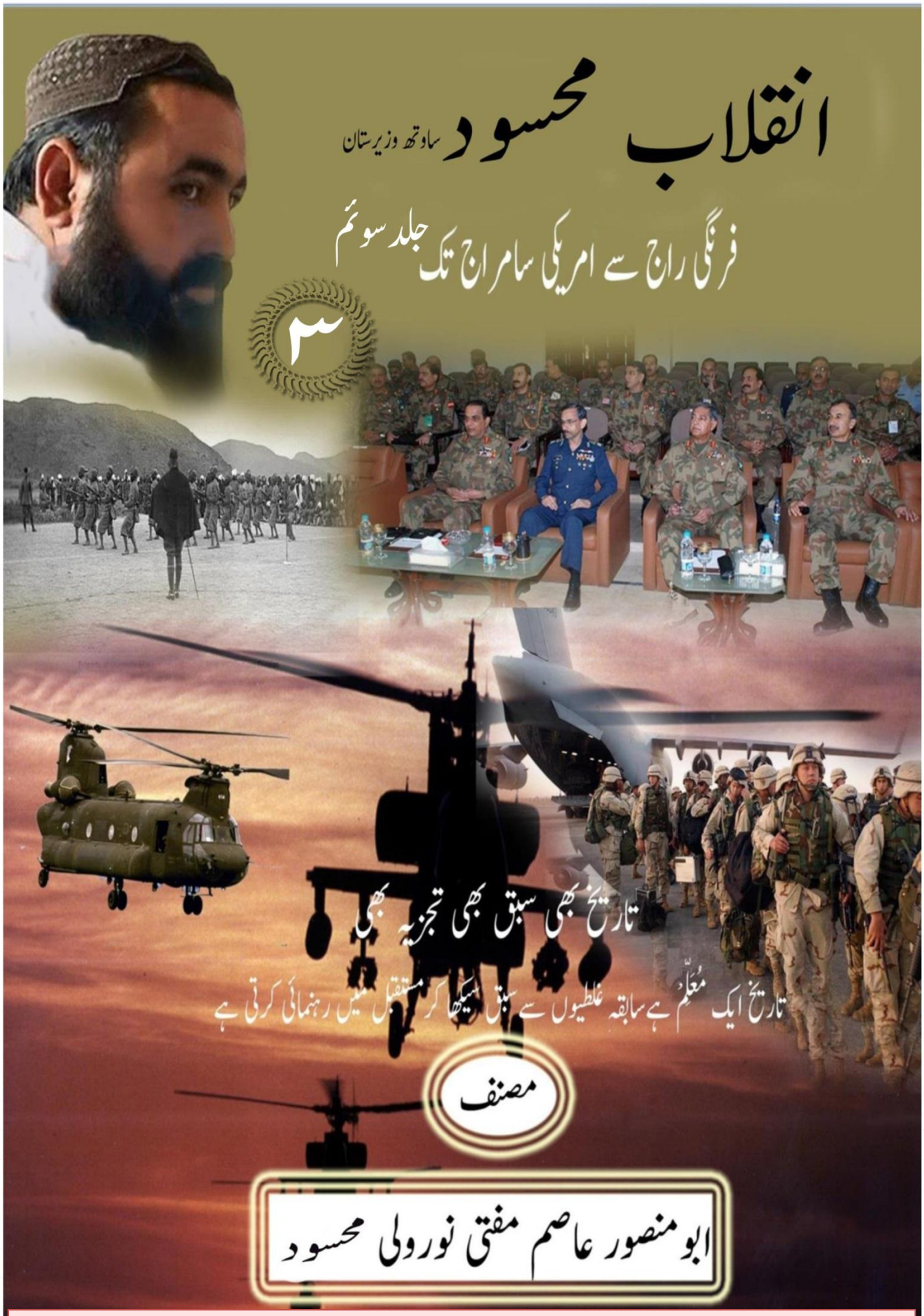


ناشر

عمر میڈیا

تحریک طالبان پاکستان

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ	۵
۲	پاکستانی جیلوں میں محسود نوجوانوں کی شہادتیں	۶
۳	نقیب اللہ محسود کا خون پشتون قوم کے تحفظ کا ضامن بنا	۶
۴	دیگر کئی نوجوانوں کا ماورائے عدالت قتل	۷
۵	پختون تحفظ مومنٹ (تبصرہ)	۷
۶	بیت اللہ محسود اور حکیم اللہ محسود کو کس نے بنایا؟ کس نے بیچا؟	۹
۷	پیغامِ پاکستان اور تحریکِ طالبان پاکستان حلقہ محسود کی طرف سے اس کا تحقیقی جائزہ (جواب)	۱۱
۸	تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے "پیغام پاکستان" کا تحقیقی جائزہ	۹۳
۹	اسلامی ضابطۂ حیات	۹۳
۱۰	اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تجزیہ	۹۵
۱۱	حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا موقف	۹۶
۱۲	مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کا موقف	۹۶
۱۳	قیام پاکستان کا تجزیہ	۹۸
۱۴	قیام پاکستان کا مطلب تین حصوں میں تقسیم ہوا:	۹۸
۱۵	اسٹیبلشمنٹ کے لائحہ عمل کے چند نکات کا جائزہ	۹۹
۱۶	اسلامی جمہوریہ پاکستان کی کامیابی کا تجزیہ	۹۹
۱۷	ریاست پاکستان اور پاکستانی معاشرے کو درپیش مسائل کا تجزیہ	۱۰۰
۱۸	اسلامی ریاست کے خلاف جنگ	۱۰۰
۱۹	ریاستی اداروں اور عوام الناس کے خلاف دہشت گردی	۱۰۲
۲۰	فرقہ پرستی اور تکفیریت کا رجحان	۱۰۲
۲۱	جہاد کی غلط تشریح کا تجزیہ	۱۰۲
۲۲	ذیل میں وانہ فتویٰ ملاحظہ ہو	۱۰۴
۲۳	امر بالمعروف کے عنوان سے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کا رجحان	۱۱۲
۲۴	قومی میثاق کو نظر انداز کرنے کا رجحان	۱۱۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۵	متفقہ اعلامیہ	۱۱۵
۲۶	۱-۵۔۔ استفتاء	۱۱۸
۲۷	حکومت یا افواج کے ارتداد کا مسئلہ	۱۱۸
۲۸	فدائی یا استشہادی حملہ	۱۱۹
۲۹	استفتاء	۱۱۸
۳۰	پیغام پاکستان کی چشم پوشی	۱۱۹
۳۱	اب ہم علماء کرام سے چند سوالات پوچھتے ہیں	۱۲۲
۳۲	امیر محترم خالد محسود کی طرف سے علمائے کرام کے نام آڈیو پیغام	۱۲۳
۳۳	علماء اکرام سے راہنمائی کی درخواست (خط)	۱۲۵
۳۴	مفتی نور ولی المعروف ابو منصور عاصم اور اراکین شوریٰ کا پاکستانی علماء کے نام خط	۱۲۶
۳۵	مذہبی جماعتوں میں موجود خلیج کے ہوتے ہوئے نفاذ شریعت ممکن نہیں	۱۳۰
۳۶	نظام الٰہی کی خصوصیات	۱۳۲
۳۷	خلاصہ کلام	۱۳۷
۳۸	دوران ہجرت افغانستان میں محسود مجاہدین پر امریکی چھاپوں کی روداد	۱۳۸
۳۹	رخہ میں افغان آرمی کا چھاپہ اور بمبار	۱۳۹
۴۰	لمن میں امریکی چھاپہ	۱۳۹
۴۱	مرغہ میں امریکی چھاپہ	۱۳۹
۴۲	محسود مجاہدین پر ڈرون حملے	۱۳۹
۴۳	پاکستانی اور امریکی انتظامیہ	
۴۴	انسانی حقوق	۱۴۰
۴۵	نواز شریف	۱۴۱
۴۶	پشاور ہائی کورٹ	۱۴۱
۴۷	اوبامہ انتظامیہ کا رد	۱۴۱
۴۸	زرقاوی، خالد اور صدام محسود کی شہادت	۱۴۱
۴۹	بمقام گرویک خان سعید عرف سجنا المعروف خالد محسود پر ڈرون حملہ	۱۴۲
۵۰	کمانڈر انور شاہ پر ڈرون حملہ	۱۴۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۱	برمل مرغہ افغانستان میں کمانڈر مولانا ضیاء اللہ عرف ریحان و کمانڈر سلمان پر ڈرون حملہ	۱۴۳
۵۲	۲۰۱۹ میں پکتیکا برمل میں محسود مجاہدین پر امریکی چھاپوں روداد	۱۴۳
۵۳	مولانا شیر عالم کی شہادت	۱۴۴
۵۴	لمن اور لموستائی میں ڈرون حملے	۱۴۴
۵۵	یتیموں اور بیواؤں کے نام پیغام	۱۴۴
۵۶	وزیرستان میں دشمن کا ساتھ دینے والوں کا انجام	۱۴۴
۵۷	قبائلی پٹی کی خیبر پختون خواہ میں شمولیت اور قبائل میں آپریشن سے مقاصد	۱۴۸
۵۸	قبائل کے اعتبار سے ہمارے اغراض و مقاصد	۱۵۱
۵۹	۲۰۱۸ء میں واقع ہونے والے واقعات اور حادثات	۱۴۵
۶۰	امیر تحریک طالبان پاکستان مولانا فضل اللہ صاحب کی شہادت	۱۵۲
۶۱	تحریک طالبان اور چوتھی قیادت کا انتخاب	۱۵۳
۶۲	پاکستانی قوم سے مفتی ابو منصور عاصم کا خطاب	۱۵۳
۶۳	مولانا فضل اللہ خراسانی کی شہادت پر امت مسلمہ کی جانب سے تعزیت کرنے والوں کو امیر تحریک طالبان پاکستان (مفتی ابو منصور عاصم) کی طرف سے کلمات تشکر	۱۵۷
۶۴	تحریک طالبان کا ایک اور نقصان	۱۶۰
۶۵	۲۰۱۸ء میں واقع ہونے والے واقعات اور حادثات	۱۶۰
۶۶	قمر دین ایف سی قلعہ پر حملہ	۱۶۰
۶۷	سپینہ میلہ طالبان مرکز پر فوج کا حملہ	۱۶۰
۶۸	یکے بعد دیگرے جنوبی وزیرستان میں دھماکے	۱۶۱
۶۹	پٹونڑی ژور کلئی، عمر (ایما) رغزائی اور لدھا میں بم دھماکے	۱۶۱
۷۰	خیسورہ میں طالبان پر چھاپہ	۱۶۱
۷۱	مشتہ میں بم دھماکہ	۱۶۱
۷۲	لدھا میں یکے بعد دیگرے حملے	۱۶۱
۷۳	لدھا میں ریموٹ بم دھماکہ	۱۶۱
۷۴	وچہ خوڑہ لنگر خیل کلئی میں ملیشیا اہلکار قتل	۱۶۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۵	بونڈری لائن پر حملہ	۱۶۲
۷۶	لدھاپمنہ میں فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ	۱۶۲
۷۷	پاکستان میں محسود فدائین کی حیرت انگیز کارروائیاں	۱۶۳
۷۸	کوئٹہ میں فدائی حملہ	۱۶۳
۷۹	ڈی آئی خان کولاچی میں اکرام اللہ گنڈاپور ہلاک	۱۶۴
۸۰	بلوچستان لورالائی فوجی چھاونی پر فدائی بمباروں کا حملہ	۱۶۴
۸۱	آپریشنوں پر آپریشنز کا سلسلہ ۲۰۱۹ء میں داخل ہوا	۱۶۶
۸۲	نقیب محسود کا سالگرہ	۱۶۹
۸۳	مسلمانان پاکستان کے نام امیر تحریک طالبان پاکستان کا پیغام	۱۷۰
۸۴	قبائل کی آزاد حیثیت سے کیا مراد؟	۱۷۱
۸۵	برطانوی وفد اور قبائلی جرگے کے درمیان پشاور میں ہونے والی صلح کے چند شرائط!	۱۷۲
۸۶	برطانیہ کے خلاف لڑنے والے مجاہد اعظم "ملاپیوندہ صاحب" کے مطالبات	۱۷۳
۸۷	مجاہد کبیر فقیر ایپیؒ (حاجی مرزا علی خان) کے فرنگی کے ساتھ صلح کی شرائط	۱۷۴
۸۸	پاکستانی حکومت اور فوج روس اور فرنگی کی نقش قدم پر	۱۷۷
۸۹	اب کچھ مغربی تعلیم کے بارے میں انہی کے قلم سے اور اکابر علماء دیوبند کی قلم سے پڑھئے	۱۷۸
۹۰	مغربی تعلیم کے مقاصد اور تباہ کاریاں	۱۷۸
۹۱	مغربی نظامِ تعلیم کے متعلق ہمارا نقطہِ نظر	۱۸۵
۹۲	مطلقاً عصری علوم یا دنیاوی ترقی کے متعلق علماء کرام کی نظر	۱۸۶
۹۳	موجودہ مغربی تعلیم کی مخالفت کی وجہ	۱۸۷
۹۴	سکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کے نام پیغام	۱۹۱
۹۵	کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کے نام پیغام	۱۹۲
۹۶	شمالی وزیرستان تحصیل میر علی علاقہ خیسورہ میں ایک دل خراش واقعہ	۱۹۳
۹۷	قبائلو! خیسورہ واقعے سے عبرت حاصل کرو!	۱۹۴
۹۸	پاکستان میں داعش کی موجودگی کے متعلق پاکستان کے اعلان پر تحریک کی طرف سے خدشے کا اظہار	۱۹۶
۹۹	﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ (مولوی خاطر صاحب کی شہادت)	۱۹۸

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

ایامِ دہر بیت رہے ہیں اور ساتھ ہی روزانہ نت نئے حالات رونما ہو رہے ہیں، جو زمانے پر گہرا اثر چھوڑے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں سب سے زیادہ قابل توجہ بات پوری دنیا میں جاری جنگ ہے۔ حق اور باطل کے درمیان یہ عظیم معرکہ تسلسل کیساتھ اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے اور پیچھے اپنا نقش تاریخ کی شکل میں چھوڑ رہا ہے جو آیندہ نسل کیلئے مشعلِ راہ ثابت ہو گا، تو اس کھٹن سفر کے راہی کچھ راستے میں قافلے سے بچھڑ جاتے ہیں، کچھ وفا کے مرتبے پر فائز ہو جاتے ہیں، کچھ منزل کی جستجو میں سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہوتے ہیں، تو حالات کے اس بہاؤ کیساتھ انقلابِ محسود بھی اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں، آج سے پہلے کے حالات جلد، ایک، دو، میں ذکر کئے گئے ہیں، اور اب نئے حالات جلد سوم میں ذکر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جھوٹ سے مبرّا اور حقیقت پر مبنی ہو ں گے، امید ہے کہ قارئین حضرات اس حقیقت پر مبنی کتاب کا خلوصِ دل سے مطالعہ کریں گے۔ اس جلد میں دشمن کے خلاف کاروائیوں کا ذکر بھی ہے، شہداء کی قربانیوں کا تذکرہ بھی ہے، مگر اس جلد میں سب سے زیادہ قابلِ توجہ بات مختلف موضوعات کے متعلق ہمارے موقف کا اظہار ہے، اور پھر اس میں بھی خاص الخاص پیغامِ پاکستان اور اس کا جواب ہے۔

پاکستانی جیلوں میں محسود نوجوانوں کی شہادتیں

نقیب اللہ محسود کا خون پشتون قوم کے تحفظ کا ضامن بنا:

۳جنوری ۲۰۱۸ء کو کراچی سہراب گوٹھ ملک آغا ہوٹل سے نقیب اللہ محسود کو دیگر کئی جوانوں کے ہمراہ سی آئی ڈی پولیس اہلکاروں نے اٹھایا، چند دن بعد ۱۳ جنوری کو دیگر جوانوں سمیت اسے جعلی مقابلہ میں شہید کیا گیا، شوشل میڈیا پر آپ کے دوستوں اور رشتہ داروں نے اس مسئلہ کو اٹھایا، چونکہ اس سے قبل پشتون تحفظ مومنٹ کے نام سے محسود قوم کے جوانوں کی ایک تنظیم کام کر رہی تھی، لیکن پاکستانی خفیہ اداروں کی تشدد کی وجہ سے وہ بھی مرعوب تھی، کئی بار اسکے رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار بھی کیا گیا، لیکن اس بار سوشل میڈیا کی مدد سے نقیب محسود کا خون رنگ لایا، اور پشتون تحفظ مومنٹ کے سربراہ منظور محسود (جو بعد میں منظور پشتون سے مشہور ہوا) کی سربراہی میں احتجاجی کیمپ جگہ جگہ پاکستان میں قائم کئے گئے اور انہوں نے حکومتِ پاکستان سے کئی مطالبات کئے اور ان مطالبات کے حل ہونے تک احتجاج جاری رکھنے کا اعلان کیا۔

مطالبات

(۱)نقیب محسود کا قاتل پولیس آفیسر راؤانور اور اسکی پارٹی گرفتار کی جائے اور اس پر مقدمہ چلایا جائے۔

(۲) لاپتہ افراد میں سے بے گناہ افراد رہا کئے جائیں اور دیگر کو عدالت میں پیش کر کے اسکا تصفیہ کیا جائے۔

(۳)قبائل میں چیک پوسٹوں پر بے جا سختی بند کی جائے۔

(۴)دھماکے کے بعد عام اولس (عوام) پر تشدد بند کی جائے۔

(۵)علاقے میں بم ڈسپوزل ٹیمیں بھیجی جائیں جو مائنز صاف کریں۔

حکومت سے مطالبات منوانے کیلئے اسلام آباد میں جاری دھرنا کئی روز تک جاری رہا، بالآخر مذاکرات کے نتیجے میں حکومت نے مطالبات کی یقین دہانی کرائی۔ پشتون تحفظ مومنٹ کی جانب سے نامعلوم مدت تک احتجاجی دھرنا ملتوی کرنے کا اعلان کیا گیا اور ساتھ یہ دھمکی دی گئی کہ اگر حکومت نے مطالبات میں ٹال مٹول سے کام لیا تو ہم دوبارہ اپنا احتجاج شروع کرینگے۔ احتجاجی دھرنا ختم ہونے کے بعد پشتون تحفظ مومنٹ کے سربراہ منظور پشتون نے مطالبات نہ ماننے کی صورت میں آئندہ احتجاجی دھرنا کامیاب بنانے کیلئے پورے پاکستان میں پشتون اقوام کو بیدار کرنے کیلئے جلسے جلوسوں کا سلسلہ جاری رکھا، اس سلسلہ میں بیرونی دنیا میں مقیم پشتونوں نے بھی پشتون تحفظ مومنٹ کی حمایت جاری رکھی اور بالخصوص افغانستان کے صدر اشرف غنی نے اپنی ٹویٹ میں اسکی تائید کی اور عالمی اداروں نے بھی پشتون قوم کو مظلوم قرار دیا، اور ساتھ ہی دھیے الفاظ میں پاکستان کو دھمکی دی کہ اگر پشتون تحفظ مومنٹ کے سربراہان کو کوئی نقصان پہنچا تو یہ پاکستان کے حق میں نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں پاکستان کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے جلسے ہوئے، جن میں پشاور کا جلسہ قابل ذکر ہے۔ میڈیا کے مختلف اندازوں کے مطابق تین لاکھ افراد شریک ہوئے۔ دوسری طرف پاکستانی ادارے اور بالخصوص فوج اس تحریک کو بدنام کرنے کیلئے اس پر الزام لگا رہے ہیں کہ اس کے پیچھے انڈیا، اسرائیل، اور افغانستان کے خفیہ اداروں کا ہاتھ ہے۔

(مگر حقیقت یہ ہے کہ پاکستان نے تاریخی طور پر پختون قوم کا خون ہی تحفظِ پاکستان کیلئے ڈھال بنا رکھا ہے، پختون میں بدامنی ہی ان کے نزدیک پاکستان کی تحفظ کا ضامن ہے، لہٰذا پاکستان پختون قوم کو یکجا ہونے کبھی بھی نہیں دیگا، پاکستان کے پاس الزامات کی ایک فہرست ہے جو وقتاً فوقتاً حقوق مانگنے والوں پر چسپاں کرتا رہتا ہے، یہی الزام تحریکِ طالبان پاکستان اور دیگر مجاہدین کے اوپر بھی لگایا، حالانکہ مجاہدین حضرات پاکستانی علماء ہی کے فتوے پر امریکہ، روس انڈیا وغیرہ کے خلاف اُٹھے تھے اور یہ سارا منظر پاکستان خود بھی دیکھ رہا تھا)

دیگر کئی نوجوانوں کا ماورائے عدالت قتل:

یکم اپریل ۲۰۱۸ کے بعد ہمیں موصول رپورٹ کے مطابق نورے مچی خیل عباس خیل ساکن حلقہ بروند حال ساکن گاؤں گومل ضلع ٹانک سے گرفتاری کے بعد شہید کیا گیا، اسی طرح عامر قریشی حلقہ تنگئ بھی گرفتاری کے بعد لاہور جیل میں شہید کیا گیا۔ اس طرح خالد محسود کو تین بھائیوں سمیت بعد از گرفتاری شہید کیا گیا۔ نہ جانے اور کتنے ہونگے جن کا اب تک ہمیں کوئی علم نہیں؟!

اس موضوع کے متعلق مفتی ابوہشام مسعود کے دو مضامین کا اضافہ کرنا مفید سمجھتا ہوں، جن میں سے ایک میں پی، ٹی، ایم کا جائزہ لیا گیا ہے، اور دوسرے میں ایسے حالات میں اُٹھنے والے نوجوانوں پر الزام کا جواب ہے۔

پختون تحفظ مومنٹ

(جائزہ)

اس تحریک کا جائزہ لینے سے پہلے میں چند اصولی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، تاکہ اس کی روشنی میں اس تحریک کا جائزہ لینا آسان ہو جائے۔

مؤرخین حضرات فرماتے ہیں کہ انقلاب سے پہلے اس کی علامات اور آثار کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ وہ علامات یہ ہیں کہ لوگوں میں بے چینی پائی جانے لگتی ہے، مروجہ عقائد و افکار، معاشرت اور نظامِ حیات سے اُکتا جاتے ہیں۔ لوگوں کے دِل و دماغ میں یہ باتیں آنا شروع ہو جاتی ہیں کہ تبدیلی آنی چاہئے اور برائی، فساد کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ یہ تصور لوگوں میں پختہ ہونے کے بعد اس کے متعلق مباحث و مکالمے شروع ہو جاتے ہیں۔ ہر آدمی ایک لیڈر اور ایک راہنما کا انتظار کرنے لگ جاتا ہے۔ جونہی کوئی ہستی نمودار ہو جاتی ہے فوراً سلیم الطبع لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔

ہمارے تاریخی، سیرتی مطالعے اور انقلاب کے چشم دید مشاہدے کی روشنی میں اس قائد اور لیڈر کو کامیابی حاصل کرنے کیلئے دو کام کرنے ہونگے، پہلا یہ کہ اپنے تمام متبعین کو نظریاتی طور پر ایک ایجنڈے، ایک ہدف کے اوپر مطمئن کر کے جمع کرنا ہو گا۔ دوسرا یہ کہ اس ایجنڈے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے دفاعی قوّت مہیّا کرنا ہو گا، تاکہ رکاوٹ کی صورت میں دفاع ممکن ہو سکے۔ ورنہ تاریخی طور پر یہ ثابت شدہ ہے کہ جس نظریے کے پیچھے قوّت نہ ہو وہ شرمندہِ تعبیر نہیں ہو سکا ہے۔

علامہ ابنِ کثیرؒ ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا﴾ کے تحت فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ انہیں اس امر (اشاعتِ دین، غلبہ دین) کی سلطان کے بغیر طاقت نہیں ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے کتابُ اللہ، اس کے حدود و فرائض اور کتاب اللہ (کے احکام) کے قیام کیلئے سلطان کی درخواست کی، اس لیے کہ سلطان اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی شان و شوکت ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے سامنے قائم کر دی ہے، اگر یہ نہ ہوتی تو لوگ ایک دوسرے کے خلاف غارت گری کرتے اور طاقتور کمزور کو کھا جاتے۔

تاریخی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ ترکی میں خلافت کے سکوت کے بعد مصطفیٰ کمال نے مذہبی تعلیم پر پابندی لگا کر سیکولر نظریات کو عام کیا، ترکی کو سیکولر سٹیٹ میں تبدیل کر کے ترکی فوج کو ترکی کے سیکولر تشخص کا محافظ قرار دیدیا۔ اسلامی نظریات کو بر قرار رکھنے کیلئے محض سیاسی طور پر پروفیسر نجم الدین اربکان نے ملی پارٹی اور پھر اسکے ناکامی کے بعد رفاعی پارٹی بنا کر پہلے اسلام پسند وزیر اعظم منتخب ہوئے، آخر کار ۱۸ جون ۱۹۹۷ء کو اسے مستعفی ہونا پڑا اور پھر خلافِ قانون قرار دیکر سیاست میں حصہ لینے سے روک دیا گیا، یہ اس لئے ہوا کہ مخالفت میں ایک مضبوط قوّت فوج کی صورت میں موجود تھی، اسی طرح سوڈان، انڈونیشیا، الجزائر اغیرہ میں ہوا۔ اور یہی حال ہمارے پاکستان کا ہے کہ اسلام کے نام پر آزاد ہوا مگر قبضہ برطانیہ کی تربیت یافتہ فوج کا ہے جو اسلام نافذ نہیں ہونے دیتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ باطل نے تمام اسلامی ممالک پر اپنی تربیت یافتہ فوج کو مسلط کر رکھا ہے جو ہر قسم کی تحریک اور پارٹی کو کچل کر ہدف تک پہنچنے نہیں دیتی ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس سیاست کے پیچھے عسکری قوّت نہ ہو وہ سیاست ناکام ہے، اور جس عسکریت کے پیچھے سیاسی قوت نہ وہ عسکریت نا کام اور بے فائدہ ہے۔ تمہید اگرچہ کچھ لمبی ہوگئی مگر میرے نزدیک اس کے بغیر مدعا سمجھانا ممکن نہیں تھا۔

اب اس تمہید کی روشنی میں ہم "پختون تحفظ مومنٹ" کا جائزہ لیتے ہیں، تو "منظور پشتون" کا ایجنڈا بالکل درست ہے کہ آج پختون قوم کے اوپر جو مظالم ڈھائے جارہے ہیں یقیناً نا قابلِ برداشت ہیں اور انقلاب کیلئے فضاء بھی خوب ساز گار ہے۔ مگر اس حقیقت سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا ہے کہ آج تک کتنے "نقیب مسعود" گولی سے چلنی ہوئے؟ کتنے گھروں کے چراغ بجھ گئے؟ یہی درد مند اور خیر خواہ حضرات موجود تھے، مگر ہر کھلنے والے منہ میں مٹی بھر دی جاتی تھی، آج بھی وہی ظالم ہاتھ موجود ہے جس نے آج تک مظلوم کی آواز دبائے رکھا تھا۔ آج بھی آفتاب مسعود اور باجوڑ کے ساتھی کا قتل اس طرف اشارہ ہے کہ "دیکھو منظور پاشتین بھائی" اپنے قول و فعل کو قابو میں رکھو ورنہ،،،،،۔ اب اگر آفتاب کی انتقام کی قوت اس تحریک میں ہوتی، تو پھر کامیابی کی کرن ممکن ہوتی، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جس فوج نے تمام اقوام اور سیاسی پارٹیوں کو دبا کے رکھا ہے وہی فوج، پختون تحفظ مومنٹ کو بھی فوجی مفاد کے خلاف دیکھ کر خلافِ قانون اور دہشت گرد قرار دیکر کچل دیگی، کہ فوج کو اپنے مفاد کی خاطر کسی کے حقوق کے تحفظ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

"پختون تحفظ مومنٹ" کے ساتھ ہماری ہمدردی اور خیر خواہی ہے، مگر تحریک کے مخلص کارکنان حضرات کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگر انہوں نے اپنے لیے قوت کو تلاش نہیں کیا تو جہاں بھی برطانیہ کی تربیت یافتہ فوج کو اس تحریک سے خطرہ محسوس ہوا وہاں پر اہلیانِ تحریک کا حشر آفتاب مسعود کا ہوگا، اور یہ ہو نہیں سکتا کہ کسی موڑ پر آپ حضرات کے حقوق اور فوج کے مفادات میں ٹکراؤ نہ آئے۔

پختون کے تحفظ کا نمونہ "ملا پاوندہ اور حاجی مرزا علی خان" کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے کہ انہوں نے تمام قبائل کو ایک ایجنڈے پر جمع کر کے ایک مضبوط عسکری قوت بنا کر برطانیہ کو قبائل سے چلتا کر دیا، ورنہ آج تک جتنی تحریکیں اٹھی ہیں یا تو محض سیاسی ہیں یا محض عسکری، کوئی بھی تحریک پوری طرح کامیاب نہیں ہوئی، جزوی بات حکومت سے منوانے کو تحریک یا پارٹی کی کامیابی سے تعبیر کرنا حماقت کے علاوہ کچھ نہیں، واللہ اعلم۔

مفتی طارق محمود (ابوہشام مسعود)

۹ مارچ ۲۰۱۸ء

بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود کو کس نے بنایا؟ کس نے بیچا؟ (تجزیہ)

کچھ عرصے سے میڈیا پر یہ بات چلتی آرہی ہے بالخصوص سید عالم مسعود اور شاہی سید صاحبان اور ان جیسے کچھ اور سُرمائیں یہ بات کہتی رہتی ہیں کہ بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود کو کس نے بنایا اور کس نے بیچا؟ ان کی سادہ گوئی کے نتیجے میں، میں پوری یقین کیساتھ کہتا ہوں کہ یہ حضرات تاریخ کے مطالعے سے ناآشنا ہیں، انقلابات کے پیداوار سے یہ لوگ نابلد ہیں، ان کی سمجھ اپنے مفادات تک محدود ہے، اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کرنے والے لوگ موجودہ انقلابات، اور حالات کی تہہ سے ناواقف ہیں۔ یہ لوگ موجودہ جنگ کا تجزیہ اپنے مشاہدات کے تناظر میں کرتے ہیں، معاشرے کے ایک عام فرد کی حیثیت سے حالات کو دیکھتے ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان لوگوں نے کبھی بھی حالات کا جائزہ نہیں لیا ہے۔ موجودہ (نیو ورلڈ آرڈر) کی جنگ کا تاریخی پسِ منظر سے یہ لوگ بالکل ناآشنا ہیں۔ پھر قرآن اور حدیث کی روشنی میں موجودہ جنگ کے متعلق معلومات کا ان بیچاروں کو ہوا تک نہیں لگی ہے، بس سیکولر نظامِ تعلیم سے فارغ ہو کر سیکولر معاشرے میں پھلے پھولے اور پھر نام پیدا کرنے کی شوق نے بے سروپا سیاست پر ابھارا، آخر کار اس لاعلمی کے نتیجے میں لوگوں پر الزامات لگانا شروع کئے۔

ان بیچاروں کو یہ علم نہیں کہ حالات مردوں کو جنتے رہتے ہیں، اور خاص کر اسلام کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ اپنے تحفظ کی خاطر ہر زمانے میں جیالوں کو جنم دیتا ہے، جو لوگوں کی پرواہ کئے بغیر سر کی بازی لگا کر دشمن کو ناکوچنے چبوا دیتے ہیں۔

بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود بھی ان لوگوں میں سے تھے، یہ حضرات اسلام کی پیداوار تھی، دشمن نے اسلام اور مسلمانوں کے اوپر جو حملہ کیا اس کی دعوت بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود نے نہیں دی تھی، بلکہ دشمن ایک مکمل منصوبے کے تحت اسلام اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوا ہے، جس کی حقیقت ان دین بے زار لوگوں کو (نیو ورلڈ آرڈر) کے تحقیقی مطالعے کے بعد معلوم ہو سکتی ہے۔ اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے موجودہ جنگ کو سمجھنے کے بعد یہ سادہ لوگ بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود کا مقام پہچان سکتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! حالات کے پیشِ نظر اسلام نے ان جانباز سپوتوں کو جنا اور پھر ان حضرات نے اسلام کی خاطر اللہ تعالیٰ پر بیچی ہوئی جانوں کو بخوشی اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔

ان سادہ لوگوں کا یہ کہنا کہ بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود کو حکومت نے بنایا پھر ان سے اپنا کام لیا اور پھر بیچا، یہ ان لوگوں کی خام خیالی اور حالات سے ناواقفیت ہے، ورنہ سیاسی میدان کے ادنیٰ فرد پر بھی یہ بات مخفی نہیں ہے کہ آج پاکستان کو افغانستان میں امریکہ کے خلاف کام کرنے والوں کی اشد ضرورت ہے۔ پاکستان کو اپنی پیداوار کی حفاظت فی الحال اپنی جان سے بھی پیاری ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود نے جب پاکستان کے ارادوں کا مطالعہ کیا کہ یہ اسلام، مسلمان اور قبائل کو پنجاب کے سر صدقہ کرنا چاہتا ہے، اور مطلقاً پختون کی نسل کشی کرنا چاہتا ہے تو بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود نے بندوق کا رخ پاکستان کی طرف پھر دیا اور جتنا انتقام ان لوگوں نے اس غدار حکومت سے لیا تاریخ میں کوئی منتقم ایسا نہیں ملے گا جس نے اپنے دشمن سے ایسا انتقام لیا ہو۔ حکومت نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ سید عالم مسعود اور شاہی سید کی طرح بیوہ عورت کی طرح سر پیٹنے والے نہیں ہیں، بلکہ انتقام کے داؤ پیچ سے اچھی طرح واقف ہیں، یہ دشمن کے سامنے رونے دھونے والے نہیں ہیں، بلکہ شاہین کی طرح دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لڑنے والے ہیں، تو ان بے ضمیر حکمرانوں اور جرنیلوں نے اللہ کے دشمن کی منت سماجت کرکے ان سرفروشوں کو شہید کروایا۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾

امت مسلمہ! یہ بات یاد رکھئے کہ ان تمام مجاہدین حضرات نے پوری امتِ مسلمہ کے مطالبے پر اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے

خلاف جہاد شروع کیا، پھر مشکل گھڑی میں ان ضمیر فروش اور بزدل مسلمانوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور صرف یہ نہیں بلکہ ان سربازوں کو بھی اصل ہدف سے پھرنے کی دعوت دی، بلکہ ضمیر فروشی پر مجبور کرنے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں یہ ساری قتل و غارت کی صورت سا منے پیش آئی، پاکستان نے پختون قوم کا قتل عام کرنا ہی تھا، بس اتنا ہوا کہ بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود اور دیگر راہنماؤں نے ان معصوم عوام کا خوب انتقام لیا، اور جرنیلوں و حکمرانوں کو بھاری قیمت چکا دیا، جس کا انکار کوئی بھی نہیں کر سکتا، باقی عوام دشمن کا منہ تکتے رہے۔

شاہی سیّد اپنے مرنے کا رونا رو رہا ہے، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کو خود اپنے گلے پر خنجر پھرنے کا احساس آج تک نہیں ہوا ہے، چلئے ہم تھوڑا سا یاد دلاتے ہیں۔ سن سید ساحب! ایک وقت تھا کہ آپ کے پارٹی صدر اسفندیار ولی خان نے کہا کہ اگر ہم انڈیا کیساتھ ایک میز پر بیٹھ سکتے ہیں، بات کر سکتے ہیں، تو بیت اللہ مسعود کیساتھ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ یہ ہمارے بھائی ہیں، یہ ہے وہ ہے وغیرہ۔ مگر افسوس کہ یہ ساری باتیں دجل، فریب، دھوکہ بازی پر مبنی تھیں، پھر بھی اس خیال سے کہ یہ پختون قوم کے حامی لوگ ہیں شاید ان کے بر سرِ اقتدار آنے سے سرحد میں جاری جنگ کا رخ بدل جائے، تو اس خاطر مجاہدین نے انتخابات میں رکاوٹ نہیں ڈالی، جس کے نتیجے میں یہ پارٹی انتخابات میں کا میاب ہوئی، مگر اقتدار میں آنے کے بعد انہوں نے خیبر پختونخواہ کو جس طرح آگ میں جھونک دیا اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا ہو گا۔ پورے پاکستان میں جہاں پٹاخہ پھٹا سید صاحبان نے اس کا تانا بانا خیبر پختون خواہ سے ملایا، کہ آؤ سارے دہشت گرد یہاں ہیں۔ شہباز شریف وغیرہ نے واقعی دہشت گردی کی آگ کو بھی چراغانِ بارات ثابت کر کے جرنیلوں کا رخ دوسری طرف پھر دیا، ان بے دینوں نے ریاست کی ساری قوّت کو اپنے صوبے کی طرف متوجہ کی، اور پھر ظلم کا ایسا بازار گرم کیا کہ تاریخ مثال لانے سے عاجز ہے، سیّد صاحب نے مکاری کی دوستی کو حد درجے دشمنی میں تبدیل کی، جس کے نتیجے میں ہم نے ان غداری، غلط بیانی اور دھوکہ بازی کا ایسا مزہ چکایا کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔ ان شاء اللہ و تعالیٰ۔

سید صاحب نے زبردستی ہمارا ہاتھ پکڑ کر بندوق کی گولی اپنے سینے میں پیوست کی۔ ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ پارٹی صرف اسلام کی نہیں بلکہ پورے پختون قوم کی بھی غدار ہے، لہذا سب سے پہلے ہم نے سید صاحب کا دماغ ٹھیک کرنا وقت کا اہم تقاضا سمجھا، اور اگلے انتخابات میں ان کی بداعمالیوں اور غداری کا نتیجہ ان کے سامنے آیا، اور اب بھی توبہ تائب ہونے تک ان کے ساتھ ہماری دشمنی رہے گی۔

سید عالم مسعود صاحب سیاست کے میدان کا نیا شاہسوار ہے، اس بیچارے کو اس میدان کے اتار چڑھاؤ سے ابھی تک واسطہ نہیں پڑا ہے، فی الحال مسعود صاحب نے اس میدان کے سرسبز و شاداب حصے میں پراؤ ڈال رکھا ہے، جہاں ہر چیز کی فراوانی ہے، مگر مسعود کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے حقوق انتہائی خاردار راستوں، مشکل ترین گھاٹیوں، سنگلاخ چٹانوں کے بیچ میں پڑے ہیں۔ جس کے راستے میں مختلف قوتوں کے مفادات کی رکاوٹیں موجود ہیں، جہاں سے گذر کر حقوق تک پہنچنا ہو گا۔ مسعود صاحب کو ان جھاڑیوں، کانٹوں اور نشیب و فراز سے گزرتے وقت بیت اللہ اور حکیم اللہ مسعود اور دیگر راہنماؤں کا مقام و مرتبہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ اور اپنی لمبائی، چوڑائی سے بھی واقف ہو جائے گا۔

مسعود صاحب کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ حقوق کے حصول کی راہ میں خریدنے اور بیچنے کی منڈی بھی ادھر ہی لگی ہوئی ہوتی ہے، یہاں آ کر معلوم ہو جائے گا کہ کس کو کس نے خریدا ہے؟ اور کس نے بیچا ہے؟ اور کس نے خود کو بیچنے پر موت کو ترجیح دی ہے؟

یہاں پہنچ کر مسعود صاحب اپنے ایمان اور عزم کا بیت اللہ اور حکیم اللہ کے ایمان اور عزم کے ساتھ تقابل کر کے فیصلہ کیجئے کہ یہ حضرات زمانے کے ہیرو تھے یا ایمان فروش اور بکنے والے!

از قلم مفتی طارق محمود (ابوہشام مسعود) ۱۰ مارچ ۲۰۱۸

پیغامِ پاکستان

اور

تحریکِ طالبان حلقہ محسود کی طرف سے اس کا تحقیقی جائزہ (جواب)

جنوری ۲۰۱۸ء میں پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے ۱۸۰۰ علماء نے متفقہ فتوی جاری کیا کہ پاکستان میں خود کش حملے کرنا ناجائز اور حرام ہیں، جس پر پاکستانی صدر ممنون حسین اور وزیر خارجہ خواجہ آصف نے خوشی کا اظہار کیا اور اس کو پاکستانی قوم کیلئے ایک خوشخبری قرار دی، اس فتوے کی اصل اور تحریکِ طالبان حلقہ محسود کی طرف سے اس کا جواب بعنوان (پیغامِ پاکستان کا تحقیقی جائزہ) ملاحظہ ہو۔

پیغامِ پاکستان



اسلامی جمہوریۂ پاکستان

ادارہ تحقیقات اسلامی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
فیصل مسجد کیمپس، اسلام آباد

جملہ حقوقِ طباعت محفوظ ہیں

نام دستاویز	:	پیغامِ پاکستان
ISBN	:	978-969-408-364-3
تالیف و تدوین	:	محققین ادارہ تحقیقات اسلامی
نظر ثانی	:	تمام مکاتبِ فکر کے جید علمائے کرام، مفتیان عظام اور قومی جامعات کے اساتذۂ کرام
اہتمامِ اشاعت	:	اسلامی جمہوریۂ پاکستان
ناشر	:	پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق ڈائریکٹر جنرل، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ وَّاُنۡثٰى وَجَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰىكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ﴾

(سورۃ الحجرات: ۱۳)

(لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبر دار ہے)

فہرست

صفحہ نمبر

❖	صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کا پیغام	vii
❖	پیش لفظ	ix
۱-	اسلامی ضابطۂ حیات	۱
۲-	اسلامی جمہوریہ پاکستان	۱۳
۲.۱-	قیام پاکستان کا پس منظر	۱۳
۲.۲-	قیام پاکستان	۱۴
۲.۳-	اسلامی جمہوریہ پاکستان کی کامیابیاں	۱۵
۳-	ریاست پاکستان اور پاکستانی معاشرے کو درپیش مسائل	۱۷
۳.۱	ریاست کے خلاف جنگ	۱۷
۳.۲	ریاستی اداروں اور عوام الناس کے خلاف دہشت گردی	۲۰
۳.۳	فرقہ پرستی اور تکفیریت کا رجحان	۲۱
۳.۴	جہاد کی غلط تشریح	۲۴
۳.۵	امر بالمعروف کے عنوان سے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کا رجحان	۲۵
۳.۶-	قومی میثاق کو نظر انداز کرنے کا رجحان	۲۶
۴-	متفقہ اعلامیہ	۲۸

۵–	متفقہ فتویٰ	۳۵
۵.۱	استفتاء	۳۶
۵.۲	متفقہ فتویٰ (جوابِ استفتاء)	۳۸
۵.۳	متفقہ فتویٰ (اہم نکات)	۴۶
۶–	پیغامِ پاکستان، متفقہ اعلامیہ اور فتویٰ کی تیاری میں شریک محققین، مختلف دینی مدارس کے وفاقوں کے ناظمین، علمائے کرام، مفتیان عظام اور قومی جامعات کے اساتذۂ کرام کے اسمائے گرامی	۴۹
۷–	متفقہ فتویٰ (جواب استفتاء) جاری اور اس کی توثیق کرنے والے علمائے کرام کے دستخطوں کا عکس	۵۲
۸–	۲۶ر مئی ۲۰۱۷ء کے متفقہ فتویٰ (اہم نکات) کی تیاری میں شریک مختلف دینی مدارس کے وفاقوں کے ناظمین، علمائے کرام، مفتیان عظام اور قومی جامعات کے اساتذہ کرام کے دستخطوں کا عکس	۵۶
۹–	۲۶ر مئی ۲۰۱۷ء کے متفقہ اعلامیہ کی تیاری میں شریک مختلف دینی مدارس کے وفاقوں کے ناظمین، علمائے کرام، مفتیان عظام اور قومی جامعات کے اساتذہ کرام کے دستخطوں کا عکس	۵۷
۱۰–	متفقہ فتویٰ اور اعلامیہ کی توثیق کرنے والے علمائے کرام، مفتیان عظام اور اساتذۂ کرام کے اسمائے گرامی	۵۹

صدر اسلامی جمہوریۂ پاکستان
عزت مآب جناب ممنون حسین کا پیغام

متحرک معاشروں میں جامعات، علمائے کرام اور دانشوروں کی حیثیت ایک ایسے اجتماعی ادارے اور تھنک ٹینک کی طرح ہوتی ہے جو ملک و قوم کو درپیش چیلنجوں پر غور کر کے اُن کی حل کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے زیر اہتمام "پیغام پاکستان" کانفرنس بھی ایسی ہی ایک صحت مند سرگرمی تھی جس میں تمام مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام نے شدت پسندی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل پر غور و فکر کر کے ایک متفقہ فتویٰ دیا۔ میں نے کانفرنس میں ہونے والے بحث و مباحثے اور فتوے کی تفصیلات کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انتہا پسندی کے خاتمے اور اسلام کے زرّیں اصولوں کی روشنی میں ایک معتدل اسلامی معاشرے کے استحکام کے لیے یہ فتویٰ ایک مثبت بنیاد فراہم کرتا ہے اور قومی بیانیے کی تشکیل میں اس سے رہنمائی بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس جرأت مندانہ علمی کاوش پر میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور اس کے ذمہ داران کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

ممنون حسین

صدر اسلامی جمہوریۂ پاکستان

پیشِ لفظ

پیغامِ پاکستان کے نام سے تیار کردہ یہ متفقہ دستاویز قرآن و سنت اور اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے دستور کی روشنی میں ریاست پاکستان کی اجتماعی سوچ کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ پیغام ریاستِ پاکستان کو درپیش مسائل کا تجزیہ کرتے ہوئے ایسے لائحہ عمل کی بنیاد تجویز کرتا ہے جس کی بنا پر قراردادِ مقاصد میں دیے گئے اہداف حاصل کیے جاسکتے ہیں، نیز اس کے ذریعے پاکستان کو قوموں کی برادری میں ایک مضبوط، متحد، مہذب اور ترقی یافتہ ملک کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ یہ متفقہ دستاویز مملکت خداداد اسلامی جمہوریۂ پاکستان میں اسلامی تہذیب و تمدّن کی برداشت، روحانیت، عدل و انصاف، برابری، حقوق و فرائض میں توازن جیسی خوبیوں سے مزّین معاشرے کی تشکیل جدید میں ممد ومعاون ہوسکتی ہے۔

یہ دستاویز اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے ریاستی اداروں اور دینی مدارس کے مندرجہ ذیل وفاقوں کی کاوشوں سے تکمیل پائی:

أ. وفاق المدارس العربیۃ
ب. تنظیم المدارس اہلسنت
ج. وفاق المدارس السلفیہ
د. وفاق المدارس الشیعیہ
ہ. رابطہ المدارس پاکستان

مزید برآں اس دستاویز کی تیاری میں اہم پاکستانی جامعات اور پاکستان کے بڑے دینی مدارس جیسے دارالعلوم کراچی، دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، جامعہ بنوریہ کراچی، جامعۃ المنتظر لاہور، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ محمدیہ اسلام آباد اور جامعہ فریدیہ اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے اساتذہ، جید علماء اور مفتیانِ کرام کا تعاون بھی شامل ہے۔

پیغامِ پاکستان کا ابتدائی مسوّدہ ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے محققین نے تیار کیا اور ۲۶ر مئی ۲۰۱۷ء کو ادارہ تحقیقات اسلامی میں صدر اسلامی جمہوریۂ پاکستان عزت مآب جناب ممنون حسین صاحب کی صدارت میں منعقد ہونے والے قومی سیمینار بعنوان "میثاقِ مدینہ کی روشنی میں پاکستانی معاشرے کی تشکیلِ نو" کے موقع پر پیش کیا گیا۔ اس سیمینار میں تمام مکاتب فکر کے جید علمائے کرام اور مفتیان عظام نے متفقہ اعلامیہ اور متفقہ فتویٰ بھی جاری کیا۔ متفقہ اعلامیہ کو سیمینار میں پروفیسر ڈاکٹر معصوم یٰسین زئی، ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد نے پیش کیا جبکہ متفقہ فتویٰ مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مہتمم دارالعلوم کراچی نے سیمینار کے اختتام پر پیش کیا۔ اس دستاویز کو دینی مدارس کے تمام وفاق اور مختلف قومی جامعات کے اساتذہ کی مشاورت سے مزید بہتر بنایا گیا۔ نیز متفقہ اعلامیہ اور فتویٰ کو بھی اس کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ پیغامِ پاکستان قرآن وسنت میں موجود بنیادی اسلامی تعلیمات اور ۱۹۷۳ء کے متفقہ دستور کی روشنی میں تیار کیا گیا ہے۔ اب یہ دستاویز ریاستِ پاکستان کی منظوری سے ایک بنیادی قومی لائحہ عمل کے طور پر عمل درآمد کے لیے شائع کی جاتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق
ڈائریکٹر جنرل
ادارہ تحقیقات اسلامی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
اسلام آباد۔

۱- اسلامی ضابطۂ حیات

آدم و حوا کی اولاد ہونے کے باوجود نسل انسانی قدیم زمانے میں معاشی ضرورتوں کے لیے منتشر ہوتی رہی، یہ منتشر گروہ الگ الگ بستیوں، شہروں اور ملکوں میں رہنے لگے۔ اسی لیے ناگزیر طور پر نبی اور مصلح بھی قومی ہوتے نہ کہ عالم گیر اور بین الاقوامی؛ اور ان کی تعلیمات بھی اپنی اپنی قوموں تک ہی محدود ہوتی تھیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ﴾ (الروم: ۴۷)

(اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کو صرف ان کی قوموں کی طرف ہی مبعوث کیا۔)

لیکن حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد صورت حال بدل گئی۔ اب ضروری تھا کہ انسانی ذہن کے ارتقا میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا جائے اور انسان کو یہ درس دیا جائے کہ وہ اپنے دماغ، غور و فکر، شعور اور علم و ادراک سے کام لے۔ اس دور کے بین الاقوامی حالات کا تقاضا تھا کہ پوری دنیا کو اب جھنجوڑ کر یاد دلایا جائے کہ وہ سب آدم و حوا کی اولاد ہیں اور انہیں تنگ نظری، نسل پرستی اور ایسے ہی دیگر تعصبات سے نجات دلائی جائے اور تمام انسانی دنیا کے لیے ایسا کامل دین پیش کیا جائے جو زمان و مکان کے فرق سے بالا اور ذاتوں، گروہوں، نسلوں اور طبقوں کے امتیاز سے بری ہو اور بنی نوع انسان کو انفرادی و اجتماعی حقوق اور ذمہ داریاں عطا کر کے نوع بشری کی تخلیق کی اصلی غرض و غایت کو پورا کرنے کا انتظام کرے۔

انہی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کامل اور جامع پیغام کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے اور رسول محمد ابن عبد اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (سبا: ۲۸)

(اے رسول ہم نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اس عالمی حیثیت کی وضاحت کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو پیغام الٰہی ساری دنیا تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی سونپی، چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾

(الاعراف: ۱۵۸)

(آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔)

گویا کہ آپ ﷺ سارے جہان کے لیے اللہ کے آخری رسول اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جامع پیغام اسلام کی صورت میں لے کر مبعوث ہوئے۔

اسلام کا مطلب امن اور سلامتی ہے اور اس میں داخل ہو کر ایک انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مکمل فرماں برداری میں دے دیتا ہے اور قرآن و سنت کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کرتا ہے۔

اسلام وہ مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے احکام رسول اللہ ﷺ پر ۴۰ سال کی عمر میں ۶۱۰ء میں مکہ میں نازل ہونے شروع ہوئے۔ یہ وہ دین مبین ہے جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ تقریباً ہر قوم اور ہر علاقے میں اللہ کے پیغمبر اور رسول مبعوث ہوئے اور انھوں نے انسانیت کی فلاح کے لیے وحی پر مبنی پیغام الٰہی انسانوں تک پہنچایا اور سب نے ہی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی دعا کی تھی، جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (البقرہ: ۱۲۹)

(اے پروردگار ان (لوگوں) میں انہیں سے ایک پیغمبر مبعوث کر دیجیے جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے بیشک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔)

رسول اللہ ﷺ کا مشن سابقہ انبیاء کی طرح انسانوں کو سیدھے راستے کی طرف ایک جامع دعوت دینا تھا۔ یہ وہی راستہ تھا جس پر ملت ابراہیمی قائم تھی، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ (الانعام: ۱۶۱)

(کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔ (یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیم کا، جو ایک (خدا) ہی کی طرف کے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔)

جب دنیا علاقائیت سے عالمیت کے دور میں داخل ہونے والی تھی تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعے بھیجے جانے والی عمومی ہدایات کو ایک جامع، کامل اوکمل ضابطہ ٔ حیات کے طور پر اپنے آخری رسول محمد ابن عبد اللہ ﷺ کے ذریعے پوری دنیا کے لیے بطور رحمت اور مکمل نعمت کے طور پر پیش فرمایا، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (الانبیا: ۱۰۷)

(اور (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ﴾

(اٰل عمران: ۱۵۹)

([اے محمد (ﷺ)] خدا کی مہربانی سے آپ ان لوگوں کے لئے نرم خُو واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ

کھڑے ہوتے۔ تو ان کو معاف کر دیں اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگیں اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت کیا کریں اور جب (کسی کام کا) عزم مصمم کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیں بیشک اللہ تعالیٰ بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔)

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو آپ کی دعوت کی کامیابی میں بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتے اور ان سے نرم دلی سے پیش آتے۔ آپ ﷺ دلکش اور جرأت مندانہ انداز سے لوگوں کو اسلام لانے کی دعوت دیتے۔ عدل کو پسند کرتے، حق دار کو اس کا حق دیتے، ضعیف و کمزور اور مسکین کی طرف مودت و محبت اور الفت کی نظر سے توجہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے انہی اخلاق سے متاثر ہو کر لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے عبادات، روحانیت، اخلاق اور معاملات کا ایک ایسا نظام پیش کیا جس کے ذریعے سے انسانیت کی حدود سے پست یا آگے بڑھ جانے والے انسانوں کو حقوق و فرائض کے نظام کے تحت انسانی حدود میں لا کر عزت و احترام اور وقار دیا گیا۔ اسلام کی انسانیت تمام تعصبات سے بالاتر ہے اور یہ تمام انسانوں کے لیے احترام پر مبنی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾ (الاسراء: ۷۰)

(اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور پاکیزہ روزی عطا کی اور اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔)

رسول اللہ ﷺ نے عبادات کا ایک ایسا جامع نظام دیا جس سے نہ صرف انسانیت کی روحانی تسکین ہوئی بلکہ تخلیق انسان کے مقصد کو حاصل کرنے میں مدد بھی ملی۔ نمازوں اور روزوں کے ذریعے ہر مسلمان کا نہ صرف اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلق مضبوط ہوا، بلکہ ان عبادتوں کے ذریعے ہر مسلمان کو انفرادی طور پر اپنے جسم، روح اور سوچ کو مضبوط، مربوط اور منضبط بنانے میں

بھی مدد ملی۔ زکوٰۃ اور حج کے ذریعے مسلمان اللہ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں، یہ عبادتیں باہمی انسانی تعلقات کو نہ صرف مضبوط اور مستحکم بناتی ہیں، بلکہ ایک انسان کو دوسرے انسان کے لیے قربانی کا درس بھی دیتی ہیں۔ یہ عبادتیں امت مسلمہ کو ایک جسم کی مانند متحد کرنے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کا موقع بھی فراہم کرتی ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ﴾

(الانبیاء:۹۲)

(یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو)

عبادات کے اسلامی نظام کا ہدف انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے جذبے کو جلا بخشنے کے بنیادی مقصد کے علاوہ ایسی اعلیٰ اقدار کی آب یاری ہے جو انسانی بھلائی اور نسلِ انسانی کی یکجہتی کو یقینی بنانے کے لیے حقوق و فرائض کے عادلانہ نظام، امن و سکون، معاشرتی ہم آہنگی، وعدوں کی پاسداری، کمزوروں کے حقوق کا تحفظ اور تمام انسانوں کی عزت و آبرو کے تحفظ کی ضامن ہوں۔ نہ صرف یہ بلکہ اسلام نے تو معاشرے میں برائی کا جواب برائی سے دینے کی روش کی بجائے بھلائی کے ذریعے برائی کے انسداد کے طریقے کو اپنانے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ (فصلت: ۳۴)

(اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔)

رسول اللہ ﷺ نے وحی پر مبنی اسلام کے عادلانہ نظام کو مدینہ کے پہلے معاشرے میں ۶۲۲ء میں میثاقِ مدینہ کے ذریعے نافذ کرنا شروع کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے پہلے سال یثرب میں امن و سلامتی کو یقینی بنانے اور وہاں کے باشندوں کے معاملات کو منظم کرنے کے

لیے اہم ترین اقدامات فرمائے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں اوس و خزرج، مہاجرین اور غیر مسلم قبائل عرب رسول اللہ ﷺ کی سیاسی قیادت کے تحت متحد ہوگئے۔ اس صورت حال میں یہودِ مدینہ وہ واحد گروہ تھا جو اس اجتماعی نظام سے باہر تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی اس اجتماعی نظام میں شمولیت کی دعوت دی تو ان کے لیے اپنی بقاء اور سلامتی کی خاطر اس سے انکار کرنا ممکن نہ رہا۔ اس طرح انصار (اوس و خزرج)، مہاجرین (بنو امیہ و بنو ہاشم)، عرب قبائل اور یہود (بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع) سمیت مدنی معاشرہ کی مختلف اکائیاں میثاق مدینہ پر متفق ہوگئے اور یہ میثاق نئی قائم شدہ ریاست کا دستور بن گیا۔

اس دستور کی رو سے ریاست کے باشندوں کو سماجی سطح پر برابری کے حقوق دیے گئے، دفاعی سلامتی کو یقینی بنایا گیا اور مذہبی آزادی اور شخصی معاملات کو اپنے اپنے عقائد کے مطابق طے کرنے کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ اس کے لیے مناسب ماحول بھی فراہم کر دیا گیا۔ میثاق مدینہ تاریخ دساتیر کی وہ پہلی دستاویز ہے جو تحریر کی گئی۔ اس دستور کی ۵۲ دفعات ہیں اور یہ قانونی زبان کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ یہ دستور نہ صرف مسلمانوں کے تحفظ کا باعث بنا بلکہ اس سے غیر مسلموں کو بھی برابر کے حقوق ملے؛ مثلاً یہودیوں میں بنو قینقاع، جو کہ سنار تھے، سب سے معزز سمجھے جاتے تھے، جب کہ بنو قریظہ چونکہ پیشے کے اعتبار سے چمار تھے، کم تر اور حقیر سمجھے جاتے تھے اور ان کی دیت بنو قینقاع اور بنو نضیر کے یہود کی نسبت آدھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ناانصافی کو منسوخ فرمایا اور بنو قریظہ کی دیت کو دوسرے یہودیوں کی دیت کے برابر قرار دیا۔

آپ ﷺ نے ایسے جامع دین پر ایمان لانے کی دعوت دی جس میں پہلے انبیاء اور ان کی کتابوں پر ایمان کو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کی طرح لازمی قرار دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ (البقرہ: ۲۸۵)

(رسولِ (خدا) اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی، ایمان رکھتے ہیں اور مؤمن بھی سب خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا۔ اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔)

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک ایسے سماج کی تشکیل کی جس میں مسلمان، یہودی اور غیر مسلم عربوں کے درمیان عدل و انصاف، برابری اور حقوق و فرائض کی یکساں ادائیگی پر مشتمل تعلقات قائم ہوئے کیونکہ آپ ﷺ پوری انسانیت کے لیے خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر بھیجے گئے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾

(فاطر: ۲۴)

(ہم نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں ڈرانے والا بھیجا۔)

قرآن حکیم نے مسلمانوں سمیت تمام مذہبی گروہوں کو مشترک اصول اپنانے کی تعلیم دی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصَّابِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرہ: ۶۲)

(مسلمان ہوں، یہودی ہوں، نصاریٰ ہوں یا صابی ہوں، جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، ان کے اجر ان کے رب کے پاس ہیں اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ اداسی۔)

آپ ﷺ کی تعلیم و تبلیغ تو یہ ہے کہ اسلام سابقہ مذاہب کی تکمیل و تجدید ہی ہے اور ان سے متضاد کوئی نئی چیز نہیں۔ جس طرح کی دینی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی اس سے انسان کو گروہی اور فرقہ وارانہ تعصب کی مصیبت سے نجات مل جاتی ہے اور "لا إكراه في الدين" وہ سنہری اصول ہے جو کہ اسلام ہی نے متعارف کرایا۔ ان آفاقی اصولوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستانی سماج کی تشکیل جدید کے لیے ان تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہاں کے باسی نہ دوسرے مذاہب کی تحقیر کریں اور نہ ان کے بانیوں کی بے حرمتی کے مرتکب ہوں۔ مسلمانوں کے لیے اپنے عقیدے پر عمل کرتے ہوئے استدلال کے ذریعے دوسروں کو قائل کرنے کی کوشش کرنا ہی ان کی ذمہ داری قرار پاتی ہے، جیسا کہ قرآن فرماتا ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۝﴾ (النحل: ۱۲۵)

([اے پیغمبر ﷺ] لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے بحث و تمحیص کرو۔ جو اس کے راستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو راستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔)

دوسروں کے مذاہب کی تحقیر کسی صورت میں نہیں ہونی چاہیے، جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الانعام:۱۰۸)

(اور گالی مت دو ان کو، جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جہالت کی بنا پر حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی

کریں گے۔ ہم نے اس طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے۔ پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ ان کو بتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔)

رسول اللہ ﷺ نے عدل و انصاف کا ایسا نظام قائم کیا جس میں کمزور اور ناتواں کو طاقت ور اور جابر کے مقابلے میں تحفظ حاصل تھا۔ یہ عدل و انصاف اپنوں کے لیے بھی تھا اور غیروں کے لیے بھی۔ کسی سے دشمنی یا عداوت بھی انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ نہیں بن سکتی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (المائدہ: ۸)

(اے ایمان والو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے۔ اور خدا سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا﴾ (النساء: ۵۸)

(خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو، خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے بیشک خدا سنتا (اور) دیکھتا ہے۔)

عدل وانصاف کے اس نظام میں غیر مسلموں، عورتوں اور بچوں کے حقوق کا خاص طور پر تحفظ کیا گیا۔ ظلم وستم اور تکبر، سختی اور عدم برداشت جیسے افعال کو قبیح قرار دے کر حرام قرار دیا گیا اور عاجزی وانکساری، بردباری، تحمل اور برداشت جیسی عادات واخلاق کو عین اسلامی آداب قرار دے دیا گیا۔ انسانوں کو ہدایت کی گئی کہ زمین پر عاجزی سے چلیں اور لوگوں کو دعوت دین کے لیے حکمت اور عقلمندی سے بلائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾ (الاسراء: ۳۷)

(اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل۔)

اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ بدلہ لینے کا حق ہو بھی تو احسان کرنا اور معاف کرنا لائق ترجیح ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾ (الشوریٰ: ۴۰)

(اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے مگر جو درگزر کرے اور (معاملے کو) درست کر دے تو اس کا بدلہ خدا کے ذمے ہے، اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

دینی تعلیمات کی رو سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دین اسلام کا بنیادی درس انسانی عزت و وقار کی پاس داری اور انسانی جان کا تحفظ ہے اور فرمایا گیا کہ جو ایک انسان کو قتل کرے گا گویا کہ اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا اور انسان کے قتل کو گناہ عظیم قرار دیا گیا، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ﴾ (المائدہ: ۳۲)

(اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی پیدا کرنے کی سزا دی جائے، اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔ اور لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں۔ پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ زمین میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔)

اسلام نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جس میں احترام، توازن اور میانہ روی کی خصوصیات نمایاں تھیں، ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ﴾ (البقرہ: ۱۴۳)

(اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزماں ﷺ) تم پر گواہ بنیں۔)

نیز ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ (الحج: ۷۸)

(اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ دین اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا قائم رکھو، اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تمام

لوگوں کے گواہ بن جاؤ۔ پس تمہیں چاہیے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا
کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے۔ پس کیا ہی
اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مدد گار ہے۔)

الغرض اسلام کے عقائد، عبادات، روحانیت، معاشرت اور معاملات کے متعلق احکام قرآن وسنت، میثاق مدینہ اور خطبہ حجۃ الوداع جیسے مصادر میں بکثرت ملتے ہیں۔

اسلام کے اسی ضابطہ ٔ حیات کی بنا پر عظیم الشان اسلامی تہذیب کی بنیاد پڑی۔ اس تہذیب کی بنیاد طاقت کے استعمال کے بجائے امن، محبت، رواداری اور باہمی برداشت کے رویے کے ذریعے ڈالی گئی۔ اسلامی تہذیب و تمدن نے دینی اور دنیاوی زندگی کے درمیان توازن اور میانہ روی کے ذریعے صدیوں تک کروڑوں انسانوں کی زندگی کو راہنمائی فراہم کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی روزمرہ کی تعلیمات وخطبات کے علاوہ حکم الٰہی کے تحت خطبۂ جمعہ کے ذریعے دین اسلام کی باقاعدہ تعلیم و تربیت کو جاری کیا۔ جس سے اس سنت کا آغاز ہوا کہ اسلامی ریاست کا حکمران ایک یکساں پیغام مسلم معاشرے کو خطبۂ جمعہ کے ذریعے مستقل دیتا رہے اور امت کے اتحاد کو یقینی بنائے رکھے تاکہ تفرقہ کی بنیاد نہ پڑے۔ بدقسمتی سے اب یہ روایت کمزور پڑ گئی ہے اور موجودہ حالات کے تناظر میں اسلامی ریاست کی راہنمائی میں خطبۂ جمعہ کی سنت کے احیاء کی ضرورت ہے، تاکہ ریاست پاکستان کی نظریاتی حدود کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

اسلام کی عظیم الشان تہذیب جس کا آغاز ۶۲۲ء میں ہوا، ۱۲۷۱ء تک (یعنی تقریباً ایک صدی کے اندر اندر) دنیا کے دور دراز علاقوں تک پہنچ گئی۔ اس عظیم الشان تہذیب نے اخذ وعطا اور تازہ کاری کے اصولوں کی بنا پر نہ صرف ترقی یافتہ قدیم تہذیبوں سے استفادہ کیا بلکہ تازہ کاری کے ذریعے علوم وفنون کی نشوونما میں اپنا حصہ بھی ڈالا۔ اسلامی روایات سے انحراف کے نتیجے میں اسلامی تہذیب عالمی تہذیبوں میں اپنی برتری برقرار نہ رکھ سکی اور یہ عظیم الشان تہذیب زوال اور انحطاط کا شکار ہوگئی۔ مسلمان معاشروں کا اتحاد ختم ہو گیا اور پندرہویں اور سولہویں صدی سے شروع ہونے والا زوال انیسویں صدی میں اپنی انتہا کو پہنچ گیا حتیٰ کہ ۱۹۳۰ء کی دہائی تک ترکی اور افغانستان کے سوا کوئی مسلمان ملک اپنی آزادی برقرار نہ رکھ سکا۔

۲- اسلامی جمہوریہ پاکستان

۲.۱- قیام پاکستان کا پس منظر

برصغیر میں مسلمانوں نے صدیوں تک حکومت کی لیکن انہوں نے یہاں کی آبادی کو زبردستی مسلمان بنانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے پہلے، قائم ہونے کے بعد اور حکومت ختم ہونے پر بھی غیر مسلموں کی ہی اکثریت رہی۔ برطانوی استعمار نے برصغیر کا اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا، اس لیے وہ قدرتی طور پر مسلمانوں کو اپنا حریف سمجھتے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت کا مکمل خاتمہ ہو گیا اور برصغیر پاک و ہند مکمل طور پر برطانوی نو آبادی بن گیا۔ برطانوی حکومت نے مسلمانوں کے تمام اہم سیاسی، دفاعی اور معاشرتی ادارے یا تو ختم کر دیے یا پھر ان کو غیر مؤثر کر دیا جس کے نتیجے میں حاکم نہ صرف محکوم بن گئے بلکہ بے اثر بھی ہو گئے اور ان کی تحقیر بھی ہوئی۔ اس ساری صورت حال نے برصغیر پاک و ہند میں اسلامی تہذیب و تمدن پر منفی اثر ڈالا اور مسلمان پس ماندگی کا شکار ہو گئے۔ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں جب برطانوی استعمار نے برطانوی جمہوریت کے ماڈل کو برصغیر میں نافذ کرتے ہوئے برصغیر کو چھوڑنے کے ارادے کا اظہار کیا تو اس موقع پر برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے ہندو اکثریت کی ہمیشہ کے لیے حکمرانی سے بچنے اور برصغیر پاک و ہند میں اسلامی تہذیب و تمدن کے احیا کے لیے مسلمانوں کی علیحدہ ریاست قائم کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اس ریاست کا تصور علاّمہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دیا اور اس تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انہی کی تجویز پر قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے جدوجہد شروع کر دی۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان ایک اسلامی مملکت کے طور پر معرضِ وجود میں آ گیا۔ ریاستِ مدینہ کے بعد یہ واحد مثال تھی جس میں اسلامی تہذیب و تمدن کے احیاء کے لیے ایک نئی منفرد مسلمان ریاست معرضِ وجود میں آئی۔

۲.۲- قیام پاکستان

برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے پاکستان اس لیے قائم کیا تھا تاکہ ایک ایسے جدید، ترقی یافتہ اور متمدن اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی جاسکے جو کہ دور جدید میں اسلام کی آفاقی تعلیمات کا عکس ہو۔ پاکستانی معاشرے نے یہ ثابت کرنا تھا کہ آج بھی انسانیت کو اسلام کی ضرورت ہے اور اسلام کی آفاقی اقدار پر مشتمل ایک جدید، ترقی یافتہ اور مہذب معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ اسی خواہش کو علاّمہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فکر اسلامی کی تشکیل جدید کے پیرائے میں بیان کیا تھا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء نے ایک ایسے پاکستان کے لیے جدوجہد شروع کر دی جو جمہوری، اسلامی اور ترقی یافتہ ہو۔ ان کا خیال تھا کہ اس پاکستان میں Positivism اور Common Law پر مبنی قانونی نظام قرآن و سنت کے ماتحت ہو اور اس طرح ایک جدید ریاست میں اجتہاد کے ذریعے ایسا ترقی یافتہ قانونی نظام قائم کیا جائے جو جدید اسلامی قانون کا پرتو ہو اور اس کی مدد سے مملکت خداداد میں ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں امن، سکون، سلامتی، اقتصادی ترقی اور معاشرتی ہم آہنگی کے اسلامی اصولوں کا رواج ہو، جبکہ غیر مسلموں اور معاشرے کے کمزور طبقوں کے حقوق کا مکمل تحفظ ہو۔ مزید یہ کہ علاقائی ثقافتوں اور زبانوں کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایک مرکزی پاکستانی اسلامی تہذیب کا حصہ بنایا جائے۔ قیام پاکستان کے ابتدائی سالوں میں اگرچہ پاکستان کو کئی چیلنجز درپیش ہوئے، تقسیم پُر امن ہونے کے بجائے خون ریز ہوگئی، پاکستان کے کئی علاقے ہندوستان کے حوالے کر دیے گئے، کشمیر پر ہندوستان نے قبضہ کر لیا، پاکستان کو اس کے اقتصادی اور مالیاتی حقوق سے محروم کر دیا گیا، لیکن بانیانِ پاکستان کی مسلسل جدوجہد اور تحریک پاکستان کے کارکنوں کی لازوال قربانیوں کے نتیجے میں پاکستان نے اپنے مسائل حل کرنا شروع کر دیے اور وہ دن بدن مستحکم ہوتا چلا گیا۔

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نواب زادہ لیاقت علی خان نے ۱۲/ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں قرار دادِ مقاصد پیش کی۔ یہ قرارداد مقاصد اب دستور پاکستان کا

باقاعدہ حصہ ہے اور اس میں طے کر دیا گیا کہ پاکستان میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا ہے اور ریاست پاکستان اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کردہ اس اختیار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کی پابند ہو گی۔ قرارداد مقاصد میں دستور پاکستان کے لیے ایک فریم ورک بھی فراہم کر دیا گیا اور طے کر دیا گیا کہ جمہوریت، آزادی رائے، مساوات، برداشت اور سماجی انصاف جیسے وہ اصول، جو اسلام نے دیے ہیں وہ اس دستور کی بنیاد ہوں گے تاکہ پاکستان کے مسلمان قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کر سکیں۔ قرارداد مقاصد میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی اور طے کر دیا گیا کہ پاکستان کے تمام شہریوں کا رتبہ برابر ہو گا اور سب کے لیے آگے بڑھنے کے یکساں مواقع ہوں گے۔ معاشرتی، معاشی اور سیاسی جدوجہد کے یکساں مواقع ہوں گے اور قانون کی نظر میں سب برابر ہوں گے، جبکہ اظہار رائے کی آزادی، ایمان، عقیدے اور عبادات پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں ہو گی، بشرطیکہ یہ سب کچھ قانونی دائرے کے اندر اور عمومی اخلاقی قواعد کے مطابق ہو۔ قرارداد مقاصد میں طے کر دیا کہ ریاست پاکستان اور اس کے باشندوں نے ایسی جدوجہد کرنی ہے جس کے نتیجے میں پاکستان نہ صرف ترقی کرے بلکہ قوموں کی برادری میں ایک قابل احترام ملک کی حیثیت کا جائز مقام حاصل کرے تاکہ بین الاقوامی امن و ترقی اور انسانی خوشیوں کے حصول میں یہ اسلامی ریاست اپنا حصہ ڈال سکے۔

۲.۳- اسلامی جمہوریہ پاکستان کی کامیابیاں

موجودہ دنیا میں پاکستان وہ ملک ہے جہاں اسلامی اصولوں کے مطابق سب سے زیادہ قانون سازی ہوئی ہے۔ اس کی ایک مثال پاکستان کا ۱۹۷۳ء کا آئین ہے جس کا ابتدائیہ قرارداد مقاصد پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس آئین میں اسلامی شقوں کو باقاعدہ دستور کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے کہ پاکستان کا کوئی قانون غیر اسلامی نہیں ہو گا اور موجودہ قوانین کو بھی اسلامی اصولوں کے تابع کیا جائے گا۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے وفاقی شرعی

عدالت، اسلامی نظریاتی کونسل اور ادارہ تحقیقات اسلامی کے قیام پر خصوصی توجہ دی گئی۔ پاکستان کی کامیابی اور شاندار مستقبل کا ضامن اس کا یہی متفقہ دستور ہے۔ یہ دستور اسلامی بھی ہے اور جدید بھی اور پاکستان کے تمام طبقات کی نمائندگی بھی کرتا ہے۔ ۱۹۷۳ء کا دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقبل کا لائحۂ عمل ہے۔

پاکستان کے بعض دشمن عناصر معصوم نوجوانوں کو اس نعرے سے گمراہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں طاغوتی نظام رائج ہے اور حکومت کا ڈھانچہ اسلامی قانون کے مطابق نہیں ہے۔ یہ گمراہ کن فکر حقائق سے مطابقت نہیں رکھتی۔ قرارداد مقاصد کا ذکر ہو چکا ہے جو کہ پاکستان کی اسلامی اور جمہوری شناخت کی بنیاد ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ پاکستان کے ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء کے دساتیر میں اسے اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا اور طے کر دیا گیا کہ پاکستان میں قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون نہیں بنے گا۔ پاکستانی قوانین کی قرآن و سنت سے مطابقت کو یقینی بنانے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل ۱۹۶۲ء کے دستور کی رو سے قائم کی گئی۔ ۱۹۹۷ء میں اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت پاکستان کو اپنی فائنل رپورٹ جمع کروائی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق پاکستان کے ۹۵ فیصد قوانین میں قرآن و سنت سے متصادم کوئی چیز نہیں ہے جبکہ باقی قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کے لیے کونسل نے متعدد سفارشات دی ہیں۔ کونسل کی رپورٹ کے مطابق قوانین کا ۹۵ فیصد اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔ اس لیے اس بنا پر پاکستانی قوانین کو غیر اسلامی قرار دینا نہ صرف صریح گمراہی ہے بلکہ یہ پاکستان کے دستور سے لاعلمی کی دلیل بھی ہے۔

پاکستان کی بہت ساری کامیابیوں کے باوجود پاکستان کو ابھی وہ ہدف حاصل کرنا ہے جس کا تعین قرارداد مقاصد میں کیا گیا تھا۔ اس ہدف کو حاصل کرنے میں اس وقت بعض چیلنجز درپیش ہیں جن کا ذکر حسب ذیل ہے۔

۳- ریاست پاکستان اور پاکستانی معاشرے کو درپیش مسائل

۳.۱- اسلامی ریاست کے خلاف جنگ

قرآن وسنت کی تعلیمات اور خلفائے راشدین کا تعامل یہ بتاتا ہے کہ جو کوئی فرد یا گروہ اسلامی ریاست کے خلاف فتنہ انگیزی کرے، اسلحہ اٹھائے، مسلح جدوجہد کرے یا ریاستی اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرنے سے انکار کرے تو وہ باغی ہے، وہ حرابہ کے جرم کا ارتکاب کر رہا ہے اور محارب تصور ہو گا۔ ایسی جنگ نہ صرف اسلامی ریاست کے خلاف ہے بلکہ یہ جنگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف بھی ہے۔

ریاست مخالف قوتوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد اسلامی ریاست کے خلاف بغاوت کی تھی، جس کو خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کامیابی سے ختم کیا گیا، خلیفۂ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت میں بعض انتہاپسند مذہبی عناصر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیاسی حکمت عملی کو کفر اور اس حکمت عملی کو قبول کرنے والوں کو کافر قرار دے کر واجب القتل قرار دیا، اس قسم کے باغیوں کے لیے خوارج کی اصطلاح وضع کی گئی تھی۔ خوارج معصوم مسلمانوں کو کافر قرار دے کر قتل کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ انہی عناصر کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ خوارج اسلامی حکومتوں کے خلاف جدوجہد کرتے تھے اور ان کے نزدیک جو کوئی مسلمان معمولی غلطی کا ارتکاب کرے یا گناہ کا کام کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور واجب القتل ہو جاتا ہے۔ بدقسمتی سے یہی وہ فکر ہے جو آج کل کے انتہاپسند گروہوں میں موجود ہے۔ وہ مسلمان اکثریت کو کافر قرار دے کر مباح الدم قرار دے دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ اسلامی جمہوریہ پاکستان اور اس کے اداروں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔ دینی احکام کی رو سے یہ سب باغی ہیں اور حرابہ کے جرم کے مرتکب ہیں اور ان کی سزا واضح طور پر قرآن پاک میں موجود ہے۔

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ (المائدہ: ۳۳)

(جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کی کوشش کریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا ملک سے نکال دیے جائیں یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے۔)

اس لیے تمام مسلمانوں پر بالعموم اور ریاست پاکستان کے باشندوں پر بالخصوص یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ریاست پاکستان کے خلاف اسلحہ اٹھانے والوں کے خلاف دامے، درمے، سخنے جدوجہد کریں۔ مسلمان فقہاء کا کہنا ہے کہ حرابہ سے متعلق آیات جن سنگین جرائم پر لاگو ہوتی ہیں ان میں پر امن اور غیر مسلم لوگوں کے خلاف دہشت گردی بھی شامل ہے۔ ان کی رائے میں اگر کوئی طاقت ور گروہ کسی علاقے میں اپنی عمل داری قائم کر کے حکومتی قوانین اور رٹ کو ماننے سے انکار کر دے تو یہ بھی بغاوت ہے اور اس طرح اگر کوئی گروہ قانونی حکومت کو ماننے سے انکار کر دے تو یہ بھی بغاوت ہے۔

اسلامی مصادر میں ریاست کے خلاف مذہب کے نام پر اسلحہ اٹھانے والوں کے افعال کو واضح طور پر غیر شرعی قرار دیا گیا ہے اور اس کا سدباب کرنے کے لیے تمام ضروری اقدامات کرنے کی تاکید بھی کی گئی ہے۔ مسلم حکمرانوں کی اطاعت کا حکم خود قرآن پاک میں شامل ہے اور یہ کہ اگر ان سے کوئی تنازع ہو جائے تو اس کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کرنے کی کاوش کی جائے۔ اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ (النساء: ۵۹)

(مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہے ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو اور یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔)

مسلمان علماء متفق ہیں کہ اگر کوئی حکمران شریعت کو نافذ کرنے میں تساہل بھی کرے تو اس کے خلاف مسلح بغاوت نہیں کی جاسکتی۔ اسلامی روایت میں بغی کی اصطلاح ریاست کے خلاف مسلح بغاوت کرنے والوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ یہ اصطلاح میثاق مدینہ میں بھی استعمال ہوئی ہے(من بغی منهم)۔

اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾ (الحجرات: ۹-۱۰)

(اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرلے پس جب وہ رجوع

کرلے تو فریقین میں مساوات کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔)

الغرض طاقت کے ذریعے حکومتی احکام کی مخالفت کرنا یا حکومتی احکام کو ماننے سے انکار کرنا بھی بغاوت ہے اور ایسے باغیوں کو بغاوت کی سزا ملنی چاہیے۔

۳.۲- ریاستی اداروں اور عوام الناس کے خلاف دہشت گردی

مسلمان علماء اس بات پر متفق ہیں کہ معصوم اور نہتے شہریوں کو دہشت گردی کا شکار بنانا اسلامی تعلیمات کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ جید علماء کی رائے میں اسلامی ریاست کی اجازت سے اس میں آنے والے غیر ملکی اور غیر مسلم سب معصوم شمار ہوں گے اور ایسے لوگوں کو تو دوران جنگ بھی قتل نہیں کیا جاسکتا، پر امن حالات میں ان کو دہشت گردی کے ذریعے قتل کرنا بدرجۂ اولی ممنوع ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگ میں ایک مقتول عورت کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو قتل نہیں کیا جانا چاہیے تھا اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بلایا اور ان سے کہا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کہو کوئی عورت اور کوئی غیر محارب قتل نہیں کیا جائے گا۔

حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسلم افواج کو شام روانہ کرتے ہوئے ہدایات دیں کہ تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر چکے ہوں گے، جو یہ یقین رکھتے ہوں گے کہ وہ اللہ کے لیے ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا۔ کسی عورت، بچے اور بوڑھے شخص کو نہ مارنا، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کسی آباد علاقے کو تباہ نہ کرنا، کسی جانور یا اونٹ کو اس وقت تک زخمی نہ کرنا جب تک کہ آپ کو خوراک کے

لیے اس کی ضرورت نہ ہو۔ کھجور کے درختوں کو نہ جلانا، زیادتی نہ کرنا اور کسی صورت میں ظلم کا ارتکاب نہ کرنا۔

موجودہ دور میں اپنے مخالف افراد بلکہ معصوم افراد تک کو قتل کرنے کے لیے خودکش حملوں کے واقعات ہو رہے ہیں۔ اسلام کی رو سے ایسے واقعات دوہرے سنگین جرائم پر مبنی ہیں:

۱- خودکشی ۲-معصوم لوگوں کا قتل

خودکشی اسلام میں حرام ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (البقرہ: ۱۹۵)

(اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔)

دہشت گردی اور خودکش حملوں کا اسلامی تاریخ میں کوئی وجود نہیں ہے۔ اس طرح کے ظالمانہ اور غیر انسانی حملوں کا آغاز ۱۷۹۸ء میں انقلابِ فرانس کے مواقع پر ہوا، لیکن ۱۹۷۳ء میں بین الاقوامی قانون کی رو سے انہیں جرم قرار دے دیا گیا۔ علماء کی رائے میں دہشت گردی سے متعلقہ جرائم حرابہ ہیں اور ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں پر حرابہ کی سزا لاگو ہوگی۔

۳.۳- فرقہ پرستی اور تکفیریت کا رجحان

اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے لیے بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی بھی ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اگرچہ دستورِ پاکستان میں مختلف فقہی مکاتب کی شخصی معاملات میں منفرد تشریحات کو ماننے کی گنجائش موجود ہے لیکن یہ گنجائش فرقہ پرستی میں اضافہ کے لیے ہرگز استعمال نہیں ہونی چاہیے۔ فقہی مکاتب فکر فقہی آراء کا تنوع ہیں لیکن جب یہ عقائد کی صورت اختیار کر لیتے ہیں

تو اس سے گہری تقسیم پیدا ہو جاتی ہے اور پھر ہر فرقہ اپنے آپ کو درست اور دوسرے کو غلط یا کافر قرار دینے لگ جاتا ہے۔ یہ رویہ نفرت انگیزی اور شر پسندی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس قسم کے رویے کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ ریاست اپنا حق استعمال کرتے ہوئے ہر اس شخص، گروہ یا ادارے کو قانون کی گرفت میں لائے جو اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نفرت انگیزی کا سبب بنتا ہے اور معاشرے کی وحدت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اسی طرح مخالف مسلک کے خلاف نفرت انگیزی اور مسلکی عقائد کی ترویج و تشہیر کی خاطر خطبۂ جمعہ کو استعمال کرنے کا رجحان بھی اسلامی معاشرے میں مسلکی تقسیم اور تفریق در تفریق کا سبب ہے، جس کا سدباب وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ایسا انتظام کرنے کی ضرورت ہے کہ خطباتِ جمعہ فرقہ پرستی کے بجائے اصلاحِ معاشرہ اور انسانی اقدار کی ترویج کا باعث بنیں اور ان میں قومی وحدت، معاشرتی ہم آہنگی اور حب الوطنی جیسے موضوعات بھی شامل کیے جائیں، نیز ایسے موضوعات بھی خطبۂ جمعہ کا حصہ ہوں جن سے معاشرے میں نفرت اور شدت پسندی ختم ہو، لوگ ایک دوسرے کے قریب آئیں اور خاندان کا ادارہ مضبوط ہو، نیز اسلامی اخوت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہو جس کے ذریعے پاکستان کے باشندے نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر تعاون جیسی خصوصیات سے مزین ہو سکیں۔ مزید برآں مسلکی بنیاد پر علومِ دینیہ کی تدریس اور مسلک کی بنیاد پر مساجد کی تقسیم سے بھی معاشرے میں انتشار پیدا ہو رہا ہے، مسالک اور گروہ بندی کی بنیاد پر سرکاری تعلیمی اداروں پر غلبہ حاصل کرنے کی کوششیں بھی کی جارہی ہیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پرتشدد کارروائیاں بھی کی جاتی ہیں اور اس کی کئی مثالیں ہماری درسگاہوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ پاکستانی اسلامی معاشرے میں انتشار کا سبب ہے؛ اس لیے اس بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی کو علمائے کرام کی مدد سے روکنے کی اشد ضرورت ہے، نیز علمائے کرام کو ایسا ماحول بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے جس میں لوگ فرقہ اور مسلک کی گروہ بندیوں سے آزاد ہو کر کسی بھی مسجد اور مدرسے میں دینی واجبات کی ادائیگی کر سکیں اور دینی تعلیم حاصل کر سکیں۔

قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ﴾

(الانعام: ۱۵۹)

(جن لوگوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور گروہ بن گئے آپ ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔)

اسی طرح مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ فرقہ پرستی مشرکوں کی روایت ہے، یہ مسلمانوں میں نہیں ہونی چاہیے، اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝﴾

(الروم: ۳۱- ۳۲)

(مومنو! اسی (خدا) کی طرف رجوع کیے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا۔ (اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود فرقے فرقے ہو گئے سب فرقے اس سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اور سیرت رسول ﷺ کی صورت میں مسلمانوں پر اپنی رہنمائی مکمل کر دی ہے، اب ان کے درمیان فرقہ پرستی اور اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (آل عمران: ۱۰۵)

(اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور واضح احکام کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہو گا۔)

۳.۴۔جہاد کی غلط تشریح

دہشت گرد جہاد اور روایتی جنگوں میں فرق نہیں کرتے۔ جہاد کا مفہوم اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے اور ایک مسلمان کی شخصی زندگی سے لے کر سماجی زندگی کے تمام دائرے اس میں شامل ہیں اور معاشرے میں یہ عمل ہر مرحلہ پر رواں دواں رہتا ہے، جس کی ایک شکل قتال ہے، جو مخصوص حالات میں مسلمانوں کے نظام، یعنی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے، جب کہ قرآن پاک نے روایتی جنگوں کے لیے حرب کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ قتال ایک استثنائی صورت حال ہے، جبکہ عمومی صورت امن و صلح کی ہے۔ فقہاء کی رائے میں قتال عام حالات میں فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ قتال کی کمان حکومت کے ہاتھ میں ہو۔ میثاق مدینہ کی رو سے بھی جنگ کا اختیار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہی تھا۔

مسلمان فقہاء کے نزدیک کوئی جنگی کارروائی مسلمانوں کے حاکم یا اس کے مقرر کردہ فوجوں کے کمانڈر کی اجازت کے بغیر نہیں کی جاسکتی۔ مسلمانوں کے لشکر میں کوئی سپاہی مشرکین کے لشکر پر انفرادی حملہ یا مبارزہ بھی کمانڈر کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا۔

فقہاء کے خیال میں کوئی بھی جنگ حکمران کی اجازت کے بغیر شروع نہیں کی جاسکتی، نیز صرف غلبہ حاصل کرنے کی غرض سے جنگ نہیں کی جاسکتی۔ اسلام میں قتال اور جنگ کی اجازت دینے کی مجاز صرف حکومت وقت ہے اور وہ بھی صرف اس صورت میں کہ جب ملک کے تحفظ کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو اور دشمن جب بھی آمادۂ صلح ہو تو اس سے صلح کر لی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (الانفال: ٦١)

(اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور
خدا پر بھروسہ رکھو۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے۔)

اسی بناء پر مسلمان فقہاء نے ہر قسم کی جنگ کو جائز قرار نہیں دیا اور اسلامی قانون کی رو سے طاقت حاصل کرنے کی جنگ، جیسا کہ آج کل دہشت گرد گروپ کر رہے ہیں، کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے، چاہے اس کے لیے دینی دلائل کا خود ساختہ سہارا ہی کیوں نہ لیا جائے۔

۳.۵- امر بالمعروف کے عنوان سے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کا رجحان

بعض شدت پسند گروپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے نام پر معاشرے میں اپنی سیاسی اغراض کے ذریعے طاقت حاصل کرتے ہیں۔ اس موقع پر **وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى** کے اسلامی حکم کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی معاشرتی تعلیم میں اہلِ حل وعقد کے ذریعے نہی عن المنکر لازمی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کچھ گروپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے نام پر قانون کو ہاتھ میں لے کر دوسروں کو کافر قرار دیتے ہوئے ان کا عرصۂ حیات تنگ کر دیں۔ اسی طرح کسی گروہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ معصوم مسلمانوں کے خلاف کفر کا فتویٰ دے کر انہیں واجب القتل قرار دے دے اور عام لوگوں کو اشتعال دلا کر ان سے معصوم لوگوں کا قتل کرائے اور مرضی کے خود ساختہ فیصلے لاگو کرے۔ اس قسم کے رویے ریاست میں فتنہ وفساد کا باعث بنتے ہیں۔ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا منہج طے کر دیا ہے کہ برائی کو تبدیل کرنے کے لیے قانون کے مطابق قوت کا استعمال صرف بااختیار ریاستی اداروں کا حق ہے اور کسی شخص کو اس ضمن میں قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔

اسلامی معاشرے میں نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون کے لیے رسول اللہ ﷺ کے دور میں قائم کیے جانے والے مواخات و معاملات جیسے اداروں کے احیاء اور تشکیل نو کی ضرورت

ہے۔ الغرض اس ضمن میں اسلامی تعلیمات واضح ہیں کہ طاقت کے نظریے کی بنیاد پر سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے مذہبی نعروں کا استعمال درست نہیں ہے۔

۳.۶۔ قومی میثاق کو نظر انداز کرنے کا رجحان

بعض حلقوں میں اسلام کے نام سے قومی معاہدات اور وطنی میثاق کی مخالفت کی جاتی ہے بعض گروہ اس سلسلہ میں جغرافیائی حد بندی کے بھی قائل نہیں چنانچہ وہ کسی دوسرے ملک میں لشکر کشی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ یہ رویہ اسلامی تعلیمات کی رو سے عہد شکنی میں آتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں میثاق اور عہد کو نہایت بنیادی اہمیت حاصل ہے جس کی پاسداری کا حکم قرآن وسنت میں بڑے اہتمام کے ساتھ دیا گیا ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ (المائدہ: ۱)

(اے مومنو! اپنے عہد کو پورا کیا کرو۔)

﴿وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا﴾

(النحل: ۹۱)

(اور جب تم اللہ سے عہد کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو۔)

احادیث میں عہد شکنی کو غدر سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کو اردو کی مروّجہ زبان میں غداری بھی کہا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ذکر ہے کہ قیامت کے روز ہر عہد شکن کی عہد شکنی کی سنگینی کے مطابق اس کے پیچھے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا تاکہ اس کے جرم کی سنگینی مشتہر ہو۔

قرآن حکیم نے میثاق وعہد کی اہمیت کو جس حد تک اجاگر کیا ہے، اس سے اسلام کے انسانیت اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے نقیب دین ہونے کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ﴾ (الانفال: ۷۲)

(اور اگر وہ تم سے دین میں مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد کرنا لازمی ہے سوائے اس قوم کے جس کے ساتھ تمہارا کوئی معاہدہ ہو۔)

گویا اگر ہم سے تمہارے دینی بھائی مدد طلب کریں تو ہم پر ان کی مدد لازم ہے، لیکن اگر وہ اس قوم کے مقابلہ پر مدد مانگیں جن کے ساتھ ہمارا میثاق و معاہدہ ہے تو اس کی اجازت نہیں۔ لہٰذا ان آیات کی رو سے اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے عمرانی میثاق کا تقاضا ہے کہ اس کے شہری بہر صورت اس میثاق کو ترجیح دیں کیونکہ وہ کسی بھی بیرون ملک گروہ کی مدد کے نام پر اس میثاق کی خلاف ورزی نہیں کرسکتے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلامی احکام کے مطابق جنگ اور صلح کے معاملات میں اسلامی ریاست پر بین الاقوامی معاہدات کی پاسداری لازمی ہے۔ آج کے دور میں پاکستان نے کئی بین الاقوامی معاہدے کیے ہوئے ہیں جن کا مقصد بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ ہے، نیز شریعت اسلامی کے پانچ بنیادی مقاصد بھی ان حقوق کی پاسداری کی ضمانت دیتے ہیں۔ ان میں جان، مال، دین، عزت آبرو اور نسل کی حفاظت شامل ہیں۔ اسی بنا پر بین الاقوامی معاہدات اور احکام شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے معصوم لوگوں کے جان و مال پر حملہ شریعت اور قانون کی رو سے جرم ہے۔

۴۔ متفقہ اعلامیہ

قرآن وسنت کی تعلیمات اور اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے متفقہ دستور کے تقاضوں کے عین مطابق پیغامِ پاکستان کے ذریعے درج ذیل اقدامات کا اعلامیہ پیش کیا جاتا ہے:

۱. پاکستان کا ۱۹۷۳ء کا دستور اسلامی اور جمہوری ہے اور یہ پاکستان کی تمام اکائیوں کے درمیان سماجی اور عمرانی معاہدہ ہے جس کی توثیق تمام سیاسی جماعتوں کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے علماء ومشائخ نے متفقہ طور پر کی ہوئی ہے، اس لیے اس دستور کی بالادستی کو ہر صورت میں یقینی بنایا جائے، نیز ہر پاکستانی، ریاستِ پاکستان کے ساتھ ہر صورت میں اپنی وفاداری کا وعدہ وفا کرے۔

۲. اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے دستور کی رو سے تمام شہریوں کو بنیادی حقوق کی ضمانت حاصل ہے ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے تحت مساوات حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری، سماجی، اقتصادی اور سیاسی عدل، اظہار خیال، عقیدہ، عبادت اور اجتماع کی آزادی شامل ہے۔

۳. اسلامی جمہوریۂ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے، جس کے دستور کا آغاز اس قومی وملی میثاق سے ہوتا ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہے، وہ ایک مقدس امانت ہے۔ نیز دستور میں اس بات کا اقرار بھی موجود ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

۴. پاکستان کے آئین و قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قرآن وسنت کے احکام کے نفاذ کی پرامن جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا دینی حق ہے۔ یہ حق، دستور پاکستان کے تحت اسے حاصل

ہے اور اس کی ملک میں کوئی ممانعت نہیں ہے، جب کہ بہت سے ملی اور قومی مسائل کا سبب اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد سے روگردانی ہے۔ اس حوالے سے پیش رفت کرتے ہوئے ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیلنٹ بینچ کو مزید فعال بنایا جائے۔

۵. دستور کے کسی حصہ پر عمل کرنے میں کسی کوتاہی کی بنا پر ملک کی اسلامی حیثیت اور اسلامی اساس کا انکار کسی صورت درست نہیں۔ لہٰذا اس کی بنا پر ملک یا اس کی حکومت، فوج یا دوسری سیکیورٹی ایجنسیوں کے اہلکاروں کو غیر مسلم قرار دینے اور ان کے خلاف مسلح کارروائی کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے اور ایسا عمل اسلامی تعلیمات کی رو سے بغاوت کا سنگین جرم قرار پاتا ہے۔ نفاذ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی، تخریب و فساد اور دہشت گردی کی تمام صورتیں، جن کا ہمارے ملک کو سامنا ہے، قطعی حرام ہیں، شریعت کی رو سے ممنوع ہیں اور بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں۔ یہ ریاست، ملک و قوم اور وطن کو کمزور کرنے کا سبب بن رہی ہیں اور ان کا تمام تر فائدہ اسلام دشمن اور ملک دشمن قوتوں کو پہنچ رہا ہے۔ لہٰذا ریاست نے ان کو کچلنے کے لیے "ضرب عضب" اور "رد الفساد" کے نام سے جو آپریشن شروع کر رکھے ہیں اور قومی اتفاق رائے سے جو لائحۂ عمل تشکیل دیا ہے، ان کی مکمل حمایت کی جاتی ہے۔

۶. دہشت گردی کے خلاف جنگ میں علماء اور مشائخ سمیت زندگی کے تمام شعبوں کے طبقات ریاست اور مسلح افواج کے ساتھ کھڑے ہیں اور پوری قوم قومی بقاء کی اس جنگ میں افواج پاکستان اور پاکستان کے دیگر سیکیورٹی اداروں کے ساتھ مکمل اور غیر مشروط تعاون کا اعلان کرتی ہے۔

۷. تمام دینی مسالک کے نمائندہ علماء نے شرعی دلائل کی روشنی میں قتل ناحق کے عنوان سے خودکش حملوں کے حرام قطعی ہونے کا جو فتویٰ جاری کیا تھا اس کی مکمل حمایت کی جاتی ہے، نیز لسانی، علاقائی، مذہبی اور مسلکی شناختوں کے نام پر جو مسلح گروہ ریاست کے خلاف

مصروف عمل ہیں، یہ سب شریعت کے احکام کے منافی اور قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا سبب ہیں، لہٰذا ریاستی اداروں کو ان تمام گروہوں کے خلاف بھرپور کارروائی کرنے کی تجویز دیتے ہیں۔

۸. فرقہ وارانہ منافرت، مسلح فرقہ وارانہ تصادم اور طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کی مخالفت اور فساد فی الارض ہے، نیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی رو سے ایک قومی اور ملی جرم ہے۔

۹. وطن عزیز میں قائم تمام درسگاہوں کا بنیادی مقصد تعلیم و تربیت ہے۔ ملک کی تمام سرکاری و نجی درسگاہوں کا کسی نوعیت کی عسکریت (militancy)، نفرت انگیزی (hatred)، انتہا پسندی (extremism)، اور تشدد پسندی (violence) پر مبنی تعلیم یا تربیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی فرد یا ادارہ اس میں ملوث ہے تو اس کے خلاف ثبوت و شواہد کے ساتھ کارروائی کرنا حکومت اور ریاستی اداروں کی ذمے داری ہے۔

۱۰. انتہا پسندانہ سوچ اور شدت پسندی کے خلاف فکری جہاد اور انتظامی اقدامات ناگزیر ہیں۔ گزشتہ عشرے سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر ایسے شواہد سامنے آئے ہیں کہ یہ منفی رجحان مختلف قسم کے تعلیمی اداروں میں پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ رجحان فکر (mindset) جہاں کہیں بھی ہو ہمارا دشمن ہے۔ ایسے لوگ خواہ کسی بھی درسگاہ سے منسلک ہوں، کسی رعایت کے مستحق نہیں۔

۱۱. ہر مکتبِ فکر اور مسلک کو مثبت اور معقول انداز میں اپنے عقائد اور فقہی نظریات کی دعوت و تبلیغ کی شریعت اور قانون کی رو سے اجازت ہے، لیکن اسلامی تعلیمات اور ملکی قانون کے مطابق کسی بھی شخص، مسلک یا ادارے کے خلاف اہانت، نفرت انگیزی اور اتہام بازی پر مبنی تحریر و تقریر کی اجازت نہیں۔

۱۲. صراحت، کنایہ اور اشارہ کی ذریعے کسی بھی صورت میں انبیائے کرام و رُسل عُظام علیہم السلام، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، شعائر اسلام اور ہر مسلک کے مسلمہ اکابر

کی اہانت کے حوالے سے ضابطہ فوجداری کے آرٹیکل ۲۹۵–۲۹۸ کی تمام دفعات کو ریاستی اداروں کے ذریعہ لفظاً اور معناً نافذ کیا جائے اور اگر ان قوانین کا کہیں غلط استعمال ہوا ہے تو اس کے ازالے کی احسن تدبیر ضروری ہے، مگر قانون کو کسی صورت میں کوئی فرد یا گروہ اپنے ہاتھ میں لینے اور متوازی عدالتی نظام قائم کرنے کا مجاز نہیں۔

۱۳. عالم دین اور مفتی کا منصبی فریضہ ہے کہ صحیح اور غلط نظریات کے بارے میں دینی آگہی مہیا کرے اور مسائل کا درست شرعی حل بتائے، البتہ کسی کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کرنا کہ آیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے یا کلمہ کفر کہا ہے، یہ ریاست و حکومت اور عدالت کا دائرۂ اختیار ہے۔

۱۴. سرزمین پاک اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت ہے۔ اس کا ایک ایک چپہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ریاست پاکستان کو ودیعت کردہ اقتدار اعلیٰ کا امین ہے۔ اس لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرزمین کسی بھی قسم کے دہشت گردی کے فروغ، دہشت گردوں کے گروہوں کی فکری و عملی تیاری، کسی بھی مقام پر دہشت گردی کے لیے لوگوں کی بھرتی، مسلّح مداخلت اور اس جیسے دوسرے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لیے ہرگز استعمال نہیں ہونے دی جائے گی۔

۱۵. مسلمانوں میں مسالک و مکاتب فکر قرونِ اُولیٰ سے چلے آرہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ ان میں دلیل و استدلال کی بنیاد پر فقہی اور نظریاتی ابحاث ہمارے دینی اور اسلامی علمی سرمائے کا حصہ ہیں اور رہیں گے، لیکن یہ تعلیم و تحقیق کے موضوعات ہیں اور ان کا اصل مقام درس گاہیں ہیں۔ اختلاف رائے کے اسلامی آداب (آداب مراعاۃ الخلاف) (ethics of disagreement) کو تمام سرکاری و نجی درسگاہوں کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے۔

۱۶. اسلامی تعلیمات اور دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کے مطابق حکومت اور عوام کے حقوق و فرائض ہیں۔ جس طرح عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے فرائض درست اسلامی تعلیمات اور دستور پاکستان کے تقاضوں کے مطابق انجام دیں، اسی طرح ریاستی ادارے اور ان کے عہدے دار بھی اپنے فرائض حقیقی اسلامی تعلیمات اور دستور پاکستان کے تقاضوں کے مطابق ادا کرنے کے پابند ہیں۔

۱۷. پُر امن بقائے باہمی اور باہمی برداشت کا فروغ پر امن اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے، اس لیے اسلام کے اصولوں کے مطابق جمہوریت ، حریت، مساوات، برداشت، رواداری، باہمی احترام اور عدل و انصاف پر مبنی پاکستانی معاشرے کی تشکیل جدید ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے ملک کے اہل علم و دانش اور اہل اختیار و اقتدار کو مطلوبہ کاوشوں کو مربوط طریقہ سے ہم آہنگ کرنے پر توجہ دینا ہو گی۔

۱۸. اسلام احترام انسانیت اور اکرام مسلم، نیز بزرگوں، بچوں، خواجہ سراؤں، معذوروں اور دوسرے محروم طبقوں کے تحفظ کے لیے جو تعلیمات دیتا ہے ان کی سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر ترویج ضروری ہے، نیز پاکستانی معاشرے میں انسانی و اسلامی بھائی چارے اور مواخات جیسے اسلامی اداروں کے احیاء کے ذریعے صحیح اسلامی معاشرے کے قیام کے اقدامات کو یقینی بنایا جانا ضروری ہے۔

۱۹. پاکستان میں رہنے والے پابند آئین و قانون تمام غیر مسلم شہریوں کو جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ اور ملکی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کے وہی تمام شہری حقوق حاصل ہیں جو پابند آئین و قانون مسلمانوں کو حاصل ہیں، نیز یہ کہ پاکستان کے غیر مسلم شہریوں کو اپنی عبادت گاہوں میں اور اپنے تہواروں کے موقع پر اپنے اپنے مذاہب کے مطابق عبادت کرنے اور اپنے مذہب پر عمل کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

۲۰. اسلام خواتین کو احترام عطا کرتا ہے اور ان کے حقوق کی پاس داری کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں بھی عورتوں کے حقوق کی پاس داری کی تاکید فرمائی ہے، نیز رسول اللہ ﷺ کے دور سے اسلامی ریاست میں خواتین کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری رہی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین کو حق رائے دہی، حصول تعلیم کا حق اور ملازمت کا اختیار حاصل ہے، لہٰذا خواتین کے تعلیمی اداروں کو تباہ کرنا اور خواتین اساتذہ اور طالبات پر حملے کرنا شریعتِ اسلامیہ اور قانون کے منافی ہے۔ نیز اسلامی تعلیمات کی رو سے غیرت کے نام پر قتل اور خواتین کے دیگر حقوق کی پامالی احکام شریعت میں سختی سے ممنوع ہے اور ان کی سخت سزا ہے۔ ریاست پاکستان کو اس قسم کی سرگرمیوں کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مکمل حق حاصل ہے۔

۲۱. لاؤڈ سپیکر کے ہر طرح کے غیر قانونی استعمال کی ہر صورت میں حوصلہ شکنی کی جائے اور متعلقہ قانون پر من وعن عمل کیا جائے اور منبر و محراب سے جاری ہونے والے نفرت انگیز خطابات کو ریکارڈ کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے، نیز ٹیلیویژن چینلوں پر مذہبی موضوعات پر مناظرہ بازی کو قانوناً ممنوع اور قابلِ دست اندازیِ پولیس قرار دیا جائے۔

۲۲. الیکٹرانک میڈیا کے حقِ آزادیٔ اظہار کو قانون کے دائرے میں لایا جائے اور اس کی حدود کا تعین کیا جائے۔

خلاصۂ کلام

۱. دستور پاکستان ۱۹۷۳ء اسلامی اور جمہوری ہے اور یہ پاکستان کی تمام اکائیوں کے درمیان ایسا عمرانی معاہدہ ہے جس کو تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ کی حمایت حاصل ہے، اس لیے اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے دستور کے تقاضوں کے مطابق پاکستان میں کوئی قانون

قرآن وسنت کے منافی نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اس دستور کی موجودگی میں کسی فرد یا گروہ کو ریاستِ پاکستان اور اس کے اداروں کے خلاف کسی قسم کی مسلح جدوجہد کا کوئی حق حاصل ہے۔

۲. نفاذ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی نیز لسانی، علاقائی، مذہبی، مسلکی اختلافات اور قومیت کے نام پر تخریب و فساد اور دہشت گردی کی تمام صورتیں احکام شریعت کے خلاف ہیں اور پاکستان کے دستور و قانون سے بغاوت اور طاقت کے زور پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کی مخالفت اور فساد فی الارض ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی رو سے ایک قومی اور ملی جرم بھی ہے۔ دفاع پاکستان اور استحکام پاکستان کے لیے ایسی تمام تخریبی کارروائیوں کا خاتمہ ضروری ہے، اس لیے ان کے تدارک کے لیے بھرپور انتظامی، تعلیمی، فکری اور دفاعی اقدامات کیے جائیں گے۔

۳. دستور پاکستان کے تقاضوں کے مطابق پاکستانی معاشرے کی ایسی تشکیل جدید ضروری ہے جس کے ذریعے سے معاشرے میں منافرت، تنگ نظری، عدم برداشت اور بہتان تراشی جیسے بڑھتے ہوئے رجحانات کا خاتمہ کیا جاسکے اور ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں برداشت و رواداری، باہمی احترام اور عدل وانصاف پر مبنی حقوق و فرائض کا نظام قائم ہو۔

۵۰۱۔ استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ہمارے ملک پاکستان میں عرصۂ دراز سے بعض حلقوں کی جانب سے حکومت پاکستان اور پاکستان کی مسلح افواج کے خلاف مسلسل خونریز کارروائیاں جاری ہیں، یہ حلقے نفاذِ شریعت کے نام پر پاکستان کی حکومت اور اس کی افواج کو اس بنا پر کافر و مرتد قرار دیتے ہیں کہ انہوں نے ابھی تک ملک میں شریعت کو مکمل طور پر نافذ نہیں کیا، اس کی بنا پر ان کے خلاف مسلح کارروائیوں کو جہاد کا نام دے کر نوجوانوں کو ان کارروائیوں میں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ نیز ان کارروائیوں کے دوران خودکش حملے کر کے بے گناہ شہریوں اور فوجیوں کو نشانہ بناتے اور اسے کارِ ثواب قرار دیتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

۱. کیا پاکستان اسلامی ریاست ہے یا غیر اسلامی؟ نیز کیا شریعت کو مکمل طور پر نافذ نہ کر سکنے کی بنا پر ملک کو غیر اسلامی ملک، اور اس کی حکومت یا افواج کو غیر مسلم قرار دیا جا سکتا ہے؟

۲. کیا موجودہ حالات میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد کے نام پر حکومت یا افواج کے خلاف مسلح بغاوت جائز ہے؟

۳. پاکستان میں نفاذِ شریعت اور جہاد کے نام پر جو خودکش حملے کیے جا رہے ہیں، قرآن و سنت کی روشنی میں ان کا کوئی جواز ہے؟

۴. اگر مذکورہ تین سوالات کا جواب نفی میں ہے، تو کیا حکومتِ پاکستان اور افواجِ پاکستان کی طرف سے اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے جو مسلح کارروائیاں کی جا رہی ہیں وہ شریعت کی رُو سے جائز ہیں؟ اور کیا مسلمانوں کو ان کی حمایت اور مدد کرنی چاہیے؟

۵. ہمارے ملک میں مسلح فرقہ وارانہ تصادم کے بھی بہت سے واقعات ہو رہے ہیں، جن میں طاقت کے بل پر اپنے نظریات دوسروں پر مسلّط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، کیا اس قسم کی کارروائیاں شرعاً جائز ہیں؟

۵۰۲۔ متفقہ فتویٰ (جوابِ استفتاء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلّیاً---

سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان یقیناً اپنے دستور وآئین کے لحاظ سے ایک اسلامی ریاست ہے، جس کے دستور کا آغاز ہی قرار دادِ مقاصد کے اس جملے سے ہوتا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہو گا، وہ ایک مقدس امانت ہے"۔

یہ قرار دادِ مقاصد ملک کی تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کے اتفاق سے دستور کا حصہ بنائی گئی اور ۱۹۵۶ء سے لے کر ۱۹۷۳ء تک ہر دستور میں موجود رہی اور آج بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ دستور کی دفعہ ۳۱ میں مسلمانوں کو اسلامی طرز زندگی اپنانے کے لیے مختلف پالیسی کے اصول وضاحت کے ساتھ درج ہیں، نیز دفعہ ۲۲۷ میں اقرار کیا گیا ہے کہ تمام موجودہ قوانین کو قرآن و سنت کے تحت اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا اور کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلامی احکام کے خلاف ہو اس اصول پر عمل کروانے کے لیے دستور کے تحت وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کی شریعت بینچ کا راستہ کھلا ہوا ہے، جس کے تحت ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرآن وسنت کے خلاف قوانین کو عدالت میں چیلنج کر کے انہیں تبدیل کروائے۔

ان امور کے پیشِ نظر پاکستان کسی شک وشبہ کے بغیر ایک اسلامی ریاست ہے، اور کسی قسم کی عملی خامیوں کی بنا پر اسے، اس کی حکومت یا افواج کو غیر مسلم قرار دینا ہر گز جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

۲۔ چونکہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور پاکستان کی حکومت اور افواج دستورِ پاکستان کے پابند اور اس کے مطابق حلف اٹھاتے ہیں اس لیے پاکستان کی حکومت یا افواج کے خلاف مسلح کارروائیاں یقیناً بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں، جو شرعاً بالکل حرام ہیں۔ دستور پاکستان کی اسلامی دفعات کو مکمل طور پر نافذ کرنا بلاشبہ حکومت کی اوّلین ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے پُر امن اور آئینی جدوجہد بیشک مسلمانوں کا اہم فریضہ ہے، لیکن اس مقصد کے لیے ہتھیار اٹھانا فساد فی الارض ہے اور رسول کریم ﷺ کی واضح احادیث میں اس کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے اور جو لوگ اس مسلح بغاوت میں شریک یا اس کی کسی بھی طرح مدد یا حمایت کرتے ہیں، وہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی کھلی نافرمانی کر رہے ہیں۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے:

"أَلا مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ، فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ، فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللهِ، وَلا يَنْزِعَنْ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ."

(خوب سن لو کہ جس شخص پر کوئی حاکم بن جائے، اور وہ اسے گناہ کرتے دیکھے تو جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وہ کر رہا ہے، اسے برا سمجھے، لیکن اطاعت سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے۔)

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، حدیث نمبر ۴۷۶۸)

تقریباً متواتر احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ کسی مسلمان حکومت کے خلاف مسلح کارروائی اور خونریزی بدترین گناہ ہے۔

۳۔ اسلام میں خودکشی بدترین گناہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (سورۃ نساء: آیت نمبر ۲۹)

(تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔)

اور بہت سی احادیث میں خودکُشی کو بدترین عذاب کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا"

(جو شخص کسی لوہے کے ہتھیار سے خودکُشی کرے، تو جہنم کی آگ میں اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا جس سے وہ اپنے پیٹ میں ضرب لگا رہا ہو گا، اور اس آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔)

(جامع الاصول بحوالہ بخاری و مسلم)

نیز جن لوگوں کے بارے میں آنحضرت ﷺ کو بتایا گیا کہ انہوں نے خودکُشی کی ہے، ان کے بارے میں آپ ﷺ نے سخت وعید ارشاد فرمائی، اور ایک ایسے شخص کی آپ نے نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی۔ (ابوداؤد، حدیث:۱۳۹۵)

یہ تو عام خودکُشی کا حکم ہے، اور اگر یہ خودکُشی کسی دوسرے مسلمان کو مارنے کے لیے کی جائے تو یہ دوہرے گناہ کا سبب ہے؛ ایک خودکُشی کا گناہ، اور دوسرے کسی مسلمان کی جان لینا، جس کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (سورۃ النساء:۹۳)

(جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہو گا اور وہ اس پر لعنت کرے گا اور اس کے لیے اللہ نے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔)

نیز جو غیر مسلم اسلامی ریاست میں امن کے ساتھ رہتے ہیں، انہیں قتل کرنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے یہ سخت وعید بیان فرمائی ہے:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللهِ فَلَا يُرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ."

(جامع ترمذی، حدیث: ۱۴۰۳)

(جو شخص کسی غیر مسلم کو جس کے ساتھ (اسلامی حکومت کا) معاہدہ ہے، اس کی جان کے تحفظ کا ذمہ اللہ اور اس کے رسول نے لیا ہے۔ اب جو شخص اللہ کے ذمہ کی بے حرمتی کرے، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔)

پاکستان میں جو خود کُش حملے کیے جارہے ہیں وہ تین طرح کے شدید گناہوں کا مجموعہ ہیں؛ ایک خود کُشی، دوسرا کسی بے گناہ کو قتل کرنا، تیسرا مسلمان حکومت کے خلاف بغاوت۔ لہٰذا یہ خود کُش حملے کسی بھی تاویل سے جائز نہیں ہوسکتے اور ان کی حمایت کرنا گناہوں کے مجموعے کی حمایت کرنا ہے۔

۴۔ پچھلے تین نکات سے یہ واضح ہے کہ جو لوگ شریعت کے نام پر یا قومیت کے نام پر حکومت کے خلاف مسلح کارروائیاں کر رہے ہیں، وہ شرعاً مسلمان ریاست کے خلاف کھلی بغاوت ہے اور ایسی صورت میں قرآن کریم کا واضح حکم ہے کہ:

﴿فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ﴾ (الحجرات:۹)

(جو گروہ بغاوت کر رہا ہے اس سے اس وقت تک لڑو جب تک وہ اللہ کے حکم کی طرف واپس نہ آجائے۔)

لہٰذا حکومتِ پاکستان یا افواجِ پاکستان کا شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان باغیوں کے خلاف لڑنا جائز ہی نہیں بلکہ قرآنی حکم کے تحت واجب ہے اور اس سلسلے میں ریاستی کوششوں کے تحت جو آپریشن کیے جارہے ہیں اس میں افواجِ پاکستان کی حمایت اور بقدرِ استطاعت مدد کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔

۵۔ مختلف مسلکوں کا نظریاتی اختلاف ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن اس اختلاف کو علمی اور نظریاتی حدود میں رکھنا واجب ہے۔ اس سلسلے میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن اور اہل بیت کے تقدس کو ملحوظ رکھنا ایک فریضہ ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف سبّ وشتم، اشتعال انگیزی اور نفرت پھیلانے کا کوئی جواز نہیں اور اس اختلاف کی بنا پر قتل وغارت گری، اپنے نظریات کو دوسروں پر جبر کے ذریعے مسلط کرنا یا ایک دوسرے کی جان کے درپے ہونا بالکل حرام ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

توثیق متفقہ فتویٰ مع اضافی نوٹ

(جامعہ نعیمیہ، کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً وَّمُسَلِّماً

جو شخص جملہ اوامر ونواہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے بیان کردہ احکام کا علی الاطلاق انکار کرے اور انہیں رد کرے، وہ یقیناً اجماعاً کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے لیکن جو شخص توحید ورسالت اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور قرآن کریم میں بیان کردہ بنیادی عقائد و ایمانیات اور جملہ ضروریات دین کا اقرار کرتا ہو، لیکن بشری کمزوری، غفلت یا بے عملی کے سبب اس کے خلاف عمل کرے تو اسے کافر نہیں قرار دیا جاسکتا۔ پاکستان کے مسلم حکمران اور مسلح افواج کی قیادت یقیناً توحید ورسالت اور قرآنی احکامات اور ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہیں، اس لیے اَلْعِیَاذُ بِاللہ! انہیں کافر قرار دے کر ان کے خلاف مسلّح جدوجہد جہاد نہیں بلکہ فساد فی الارض اور بغاوت ہے۔ ایسے گروہ جو توحید ورسالت پر ایمان رکھنے والے مسلم حکمرانوں یا افواج کی کسی بشری کوتاہی کی بنا پر انہیں کافر قرار دینا شروع کر دیتے ہیں ان کا حکم قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی میں موجود ہے، ایسے گروہوں کو خارجی کہا گیا ہے۔ اب ائمہ حرمین طیبین کے ائمہ کرام اور وہاں کے سرکردہ علماء بھی ایسے افراد اور گروہوں کو تکفیری اور خارجی قرار دے رہے ہیں۔

خوارج کی گمراہی اور زمین میں فساد وخون ریزی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے عہدِ خلافت کی تاریخ کے حوالے سے کتابوں میں ثبت ہے۔ سوال میں ذکر کردہ دہشت گردوں کی دلیل بعینہٖ وہی ہے جو خوارج پیش کرتے تھے۔ لہٰذا اُن کا حکم بھی وہی ہے جو

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنے عہد کے خوارج کی بابت دیا تھا اور ان کے خلاف جہاد کر کے ان کی سرکوبی کی تھی۔ پس ریاست اور عامّۃ المسلمین کے خلاف دور حاضر کی دہشت گردی قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے خلاف اعلان جنگ اور فساد فی الارض ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾

(المائدہ:۳۳-۳۴)

(جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں اور زمین میں دہشت گردی کرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو چُن چُن کر قتل کیا جائے یا ان کو سولی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پیر مخالف سَمت سے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو سرزمینِ وطن سے نکال دیا جائے، یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے، سوائے اس کے کہ جو (دورانِ جنگ) مسلمانوں کے اُن پر قابو پانے سے پہلے توبہ کرلیں (تو وہ اس سزا سے مستثنیٰ ہوں گے)، جان لو! بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔)

اسی حکم کو سورہ حجرات:۹ میں بیان کیا گیا ہے: "پس باغی گروہ سے لڑو تاوقتیکہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں۔" زمین سے نکالنے کی ایک صورت آج کل جیل میں ڈالنا ہے۔

ہر پاکستانی کی شرعی ذمے داری ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق دہشت گردوں کے خاتمے کے لیے حکومت اور مسلّح افواج کا ساتھ دے۔ مزید یہ کہ نظامِ مصطفی ﷺ یعنی نفاذِ شریعت

کے لیے آئین و قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے پر امن جدوجہد کرنا مسلمانوں کی ذمے داری ہے اور اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ فقط: وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَاب.

نوٹ: ہم مندرجہ بالا تفصیلات کے ساتھ اس فتویٰ کی تصدیق و تصویب کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ہر قسم کی دہشت گردی اور فتنہ و فساد سے محفوظ فرمائے اور سیاسی حکمرانوں کو اپنی آئینی ذمے داری یعنی اسلامی احکامات مکمل طور پر پاکستان میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

۵۰۳۔ متفقہ فتویٰ (اہم نکات)

یہ تحریر اس دہشت گردی اور خودکش حملوں سے متعلق ہے جن سے پاکستان اور اہلِ پاکستان سخت بے چین اور لہولہان ہو رہے ہیں اور جن سے ہمارے دشمن فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہم متفقہ طور پر تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اور مفتیان حضرات یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ:

۱. اسلامی جمہوریہ پاکستان آئینی و دستوری لحاظ سے ایک اسلامی ریاست ہے، جس کے دستور کا آغاز اس قومی و ملی میثاق قراردادِ مقاصد سے ہوتا ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہے، وہ ایک مقدس امانت ہے۔ نیز دستور میں اس بات کا اقرار بھی موجود ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور موجودہ قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

۲. ہم متفقہ طور پر اسلام اور برداشت کے نام پر انتہاپسندانہ سوچ اور شدت پسندی کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ فکری سوچ جس جگہ بھی ہو، ہماری دشمن ہے اور اس کے خلاف فکری و انتظامی جدوجہد دینی تقاضا ہے۔

۳. ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فرقہ وارانہ منافرت، مسلح فرقہ وارانہ تصادم اور طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے، نیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی روح سے ایک قومی و ملی جرم ہے۔ اس لیے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت کے ادارے ایسی (منفی) سرگرمیوں کے سدِباب کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کریں۔

۴. پاکستان میں نفاذِ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی، تخریب و فساد اور دہشت گردی کی تمام صورتیں جن کا ہمارے ملک کو سامنا ہے اسلامی شریعت کی رو سے ممنوع اور قطعی حرام ہیں اور بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں اور ان کا تمام تر فائدہ اسلام اور ملک دشمن عناصر کو پہنچ رہا ہے۔

۵. ہم پاکستان کے تمام مسلکوں اور مکاتبِ فکر کے نمائندہ علماء شرعی دلائل کی روشنی میں اتفاق رائے سے خودکش حملوں کو حرام قرار دیتے ہیں اور ہماری رائے میں خودکش حملے کرنے والے، کروانے والے اور ان حملوں کی ترغیب دینے والے اور ان کے معاون پاکستانی اسلام کی رو سے باغی ہیں اور ریاست پاکستان شرعی طور پر اس قانونی کارروائی کی مجاز ہے جو باغیوں کے خلاف کی جاتی ہے۔

۶. دینی شعائر اور نعروں کو نجی عسکری مقاصد اور مسلح طاقت کے حصول کے لیے استعمال کرنا قرآن و سنت کی رو سے درست نہیں۔

۷. جہاد کا وہ پہلو جس میں جنگ اور قتال شامل ہیں کو شروع کرنے کا اختیار صرف اسلامی ریاست کا ہے اور کسی شخص یا گروہ کو اس کا اختیار حاصل نہیں۔ کسی بھی فرد یا گروہ کے ایسے اقدامات کو ریاست کی حاکمیت میں دخل اندازی سمجھا جائے گا اور ان کے یہ اقدامات ریاست کے خلاف بغاوت تصور ہوں گے جو اسلامی تعلیمات کی رو سے سنگین اور واجب تعزیر جرم ہے۔

۸. اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام شہری، دستوری و آئینی میثاق کے پابند ہیں، جس کی رو سے ان پر لازم قرار پاتا ہے کہ وہ بہر صورت حب الوطنی اور ملکی و قومی مفادات کا تحفظ پہلی ترجیح کے طور پر کریں اور اس پر کسی صورت آنچ نہ آنے دیں، ملک و قوم کے اجتماعی مفادات کو کسی بھی عنوان سے نظر انداز کرنے کی حکمت عملی اسلامی

تعلیمات کی رو سے عہد شکنی اور غدر قرار پاتی ہے، جو دینی نقطۂ نظر سے سنگین جرم اور لائق تعزیر ہے۔

۹. ریاست پاکستان میں امن وسکون قائم کرنے اور دشمنان پاکستان کے خلاف جو جدوجہد شروع کی گئی ہے ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔

۶- پیغامِ پاکستان، متفقہ اعلامیہ اور فتویٰ کی تیاری میں شریک محققین، مختلف دینی مدارس کے وفاقوں کے ناظمین، علمائے کرام، مفتیان عظام اور قومی جامعات کے اساتذۂ کرام کے اسمائے گرامی

پیغامِ پاکستان کا ابتدائی مسودہ محققین ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد نے تیار کیا اور بعد ازاں پیغامِ پاکستان کی یہ دستاویز مختلف مکاتبِ فکر کے جید علمائے کرام، مفتیان عظام اور قومی جامعات کے اساتذہ کی مشاورت اور نظر ثانی کے بعد شائع کی جارہی ہے اس پیغام کی تیاری میں شریک اہل علم ودانش کے نام درج ذیل ہیں:

۱- مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، دار العلوم کراچی، کراچی

۲- مولانا مفتی منیب الرحمن، چیئرمین رؤیت ہلال کمیٹی / صدر تنظیم المدارس اہل سنت، پاکستان

۳- مولانا عبد المالک، صدارطہ ۔ المدارس، پاکستان

۴- مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر، مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن / صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔

۵- مولانا محمد حنیف جالندھری، مہتمم خیر المدارس، ملتان / چیئرمین وفاق المدارس العربیۃ

۶- مولانا محمد یٰسین ظفر، ناظم اعلیٰ، وفاق المدارس، السلفیہ

۷- علامہ سید ریاض حسین نجفی، صدر وفاق المدارس الشیعہ، لاہور

۸- مولانا ڈاکٹر ابو الحسن محمد شاہ، نائب مہتمم، دار العلوم محمدیہ غوثیہ

۹- مولانا مفتی محمد نعیم، مہتمم، جامعہ بنوریہ، کراچی

۱۰- مولانا محمد افضل حیدری، مرکزی سیکرٹری جنرل، وفاق المدارس شیعہ، پاکستان

۱۱- مولانا مفتی محمود الحسن محمود، نائب ناظم تعلیمات، جامعہ اشرفیہ، لاہور

۱۲۔ مولانا حامد الحق حقانی، نائب مہتمم جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

۱۳۔ پروفیسر ڈاکٹر معصوم یٰسین زئی، ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۴۔ پروفیسر ڈاکٹر احمد یوسف الدریویش، صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۵۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق، ڈائریکٹر جنرل، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۶۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن، صدر شعبہ علوم اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

۱۷۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر حکیم، ڈین فیکلٹی شریعہ و قانون، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۸۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد القدوس صہیب، چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

۱۹۔ ڈاکٹر حافظ آفتاب احمد، صدر شعبہ علوم قرآن، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۲۰۔ ڈاکٹر افتخار الحسن میاں، صدر شعبہ فکر اسلامی، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۲۱۔ محمد احمد منیر، لیکچرر / نائب مدیر "اسلامک اسٹڈیز"، شعبہ فقہ و قانون، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۲۲۔ سید متین احمد شاہ، لیکچرر / نائب مدیر "فکر و نظر"، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۲۳۔ مولانا تنویر احمد جلالی

۲۴۔ مولانا محمد اسحاق ظفر، رئیس، دار الافتاء، جامعہ رضویہ دار العلوم راولپنڈی

۲۵۔ مولانا غلام مرتضیٰ ہزاروی

۲۶۔ مولانا ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی، پرنسپل جامعہ، اسلام آباد

۲۷۔ مولانا ابو الظفر غلام محمد سیالوی، چیئرمین امتحانی بورڈ، تنظیم المدارس

۲۸۔ مولانا زاہد محمود قاسمی، چیئرمین پاکستان علماء کونسل

۲۹۔ مولانا ڈاکٹر سید محمد نجمی، رابطہ سیکرٹری و ممبر نصاب کمیٹی، وفاق المدارس شیعہ، پاکستان

۳۰۔ مولانا سید محمد رزاق

۳۱۔ مولانا سیف اللہ ربانی، جامعہ بنوریہ، کراچی

۳۲۔ مولانا تنویر احمد علوی، نائب مہتمم، جامعہ محمدیہ، اسلام آباد

۳۳۔ مفتی محمد شریف ہزاروی، جامعہ مسجد دار السلام، سیکٹر جی سکس ٹو، اسلام آباد

۳۴۔ ملک مومن حسین قمی، پرنسپل جامعہ المبلغین، اسلام آباد

۳۵۔ مفتی رحیم اللہ، استاد جامعہ فریدیہ، سیکٹر ای سیون، اسلام آباد

۳۶۔ ڈاکٹر سعید خان، معاون صدر وفاق المدارس پاکستان

۳۷۔ مولانا سید قطب، نائب ناظم ہطہ ۔ المدارس الاسلامیہ، پاکستان

۳۸۔ مولانا عبد الحق ثانی

۳۹۔ مولانا محمد عبد القادر

۷- متفقہ فتویٰ (جوابِ استفتاء) جاری اور اس کی توثیق کرنے والے علمائے کرام کے دستخطوں کا عکس

۱- محمد رفیع عثمانی- مفتی ورئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی

۲- محمد تقی عثمانی- مفتی دارالعلوم کراچی

۳- عبدالرؤف سکھروی- مفتی دارالعلوم کراچی

۴- محمد زبیر [illegible]

۵- محمد عمران اشرف عثمانی

۶- فضل محمد یوسف زئی، استاذ حدیث بنوری ٹاؤن۔

۷- [illegible]

۸- [illegible]

۹- [illegible]

۱۰- [illegible]

۱۱- [illegible]

۱۲- [illegible]

۱۳- [illegible]

۱۴- [illegible]

۱۵- محمد حسین ظفر
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ

۱۶- [illegible]

دارالافتاء جامعہ قاسمیہ (۱۹)، اے بلاک سلام فیصل آباد

جامعہ قاسمیہ (رجسٹرڈ)
۱۹۔اے سلام محمد آباد فیصل آباد

17. صاحبزادہ مولانا ڈاکٹر محمود ناسمی صاحب
مہتمم جامعہ قاسمیہ

18. مولانا رب نواز ناسمی صاحب

19. مولانا منشی نسیم نواز صاحب

20. مولانا منظور حسین مذہب

21. مولانا مفتی حفظ الرحمان مذہب
رئیس دارالافتاء پاکستان علماء کونسل

22. مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن
ناظم اعلیٰ رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان
مہتمم جامعۃ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان

توثیق متفقہ فتویٰ مع اضافی نوٹ لکھنے والے علمائے کرام کے دستخطوں کا عکس

23 مفتی منیب الرحمن ، رئیس دارالافتاء ورئیس اَلْجَامِعَةُ النَّعِيمِيَّة، کراچی

24 مفتی محمد وسیم اختر المدنی، مفتی واستاذ التخصص فی الفقہ والافتاء، اَلْجَامِعَةُ النَّعِيمِيَّة، کراچی

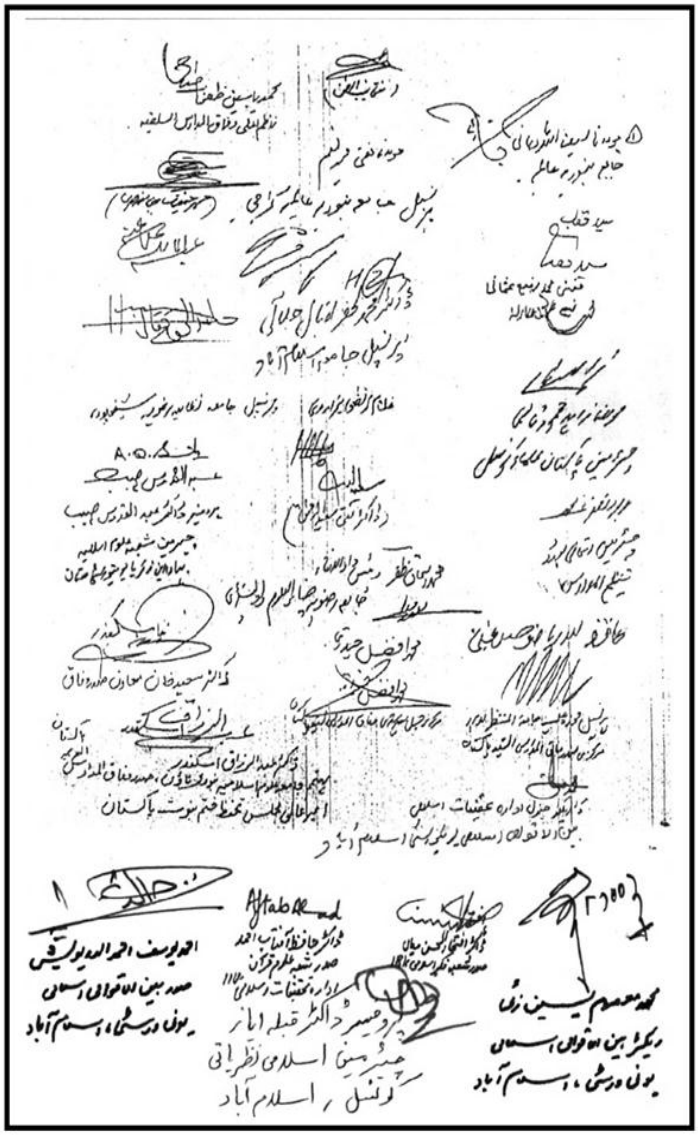
25 مفتی احمد علی سعیدی، مفتی وشیخ الحدیث اَلْجَامِعَةُ النَّعِيمِيَّة، کراچی

26 مفتی سید نذیر حسین شاہ، مفتی واستاذ الحدیث اَلْجَامِعَةُ النَّعِيمِيَّة، کراچی

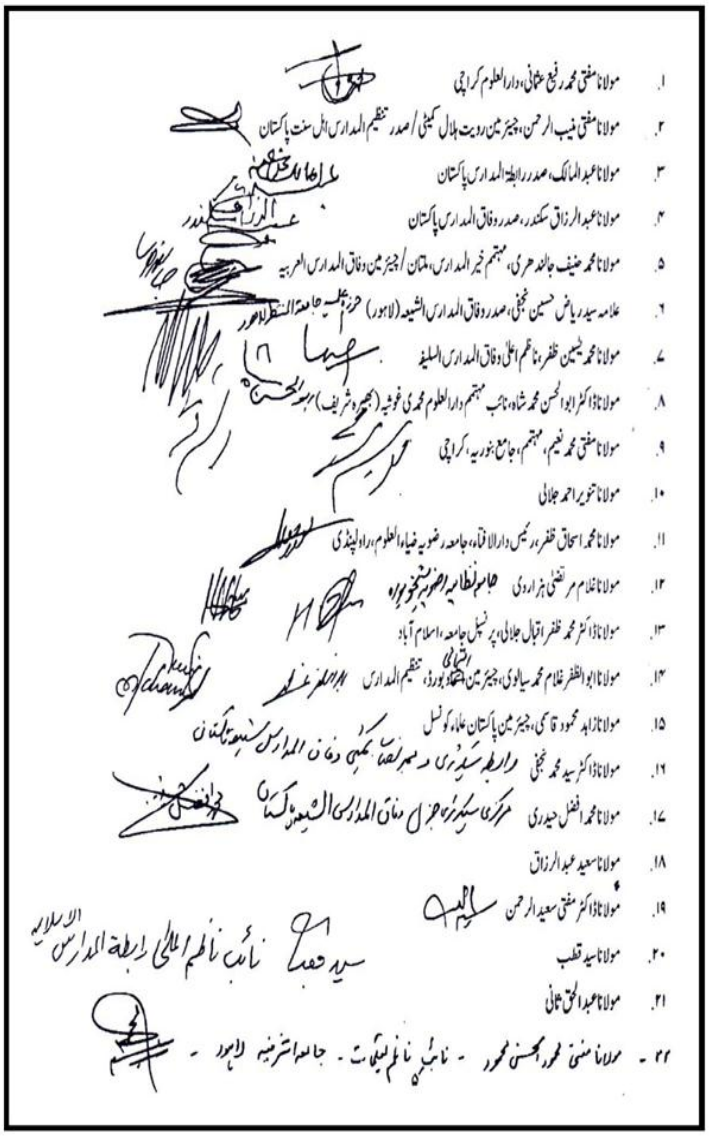
27 مفتی عبدالرزاق نقشبندی، مفتی اَلْجَامِعَةُ النَّعِيمِيَّة، کراچی

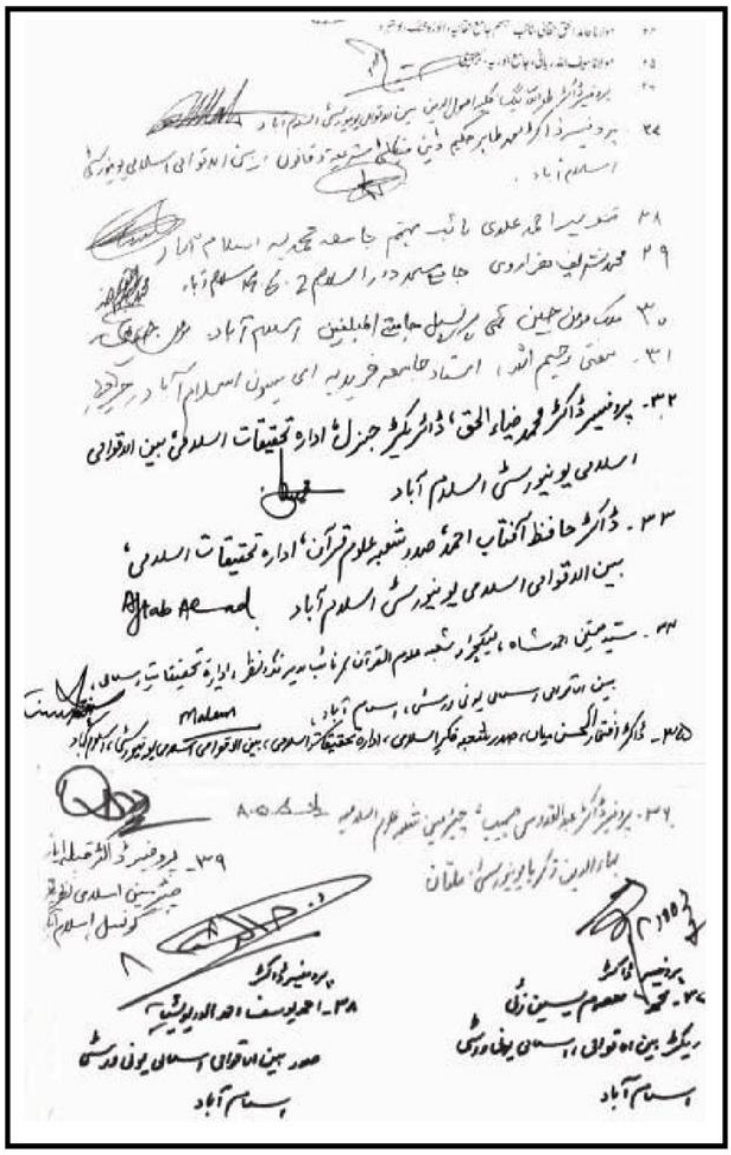


۸- ۲۶ مئی ۲۰۱۷ء کے متفقہ فتویٰ (اہم نکات) کی تیاری میں شریک مختلف دینی مدارس کے وفاقوں کے ناظمین، علمائے کرام، مفتیان عظام اور قومی جامعات کے اساتذۂ کرام کے دستخطوں کا عکس



۹- ۲۶ مئی ۲۰۱۷ء کے متفقہ اعلامیہ کی تیاری میں شریک مختلف دینی مدارس کے وفاقوں کے ناظمین، علمائے کرام، مفتیان عظام اور قومی جامعات کے اساتذۂ کرام کے دستخطوں کا عکس





۲۷ پروفیسر ڈاکٹر طاہر حکیم دینی مقالات مستعینہ قوانین بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

۲۸ ضوبیہ احمد علوی نائب مہتمم جامعہ تحدیث اسلام آباد

۲۹ محمد شریف مغل ادوی جامعہ محمدیہ G-6/4 اسلام آباد

۳۰ ملک مرون حسین مکی پرنسپل جامعۃ المبلغین اسلام آباد

۳۱ سعدی رحیم اللہ، استاد جامعہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

۳۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق، ڈائریکٹر جنرل، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

۳۳۔ ڈاکٹر حافظ آفتاب احمد، صدر شعبہ علوم قرآن، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

۳۴۔ سید متین احمد شاہ، لیکچرر شعبہ علوم القرآن کرنائب مدیر مذکور، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۳۵۔ ڈاکٹر افتخار الحسن میاں، صدر شعبہ فکر اسلامی، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۳۶۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب، چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

۳۷۔ محمد معصوم یسین زئی، ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد

۳۸۔ احمد یوسف احمد الدریویش، صدر بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد

۳۹۔ پروفیسر ڈاکٹر، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد

۱۰- متفقہ فتویٰ اور اعلامیہ کی توثیق کرنے والے علمائے کرام، مفتیان عظام اور اساتذۂ کرام کے اسمائے گرامی

۱.	پروفیسر ساجد میر، امیر جمعیت اہلحدیث، پاکستان	۳۱.	مولوی عبداللہ سندھی، صدر اہلسنت والجماعت، بدین
۲.	علامہ محمد احمد لدھیانوی، سرپرست اہلسنت والجماعت، جھنگ	۳۲.	مولوی ارشاد علی، ڈپٹی سیکرٹری مجلس وحدت المسلمین، بدین
۳.	مولانا فضل الرحمن خلیل، مہتمم جامعہ خالد بن ولید، اسلام آباد	۳۳.	مفتی شبیر احمد عثمانی، مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن والسنہ، کراچی
۴.	صاحبزادہ محمد حامد رضا، چیئرمین سنی اتحاد کونسل، فیصل آباد	۳۴.	مفتی امجد محمود، مرکزی رہنما مجلس وحدت المسلمین، راولپنڈی
۵.	مفتی عبدالرحیم، مدرسہ جامعہ الرشید، احسن آباد، کراچی	۳۵.	غلام جعفر حیدری، نائب صدر جعفری شیعہ علماء کونسل، کند کوہاٹ
۶.	علامہ راجہ ناصر عباس جعفری، سیکرٹری جنرل وحدت المسلمین پاکستان، اسلام آباد	۳۶.	عثمان اکبر، رفیق دارالافتاء، جامعۃ الرشید احسن آباد، کراچی
۷.	مولانا اورنگزیب فاروقی، صدر اہلسنت والجماعت پاکستان، کراچی	۳۷.	مولانا الیاس قادری، امیر جماعت دعوت اسلامی، کراچی
۸.	علامہ زاہد الراشدی، جنرل سیکرٹری پاکستان، شریعت کونسل، گجرانوالہ	۳۸.	مولانا زاہد عثمانی، صدر اہلسنت والجماعت، جامشورو
۹.	علامہ پیر سلطان فیاض الحسن، چیئرمین پاکستان ملی تحریک، جھنگ	۳۹.	مولانا عبدالقدوس نقشبندی، دارالعلوم حنفیہ، چکوال
۱۰.	علامہ سعید الرشید عباسی، چیئرمین پاکستان یکجہتی کونسل، راولپنڈی	۴۰.	سید ریاض حسین نقوی، دانش گاہ جعفریہ، میرپور خاص
۱۱.	علامہ قاری زوار بہادر، صدر جمعیت علمائے پاکستان، لاہور	۴۱.	صاحبزادہ محمود احمد قادری، مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ سعیدیہ، حیدرآباد
۱۲.	مفتی سید عدنان کاکاخیل، رئیس دارالافتاء والاحسان، اسلام آباد	۴۲.	مفتی شیر محمد قادری، دارالعلوم حنفیہ رضویہ، ٹنڈوالہ یار
۱۳.	علامہ سید ضیاءاللہ شاہ بخاری، صدر متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان، لاہور	۴۳.	مولانا عبدالرشید حجازی، مہتمم جامعہ تعلیم الاسلام، فیصل آباد
۱۴.	علامہ عارف حسین واحدی، مرکزی رہنما تحریک اسلامی پاکستان، اٹک	۴۴.	پروفیسر ڈاکٹر شمس الرحمن، چیئرمین شعبہ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
۱۵.	شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس، چارسدہ	۴۵.	علامہ قاری سجاد تتلی، جامعہ شاہ لطیف تاؤن، کراچی
۱۶.	پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد، ناظم اعلیٰ ذیلی تنظیمات مرکزی جمعیت اہلحدیث، لاہور	۴۶.	مولانا ابتہام الحق تھانوی، جامعہ اشتہامیہ جیکب لائن، کراچی
۱۷.	علامہ محمد امین شہیدی، چیئرمین امت واحد پاکستان، اسلام آباد	۴۷.	مفتی عبدالحمید ربانی، جامعہ دارالحدیث، کراچی
۱۸.	علامہ حمید حسین، صدر شعبہ علماء کونسل پاکستان، کوہاٹ	۴۸.	مولانا خلیل، جامعہ فاروقیہ، کراچی
۱۹.	علامہ قاضی نثار احمد، سرپرست جامعہ نصرت السلام، گلگت	۴۹.	محمد امیر عطاری ناظم فیضان مدینہ، جامشورو
۲۰.	علامہ شاہ نواز فاروقی، مرکزی جنرل سیکرٹری پاکستان علماء کونسل، فیصل آباد	۵۰.	قاری عطاء الرحمان، مہتمم ادارہ تعلیم القرآن، اسلام آباد
۲۱.	علامہ احمد اقبال رضوی، سیکرٹری جنرل وحدت المسلمین خیبر پختونخواہ، اسلام آباد	۵۱.	مفتی محمد ندیم قریشی، مرکزی جامع مسجد شکر درہ، اٹک
۲۲.	مولانا محمد عزیز الرحمان ہزاروی، جامعہ ذکریہ، اسلام آباد	۵۲.	لیاقت علی شاہ نقشبندی، مہتمم مدرسہ دارالعلوم فیضان سیفیہ، کراچی
۲۳.	مولانا عمر فاروق، صدر اہلحدیث، جامشورو	۵۳.	مفتی ابراہیم مظہر، مہتمم اشرف المدارس، کراچی
۲۴.	عبدالثواب، نائب صدر اہلحدیث، جامشورو	۵۴.	مفتی ابوہریرہ، مہتمم مدرسہ جامعہ اسلامیہ کلفٹن، کراچی
۲۵.	مولانا قاسم خارفی، صدر مدرسہ بدیہ، جامشورو	۵۵.	مولانا عبدالوحید، مہتمم مدرسہ جامعہ اخوان، کراچی
۲۶.	مفتی محمد اویس عزیز، ناظم جامعہ دارالعلوم ذکریہ، اسلام آباد	۵۶.	علامہ شبیر احمد عثمانی، مرکزی ڈپٹی سیکرٹری پاکستان علماء کونسل، فیصل آباد
۲۷.	مفتی عبدالباری، جامعہ فاروقیہ، کراچی	۵۷.	ڈاکٹر امجد، مہتمم مدرسہ ابن عباس، کراچی
۲۸.	مولانا تنویر الحق تھانوی جامعہ اشتہامیہ جیکب لائن، کراچی	۵۸.	مولانا یوسف، مہتمم جامعہ الدراسات الاسلامیہ، کراچی
۲۹.	مفتی محمد امین، صدر مفتی دارالعلوم مظاہر العلوم، حیدرآباد	۵۹.	مولانا رفیع الرحمان بریلوی، مہتمم جامعہ گلزار مدینہ، کراچی
۳۰.	مولانا افتخار علی، ناظم اعلیٰ دارالعلوم اسلامیہ، ٹنڈوالہ یار	۶۰.	علامہ احمد اقبال رضوی، ڈپٹی جنرل سیکرٹری مجلس وحدت المسلمین، کراچی

۶۱.	قاری محمد صدیق امیر، دارالعلوم جامعہ الاسلامیہ، کراچی	۹۹.	مولانا سعید احمد اسعد، مہتمم جامعہ امینیہ، فیصل آباد
۶۲.	مولانا اسفندیار خان، جامعہ دارالخیر گلستان جوہر، کراچی	۱۰۰.	مولانا ریاض کھرل، جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان، فیصل آباد
۶۳.	مولانا خلیل، جامعہ فاروقیہ کراچی، کراچی	۱۰۱.	پیر فیض رسول، جامعہ مسجد سنی رضوی، فیصل آباد
۶۴.	مولانا قاسم عبداللہ، جامعہ حمادیہ شاہ فیصل، کراچی	۱۰۲.	مولانا عبدالمعید، خطیب جامعہ مسجد کچہری، ٹوبہ ٹیک سنگھ
۶۵.	مولانا نورالبشر، مدرسہ عثمان بن عفان، کراچی	۱۰۳.	مولانا عبدالعلیم حقانی، خطیب جامعہ مسجد لال، جھنگ سٹی
۶۶.	مفتی ساجد محمود، جامعہ انوارالعلوم مہران ٹاؤن، کراچی	۱۰۴.	سید جعفر شاہ، مرکزی امام بارگاہ دھوبی گھاٹ، فیصل آباد
۶۷.	مولانا آصف، جامعہ اسلامیہ طیبہ، کراچی	۱۰۵.	مولانا نصرت حسین، شیعہ علماء کونسل، فیصل آباد
۶۸.	مفتی عبدالحمید ربانی، جامعہ دارالھدیٰ، کراچی	۱۰۶.	عطاء محمد ملک، جنرل امیر جماعت اسلامی مدنی مسجد، کشور
۶۹.	مفتی زرولی خان، جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال، کراچی	۱۰۷.	علی محمد شاکر، صدر شعبہ علماء کونسل، جاشورہ
۷۰.	محمد سلفی، ابن تیمیہ، کراچی	۱۰۸.	مولانا اشرف علی، مہتمم جامعہ تعلیم القرآن، اٹک
۷۱.	شیخ ضیاء الرحمان، جامع ابوبکر، کراچی	۱۰۹.	علامہ قاری مرتضیٰ، شیعہ علماء کونسل، چنیوٹ
۷۲.	مبشر علی شاہ، جامع ابوبکر، کراچی	۱۱۰.	ڈاکٹر ممتاز حسین، شیعہ علماء کونسل، فیصل آباد
۷۳.	مولانا مظفر الدین، جامعہ مخزن العلوم بنارس، کراچی	۱۱۱.	مولانا یوسف فاروقی، جامع مسجد گول، فیصل آباد
۷۴.	مفتی مولانا قاسم، جامعہ مخزن العلوم بنارس، کراچی	۱۱۲.	مولانا حرب نواز، جامع مسجد گول، فیصل آباد
۷۵.	پروفیسر مولانا یونس صدیقی، محمود القرآن الکریم، کراچی	۱۱۳.	ناظم حفیظ الرحمن، جامع قاسمیہ، فیصل آباد
۷۶.	مقصود علی ڈومکی، صوبائی سربراہ مجلس وحدت المسلمین، جیکب آباد / سندھ	۱۱۴.	مفتی محمد فصیح، مہتمم دارالعلوم مظاہر العلوم، حیدر آباد
۷۷.	مفتی عبدالقادر جعفر، جامعہ عبداللہ بن عثمان، کراچی	۱۱۵.	محمد شاہد المومن، جنرل مفتی دارالعلوم مظاہر العلوم، حیدر آباد
۷۸.	مولانا رفیق جاہی، جامع مسجد قادری، فیصل آباد	۱۱۶.	مولانا محمد عامر، مدرسہ دارالعلوم مظاہر العلوم، حیدر آباد
۷۹.	مولانا عبید الرحمن ضیاء، جامعہ عبیدیہ کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ	۱۱۷.	ڈاکٹر سیف الرحمان، وفاق المدارس العربیہ، حیدر آباد
۸۰.	حافظ محمد شعبان صدیقی، جامعہ ریاض الجنۃ، اوکاڑہ	۱۱۸.	محمد فیضان غفور الرحمٰن، جامعہ مفتاح العلوم، حیدر آباد
۸۱.	حافظ شعیب الرحمن قاسمی، جامعہ دارالعلوم حنفیہ، لاہور	۱۱۹.	مولانا عبدالقیوم، حیدر آباد، شام العلوم
۸۲.	مولانا خالد محمود سرفرازی، مدرسہ جامعہ بستان الاسلام، گوجرانوالہ	۱۲۰.	رضا محمد عباسی، سابق ڈسٹرکٹ خطیب، حیدر آباد
۸۳.	حافظ محمد طیب قاسمی، مرکزی سیکرٹری اطلاعات پاکستان علماء کونسل، فیصل آباد	۱۲۱.	مفتی دین قادری، امیر جماعت اہلسنت پاکستان، حیدر آباد
۸۴.	مولانا عمر قاسمی، صوبائی سیکرٹری اطلاعات پاکستان علماء کونسل، فیصل آباد	۱۲۲.	مفتی محمد شاہد برکاتی، خطیب جامعہ حنفیہ مسجد، حیدر آباد
۸۵.	علامہ یونس حسن، جامع مسجد حراء والٹن، لاہور کینٹ	۱۲۳.	مفتی محمد جواد ضابر کاظمی، صدر دائرہ برکات، حیدر آباد
۸۶.	مولانا حق نواز خالد، جامعہ الرشید، فیصل آباد	۱۲۴.	حافظ محمد ارشد، مہتمم جامعہ نورالہدیٰ، حیدر آباد
۸۷.	حافظ محمد امجد، جامعہ مدینہ، فیصل آباد	۱۲۵.	مفتی احمد علی سعیدی قادری، دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد
۸۸.	مولانا تاج محمود ریحان، جامعہ رحمانی، قصور	۱۲۶.	حافظ قادر بخش، خطیب امام مسجد، حیدر آباد
۸۹.	مولانا حسان صدیقی، جامعہ ریاض الجنۃ، دیپالپور، اوکاڑہ	۱۲۷.	مولوی شاہ اللہ بروہی، خطیب جامع بلال مسجد، حیدر آباد
۹۰.	مولانا سید ابوبکر شاہ، جامعہ عثمانیہ، شورکوٹ، جھنگ	۱۲۸.	حافظ غلام رسول قریشی طاہری، خطیب قاضی مسجد، حیدر آباد
۹۱.	قاری وقار احمد عثمانی، جامعہ اشرفیہ، سرگودھا	۱۲۹.	حافظ لیاقت علی، خطیب جامع مسجد، حیدر آباد
۹۲.	مولانا عبدالمنان عثمانی، جامعہ ریاض العثمانیہ، اوکاڑہ	۱۳۰.	حافظ گل منیر معین، خطیب غوثیہ مسجد، حیدر آباد
۹۳.	مولانا شفیق لاہوری، جامعہ مسجد نہر والی، لاہور	۱۳۱.	مولانا ذوالفقار علی، دارالافتاء جامع صدیق اکبر، حیدر آباد
۹۴.	مولانا یوسف انور، مرکزی جامع مسجد اہلحدیث، فیصل آباد	۱۳۲.	سید عزیز اللہ، حوزہ علمیہ جامعہ رضویہ، ننڈوالہ یار
۹۵.	مولانا عزیز الرحمن رحیمی، جنرل مہتمم جامعہ دارالقرآن، فیصل آباد	۱۳۳.	پیر نور محمد خان قادری، جماعت اہلسنت پاکستان، عمرکوٹ
۹۶.	مولانا محمد نواز، رکن مجلس شوریٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، فیصل آباد	۱۳۴.	مفتی حماد اللہ، مدرسہ انوار القرآن فاروقیہ، عمرکوٹ
۹۷.	مفتی حفظ الرحمٰن بنوری، چیئرمین دارالافتاء پاکستان علماء کونسل، فیصل آباد	۱۳۵.	مولانا عبدالرحمٰن جمالی، جامعہ مظہر العلوم، عمرکوٹ
۹۸.	مفتی محمد طیب، رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، فیصل آباد	۱۳۶.	محمد الطاف عطاری، مجلس فیضان مدینہ دعوت اسلامی، عمرکوٹ

۱۳۷.	ارشاد علی عرفانی، جامعہ مسجد قائم آل محمد وعزاخانہ ابوطالب، عمرکوٹ	۱۷۹.	مولانا خفد اور بخش، نائب صدر ڈسٹرکٹ جامشورو، جامشورہ
۱۳۸.	محمد بلال رضا قادری، کنزالایمان رضویہ، میرپور خاص	۱۸۰.	پروفیسر انوار علی، اسلامک اسٹڈیز سندھ یونیورسٹی، جامشورہ
۱۳۹.	علامہ وہبیہ الدین القادری، دارالعلوم کنزالایمان رضویہ میرپور خاص	۱۸۱.	مولانا عاصم، مدرسہ خاتم النبیین، جامشورہ
۱۴۰.	مفتی محمد شریف سعیدی، دارالعلوم کنزالایمان رضویہ، میرپور خاص	۱۸۲.	مولانا عبدالصمد، خطیب مدرسہ قاسم العلوم، جامشورہ
۱۴۱.	حافظ محمود احمد عطاری، دارالعلوم کنزالایمان رضویہ، میرپور خاص	۱۸۳.	مولانا جاوید، خطیب مسجد توحید، جامشورہ
۱۴۲.	مفتی آدم سمیجو، مہتمم جامعہ دارالعلوم اسلامیہ، تھرپارکر	۱۸۴.	محمد اعظم سیال، استاد جامع خالد بن ولید، اسلام آباد
۱۴۳.	مولوی تاج محمد سومرو، مہتمم جامعہ دارالعلوم عثمانیہ، تھرپارکر	۱۸۵.	صلاح الدین خلیل، منتظم جامع خالد بن ولید، اسلام آباد
۱۴۴.	مفتی غلام قادر نقشبندی، جامع مسجد حیدر کرار، بدین	۱۸۶.	عبدالرحمن معاویہ، مہتمم جامع عربیہ رشیدیہ، اسلام آباد
۱۴۵.	مفتی عبدالغفار رحمانی، چیئرمین سچ آرگنائزیشن، بدین	۱۸۷.	مولانا ضیاء الرحمن، خطیب جامعہ مسجد رحمانی، اسلام آباد
۱۴۶.	مفتی نذیر احمد عمرانی، نائب امیر یے یو آئی، سجاول	۱۸۸.	قاری حق نواز خالد، جامعہ مسجد عائشہ، بہارہ کہو
۱۴۷.	مفتی محمد ارشد میمن، مدرسہ باب السلام، ٹھٹھہ	۱۸۹.	مولانا جمیل اختر انقلابی، ادارہ مدینۃ العلم، اسلام آباد
۱۴۸.	مفتی علی محمد قاضی، مدرسہ دارالنور، بنوریہ، ٹھٹھہ	۱۹۰.	مولانا وقار احمد، خطیب جامع مسجد عثمان غنی، اسلام آباد
۱۴۹.	مولوی عبدالرشید، جامعہ العربیہ دارالفیوض، دادو	۱۹۱.	مولانا قاری صدیق، خطیب جامع مسجد مدینہ، اسلام آباد
۱۵۰.	محمد ایوب چانڈیو، مدرسہ العربیہ انوار القرآن، دادو	۱۹۲.	مولانا محمد بشیر فاروق، خطیب جامع مسجد ابوبکر صدیق، اسلام آباد
۱۵۱.	مولانا عبدالواحد چانڈیو، مدرسہ جامعہ تاج السلام، دادو	۱۹۳.	مولانا عبدالرزاق حیدری، خطیب مرکز اہلسنت عبداللہ بن مسعود، اسلام آباد
۱۵۲.	سید سرفراز علی شاہ، مدرسہ سراجیہ، دادو	۱۹۴.	قاری محمد حنیف عاصم، شہداء مسجد میمن روڈ، اٹک
۱۵۳.	حافظ محمد ساجن، مدرسہ القادریہ، دادو	۱۹۵.	علامہ عبدالعزیز خلقتی، الرحمن مسجد، راولپنڈی
۱۵۴.	حافظ علی رضا کھوسو، نور مصطفیٰ مسجد، حیدرآباد	۱۹۶.	قاری قاسم نواز، مسجد رحمانیہ، اسلام آباد
۱۵۵.	حافظ واحد بخش، خطیب جگنو مسجد، حیدرآباد	۱۹۷.	قاری عبدالکریم کشمیری، محمدی مسجد، اسلام آباد
۱۵۶.	عبدالکریم، نور مصطفیٰ مسجد، حیدرآباد	۱۹۸.	قاری استاد مظہر جاوید، مرکزی مسجد توحید، اسلام آباد
۱۵۷.	عبدالقادر، مسجد انور شاہ غوثیہ، حیدرآباد	۱۹۹.	قاری محمد احمد میر، فاطمہ مسجد گلشن خدا د، راولپنڈی
۱۵۸.	حافظ تصور، علی مسجد، حیدرآباد	۲۰۰.	حافظ انیب رحمانی، مسجد قدوسیہ محلہ، اسلام آباد
۱۵۹.	سید حیدر عباس زیدی، شہید ڈسٹرکٹ خطیب، حیدرآباد	۲۰۱.	قاری محمد احمد معاویہ، جامع مسجد حضرت علی، راولپنڈی
۱۶۰.	سید محمد احمد جعفری، ٹرسٹ قدم گاہ مولا علی، حیدرآباد	۲۰۲.	حافظ محمد یوسف سراج، جامعہ سراجیہ، پکھوال
۱۶۱.	حافظ بشارت احمد طاہری، جامعہ غوثیہ، حیدرآباد	۲۰۳.	حافظ قاری نبیل کشمیری، خطیب جامع مسجد نور فاطمہ، راولپنڈی
۱۶۲.	مفتی اصغر علی طاہری، مدرسہ دارالعلوم غوثیہ، حیدرآباد	۲۰۴.	علامہ قاری منظہر اقبال، مسجد مصطفیٰ، اسلام آباد
۱۶۳.	حافظ عبدالجبار نقشبندی، موسیٰ مسجد، حیدرآباد	۲۰۵.	علامہ قاری غلام اللہ خان، جامع مسجد رحمت، فیصل آباد
۱۶۴.	محمد فیصل طاہری، جامع مسجد سرید سوجا، حیدرآباد	۲۰۶.	حافظ محمد اسلم بٹ، جامع مسجد اقصیٰ اہلحدیث، فیصل آباد
۱۶۵.	عبدالرزاق حسین، جامع غوثیہ، حیدرآباد	۲۰۷.	قاری محمد زکریا شاہد، خطیب جامع مسجد چھوٹی، گوجرانوالہ
۱۶۶.	افتخار احمد تاج الدین، جامعہ بحر العلوم السلفیہ میرپور خاص	۲۰۸.	قاری محمد راشد عباسی، جامع مسجد کینٹی، راولپنڈی
۱۶۷.	عبدالقدوس، جامعۃ الہدیٰ، میرپور خاص	۲۰۹.	قاری محمد سراج عباسی، جامع مسجد شہداء الحدیث، اسلام آباد
۱۶۸.	شفیع الحق، مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم، میرپور خاص	۲۱۰.	علامہ عبدالکریم ماہد، راولپنڈی، مسجد انوار رحمت
۱۶۹.	حفیظ الرحمن فیض، مدینہ مسجد، میرپور خاص	۲۱۱.	قاری حافظ ریاض احمد کشمیری، جامع مسجد نورالامین، راولپنڈی
۱۷۰.	فقیر عبدالرزاق مہران، مدرسہ صبغۃ السلام، ساگھڑ	۲۱۲.	مولانا مفتی عبدالقیوم، ائرپورٹ سوسائٹی مسجد، راولپنڈی
۱۷۱.	ملک بخش ابڑو، ڈویژنل صدر سنی اتحاد کونسل، فیصل آباد	۲۱۳.	مولانا شاکر، پرانہ قلعہ راجہ بازار مسجد، راولپنڈی
۱۷۲.	مولوی محمد عیسیٰ چنا، مدرسہ عزیزیہ عربیہ دارالعلوم، دادو	۲۱۴.	مولانا قاسم جان، مسجد توحیدیہ، اسلام آباد
۱۷۳.	سید فدا حسین شاہ، مرکزی امام بارگاہ فش مارکیٹ، دادو	۲۱۵.	مفتی فیض اللہ، جامع مسجد فاطمہ، اسلام آباد
۱۷۴.	مولانا مہدی رضا، مدرسہ عزیہ امام جعفر، دادو	۲۱۶.	مفتی منیر الہادی، بیت المکرم، اسلام آباد
۱۷۵.	عابد حسین چانڈیو، مدرسہ سفینہ اہل بیت، دادو	۲۱۷.	قاری محمد منیر، جامع مسجد عائشہ، راولپنڈی
۱۷۶.	ڈاکٹر برکت لغاری، صدر جعفریہ ایکشن کمیٹی، جامشورو	۲۱۸.	قاری محمد ولی، جامع اشاعت الاسلام، حسن ابدال
۱۷۷.	سید غلام شاہ، نائب صدر جعفریہ ایکشن کمیٹی، جامشورو	۲۱۹.	قاری قمر الحق، استاد مدرسہ خالد بن ولید، اسلام آباد
۱۷۸.	علامہ حیدر علی جوادی، پرنسپل مہدی سینئر، جامشورو	۲۲۰.	قاری مسلم خان، خطیب جامع رحمانیہ، اسلام آباد

۲۲۱.	قاری ظہیر احمد، مسجد اقصیٰ، راولپنڈی	۲۶۳.	مولانا محمد اکسیر، مرکزی جامع مسجد زیدی، اٹک
۲۲۲.	علامہ احمد شاکر، محمدی مسجد، نیکسلا، راولپنڈی	۲۶۴.	مولانا محمد انصر، جامعہ مسجد بہولیاں وال، اٹک
۲۲۳.	مولانا محمد فاروقی، خالد بن ولید مدرسہ، اسلام آباد	۲۶۵.	مولانا محمد غریب نواز، خطیب جامعہ مسجد امیر حمزہ، اٹک
۲۲۴.	مولانا عبدالغفار، امام مسجد ذوالنورین، اسلام آباد	۲۶۶.	مولانا محمد رشید، جامعہ مسجد بتیاں، اٹک
۲۲۵.	مولانا غلام اللہ، مدنی مسجد سیکٹر ائرپورٹ، اسلام آباد	۲۶۷.	عزیز الحسن، خطیب درویش مسجد، پشاور
۲۲۶.	حافظ نواز، جامع عشرہ مبشرہ، اسلام آباد	۲۶۸.	احسان الحق، ناظم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم، پشاور
۲۲۷.	علامہ نثار انوار خان، جامع مسجد ابو بکر صدیق، واہ کینٹ	۲۶۹.	محمد ادریس، مدرسہ جامعہ نعمانیہ، پشاور
۲۲۸.	شیر زمین، جامع مسجد بلال، اسلام آباد	۲۷۰.	مفتی نذیر احمد قریشی، ناظم اعلیٰ دارالعلوم مہریہ ضیاالعلوم، حسن ناؤن، ایبٹ آباد
۲۲۹.	مفتی عبدالقیوم، جامع مسجد مدنی، شمس کالونی اسلام آباد	۲۷۱.	مفتی محمد شعیب خان، مدرسہ تحفیظ القرآن، ایبٹ آباد
۲۳۰.	مولانا مرغل شاہ، دارالعلوم سیدنا معاذ بن جبل سلہڈ، ایبٹ آباد	۲۷۲.	
۲۳۱.	مولانا محمد ہاشم، جامع مسجد مدنی، سوڈ گنگال روات	۲۷۳.	مفتی شفیع اللہ، امام جامع مسجد عثمان غنی، ایبٹ آباد
۲۳۲.	مولانا محمد حسنین معاویہ، مسجد گلزار مدینہ، ٹکر کہار	۲۷۴.	مفتی محمد عمران، مدرسہ اصحاب صفہ، ایبٹ آباد
۲۳۳.	مولانا انقلابی، جامع مسجد حسیال کیمپ، راولپنڈی	۲۷۵.	شمس الاسلام شمس، مہتمم مدرسہ امدادیہ اسلامیہ، ہری پور
۲۳۴.	مولانا یعقوب، جامع مسجد عثمانیہ، راولپنڈی	۲۷۶.	مفتی ظہیر احمد، امام جامع مسجد رحمان، ایبٹ آباد
۲۳۵.	مولانا پیر سید ثناء اللہ حسینی، توحیدی کمی مسجد، راولپنڈی	۲۷۷.	مولانا محمد زبیر، امام مسجد ایوب انصاری، ایبٹ آباد
۲۳۶.	مولانا سمیع اللہ، سرسید مسجد، راولپنڈی	۲۷۸.	مولانا عابد الرحمن، امام جامع مسجد مریم، ایبٹ آباد
۲۳۷.	مولانا قاری بشیر احمد، پیچھم مسجد، راولپنڈی	۲۷۹.	مولانا عبدالسبحان، امام مسجد ابوہریرہ، ایبٹ آباد
۲۳۸.	مولانا یاسر، مسجد اللہ والی خیابان سرسید، راولپنڈی	۲۸۰.	مولانا فضل اللہ، امام مسجد بلال جنگیاں، ایبٹ آباد
۲۳۹.	مولانا عبدالسلام شاہ، خطیب جامع مسجد کمی، اسلام آباد	۲۸۱.	مولانا نور البصر، امام جامع مسجد الائی، بنگرام
۲۴۰.	مولانا کامران، جامعہ عائشہ للبنات، اسلام آباد	۲۸۲.	مولانا علی الرحمن، جامع مسجد ذوالنورین، ایبٹ آباد
۲۴۱.	مولانا قاری محمد عمران، مہتمم جامعہ ابو بکر صدیق، راولپنڈی	۲۸۳.	مولانا فیضان، جامع مسجد عثمان غنی، ایبٹ آباد
۲۴۲.	مفتی فیصل، استاد جامعہ سراجیہ، راولپنڈی	۲۸۴.	مولانا اخلاق، جامع مسجد طوبیٰ، ایبٹ آباد
۲۴۳.	مولانا ہاشم، جامعہ مسجد اللہ والی، روات	۲۸۵.	مولانا ممتاز، جامع مسجد عزہ، ایبٹ آباد
۲۴۴.	مولانا مشرف، استاد جامع چراغیہ سراجیہ، راولپنڈی	۲۸۶.	مولانا محمد واجد، جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ، ایبٹ آباد
۲۴۵.	مولانا محمد شہزاد، جامع مسجد ابو بکر، بھنگی سیداں	۲۸۷.	مولانا تنویر احمد، جامع مسجد خورشید، ایبٹ آباد
۲۴۶.	مولانا فضل وہاب، مسجد امیر حمزہ، اسلام آباد	۲۸۸.	مولانا محمد طیب، امام جامع مسجد الائی، ایبٹ آباد
۲۴۷.	مفتی حسنین، جامع مسجد الیسر کالت، گلستان کالونی، راولپنڈی	۲۸۹.	مولانا عطاء اللہ، امام جامع مسجد، بنگرام
۲۴۸.	مفتی خرم شہزاد، استاد جامعہ اصحاب صفہ، راولپنڈی	۲۹۰.	مولانا محمد ساجد، امام جامع مسجد، ایبٹ آباد
۲۴۹.	مولانا عبدالرؤف، استاد جامعہ دارالعلوم زکریا، ترنول، اسلام آباد	۲۹۱.	مولانا عامر، امام مسجد غنڈہ امیر ا، ایبٹ آباد
۲۵۰.	مولانا اسد الرحمن، جامع مسجد کرم الٰہی، اسلام آباد	۲۹۲.	مولانا محمد وسیم، امام جامع مسجد، ایبٹ آباد
۲۵۱.	مولانا شفیع الرحمن، امام جامع مسجد انعام القرآن، اسلام آباد	۲۹۳.	مولانا سعید اللہ، امام جامع مسجد، ایبٹ آباد
۲۵۲.	مولانا بدرالدین شاہ، امام جامع مسجد صحابہ کرام، راولپنڈی	۲۹۴.	مولانا فرید اللہ خان، امام جامع مسجد منڈیاں، ایبٹ آباد
۲۵۳.	مولانا محمد انوار، خطیب امام جامع مسجد گلشن خداداد، اسلام آباد	۲۹۵.	مولانا محمد حفیظ، امام مسجد، ایبٹ آباد
۲۵۴.	مولانا جان محمد، شیخ الحدیث جامع اشاعت القرآن حضرو، اٹک	۲۹۶.	مولانا گلزار احمد، امام مسجد، ایبٹ آباد
۲۵۵.	مولانا اللہ بخش صدیقی، مہتمم جامعہ صدیقیہ، چکوال	۲۹۷.	قاری محمد اسامہ، مسجد صدیق اکبر، ایبٹ آباد
۲۵۶.	قاری شیر محمد ارشد، جامع مسجد حنفیہ، چکوال	۲۹۸.	مولانا سراج المتقین، مریم مسجد، ایبٹ آباد
۲۵۷.	مولانا عبید الرحمن، خطیب مرکزی عید گاہ، چکوال	۲۹۹.	مولانا محمد رفیق، مسجد فیصل، ایبٹ آباد
۲۵۸.	مولانا ظہور الحسن، مدرسہ تعلیم القرآن حنفیہ، چکوال	۳۰۰.	قاری عالم زیب، مدرسہ عبداللہ ابن مسعود، ایبٹ آباد
۲۵۹.	قاری عبدالرحیم، مرکزی جامع مسجد، لاری اڈہ، اٹک	۳۰۱.	مولانا فضل الرحمن، مسجد ذوالنورین، ایبٹ آباد
۲۶۰.	مولانا محمد صدیق، جامع مسجد ڈھیری والی، اٹک	۳۰۲.	مفتی کلیم اللہ، مسجد زینب، ایبٹ آباد
۲۶۱.	مولانا عبداللہ شاہ، جامع مسجد پٹھان کوٹ، اٹک	۳۰۳.	مولانا شفیع اللہ، قلندر آباد مسجد، ایبٹ آباد
۲۶۲.	مولانا مفتی عبدالرؤف، جامع مسجد کھٹا کالونی، اٹک	۳۰۴.	مولانا ضیاء الرحمن، ابو بکر مسجد، ایبٹ آباد

۳۰۵	قاری محمد اسلم، مدرسہ ابوہریرہ، ایبٹ آباد	۳۴۷	مولانا عبدالصبور، خاتم النبیین مسجد، قلندر آباد
۳۰۶	مولانا عنایت اللہ، مدرسہ ابوہریرہ، ایبٹ آباد	۳۴۸	مولانا نعیم، امیر حمزہ مسجد، ایبٹ آباد
۳۰۷	مولانا محمد اسد، مسجد خلفاء راشدین، ایبٹ آباد	۳۴۹	مولانا ظہیر احمد، رحمٰن مسجد، ایبٹ آباد
۳۰۸	مولانا سیف الرحمن، اسلامک پبلک سکول، منڈیاں، ایبٹ آباد	۳۵۰	مولانا نثار احمد، قباء مسجد، ایبٹ آباد
۳۰۹	قاری عزیز الرحمن، اقراء روضۃ الاطفال، ایبٹ آباد	۳۵۱	قاری شمس القمر، مدرسہ تجوید القرآن، ایبٹ آباد
۳۱۰	مولانا محمد سرور شاہ، گلزار مدینہ مسجد، ایبٹ آباد	۳۵۲	قاری محمد عامر، علی المرتضیٰ مسجد، ایبٹ آباد
۳۱۱	مولانا محمد شکیل، طوبیٰ مسجد، ایبٹ آباد	۳۵۳	مولانا ثاقب، ابو ایوب انصاری، ایبٹ آباد
۳۱۲	مفتی محمد رضوان، خلفاء راشدین، ایبٹ آباد	۳۵۴	مولانا مبشر بیداری مسجد، میر پور
۳۱۳	مولانا محمد شکیل، طوبیٰ مسجد، ایبٹ آباد	۳۵۵	مولانا شمس الرحمن، سکندریہ مسجد، ایبٹ آباد
۳۱۴	مولانا محمد ریحان خان، مسجد ابو بکر، ایبٹ آباد	۳۵۶	مفتی احمد، ابو بکر مسجد، ایبٹ آباد
۳۱۵	مولانا محمد نوید، مسجد جزر شریف، ایبٹ آباد	۳۵۷	مولانا عبدالمالک، مسجد عمر، بانڈی مہرا
۳۱۶	قاری راشد، کلاں جامع مسجد، ایبٹ آباد	۳۵۸	مولانا شمس الاسلام، مہتمم مدرسہ امدادیہ، ہری پور
۳۱۷	قاری محمد شہباز، مسجد صدیق اکبر، ایبٹ آباد	۳۵۹	مولانا امداد اللہ، مدرسہ العلامیہ، ہری پور
۳۱۸	مولانا لیاقت قریشی، مسجد عمر، ایبٹ آباد	۳۶۰	مولانا عمیر، شہزاد مسجد، ایبٹ آباد
۳۱۹	قاری محمد عمر، مدرسہ عبداللہ ابن مسعود، ایبٹ آباد	۳۶۱	مولانا منیر، عثمانیہ مسجد، ایبٹ آباد
۳۲۰	قاری محمد نیاز، مدرسہ اسلامیہ، ایبٹ آباد	۳۶۲	مولانا شیر زمان، فیصل مسجد، ایبٹ آباد
۳۲۱	قاری ریاض، مسجد نواں شہر، ایبٹ آباد	۳۶۳	مولانا انیس، نورانی مسجد، ایبٹ آباد
۳۲۲	مولانا شیر محمد، امام مدرسہ جامع فاروقیہ، ایبٹ آباد	۳۶۴	مولانا رفیق، خداد مسجد، ایبٹ آباد
۳۲۳	مولانا محمد عمران، امام نور مسجد، ایبٹ آباد	۳۶۵	مولانا اعجاز، بلال مسجد، ایبٹ آباد
۳۲۴	مولانا سعید اللہ خان، امام جامع مسجد صدیق اکبر، ایبٹ آباد	۳۶۶	مولانا انعام الرحمن، عبداللہ ابن مسعود، ایبٹ آباد
۳۲۵	مولانا نور رشید احمد، امام جامع مسجد چونا، ایبٹ آباد	۳۶۷	مولانا شیر احمد، صدیق اکبر مسجد، ایبٹ آباد
۳۲۶	مولانا ارشد محمود، امام جامع مسجد مہاڑ گلاں، ایبٹ آباد	۳۶۸	ناصر خالد محمود، مہتمم جامعہ اسلامیہ، لاڑکانہ
۳۲۷	مفتی وقار احمد، امام مسجد خلفاء راشدین، ایبٹ آباد	۳۶۹	علامہ ریاض حسین الحسینی، صوبائی نائب صدر شیعہ علماء کونسل، سندھ
۳۲۸	مولانا ثاقب قادری، مسجد عمر، ایبٹ آباد	۳۷۰	عارف محمود، مہتمم جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم، نوشہرہ فیروز سندھ
۳۲۹	مولانا شفقت، مدرسہ نور القرآن والحدیث، ایبٹ آباد	۳۷۱	مفتی سید حماد اللہ شاہ، جامع اسلامیہ عربیہ دار الفضل، نوشہرہ فیروز سندھ
۳۳۰	قاری نور احمد، مسجد نصرت، ایبٹ آباد	۳۷۲	مولانا مفتی ساجد فاروقی صاحب، جامع عربیہ غفاریہ، نوشہرہ فیروز سندھ
۳۳۱	قاری محمد عامر، مسجد کلی، ایبٹ آباد	۳۷۳	مولوی خیر محمد حنفی، جامع عربیہ انوار العلوم، نوشہرہ فیروز سندھ
۳۳۲	مولانا حبیب الرحمن، جامعہ عزیزیہ، ایبٹ آباد	۳۷۴	مولانا عبدالرحمن، جامع عربیہ ریاض العلوم طیفیہ، نوشہرہ فیروز سندھ
۳۳۳	مفتی طارق، عبداللہ ابن مسعود مسجد، ایبٹ آباد	۳۷۵	مولوی عبدالرحمن ڈگھراج، مدرسہ عربیہ دار القرآن، نوشہرہ فیروز سندھ
۳۳۴	مولانا خلیل اللہ، مدنی مسجد، ایبٹ آباد	۳۷۶	مولوی عبدالحسین مری، مدرسہ دانش گاہ سجاودید، نوشہرہ فیروز سندھ
۳۳۵	مولانا نسیم اللہ، بسم اللہ مسجد، ایبٹ آباد	۳۷۷	مولانا محمد شفیق، مہتمم مدرسہ دار القرآن والحرش، نوشہرہ فیروز سندھ
۳۳۶	مولانا ادریس، محمدی مسجد، ایبٹ آباد	۳۷۸	علامہ حافظ عمر مقصود سکھیرا، خطیب رحمانیہ مسجد، نواب شاہ
۳۳۷	مولانا شفیق الرحمن، صدیق اکبر مسجد، ایبٹ آباد	۳۷۹	قاری محمد ساجد اویسی، صدر سنی جماعت القرء، نواب شاہ
۳۳۸	مولانا عبدالتواب قاسمی، طیبہ مسجد، ایبٹ آباد	۳۸۰	مولانا عبدالحکیم لاشاری، مرکزی مرکز نفی امام بارہ مسجد، نواب شاہ
۳۳۹	ضیاء الرحمن، مرکزی مسجد، قلندر آباد	۳۸۱	حافظ علی نواز، جامع تعلیم القرآن والسنہ، نواب شاہ
۳۴۰	مولانا مطیع الرحمن، مرکزی مسجد، اودھی آباد	۳۸۲	مولانا غلام نبی، نائم تعلیم جامعہ تعلیم القرآن والسنہ، نواب شاہ
۳۴۱	مولانا یوسف شاہ، مسجد علی المرتضیٰ، اودھی آباد	۳۸۳	مفتی عقیل احمد، امام مسجد باب جنت، نواب شاہ
۳۴۲	مفتی رشید احمد، مسجد ابوذر غفاری، قلندر آباد	۳۸۴	مفتی محمد عثمان حامد، امام جامع مسجد گل، نواب شاہ
۳۴۳	مولانا وہاج الرحمن، بلال مسجد، ایبٹ آباد	۳۸۵	پیر سید اعجاز علی شاہ بخاری، سجادہ نشین درگاہ سید عبدالنبی شاہ بخاری، جیکب آباد
۳۴۴	قاری گل محمد، قباء مسجد، ایبٹ آباد	۳۸۶	فقیر عبدالطیف، مدرسہ خوشیہ صدیقیہ، جیکب آباد
۳۴۵	مولانا حفیظ اللہ، بلال مسجد، ایبٹ آباد	۳۸۷	اصغر فدا، مدرسہ قاسم العلوم، جیکب آباد
۳۴۶	قاری عبدالرحیم، عثمانیہ مسجد، ایبٹ آباد	۳۸۸	ذاکر احمد، مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن، جیکب آباد

۳۸۹	عبدالہادی منتظر، مدرسہ ابی طالب، جنیک آباد	۴۲۹	حافظ لیاقت علی قادری، مہتمم مدرسہ صدیقیہ قادریہ، کند کوٹ
۳۹۰	قاری بشیر احمد، مدرسہ انوار المصطفیٰ، لال بھٹی	۴۳۰	مولانا محمد ہاشم قادری سکندری، مہتمم مدرسہ راشدیہ جامع مسجد صدیقیہ، کند کوٹ
۳۹۱	قاری امداد اللہ، مدرسہ عربیہ عثمانیہ ملتاہ العلوم، جنیک آباد	۴۳۱	قاری محمد رمضان، مدرسہ انچارج جیلانیہ، کند کوٹ
۳۹۲	مولوی محمد عمر، مدرسہ عربیہ قاسم العلوم حمادیہ، میرپور	۴۳۲	فقیر یار محمد سہرانی، مہتمم مدرسہ انوار العلوم خوشیہ، کند کوٹ
۳۹۳	قاری عبدالغفار، مدرسہ و مسجد چونڈ کو، سانگھڑ	۴۳۳	مفتی بشیر احمد چشتی، خطیب جامعہ مسجد نورانی گل، کند کوٹ
۳۹۴	قاری عبدالجبار، مدرسہ عربیہ قاسم العلوم حمادیہ، میرپور	۴۳۴	قاری سعید احمد، مدنی مسجد واہڈ اکاوئی، کشور
۳۹۵	حافظ امیر احمد، مدرسہ ریاض العلوم حمادیہ، میرپور برڑہ	۴۳۵	محمد شفیع، کمیٹی ممبر جامع مسجد گڈہ، کشور
۳۹۶	مفتی عبدالحکیم، مدرسہ انوار مصطفیٰ، میرپور برڑہ	۴۳۶	مولانا غلام مصطفیٰ، مہتمم عثمانیہ عربیہ، کشور
۳۹۷	مولانا ریاض احمد قادری، مدرسہ مرکزی تعلیمات خوشیہ قادریہ، کوٹ قادر بخش برڑہ	۴۳۷	سید غلام یاسین شاہ نقوی، مسجد امام بارگاہ، کشور
۳۹۸	قاری غلام سرور، مدرسہ اظہار القرآن، ٹھل	۴۳۸	حافظ محمد حنیف مزاری، مہتمم مدرسہ قادریہ ایبہ، کشور
۳۹۹	مولانا سید عبدالباسط شاہ، مدرسۃ البنات عائشہ صدیقہ، ٹھل	۴۳۹	شفیع محمد، مرکزی جامع نوری مسجد، کشور
۴۰۰	مفتی محمد شریف، مہتمم مدرسہ بحر العلوم محمدیہ، جنیک آباد	۴۴۰	قاری عبدالوہاب، مدرسہ تعلیم القرآن مدینہ متصل جامعہ مسجد اقصیٰ، کشور
۴۰۱	ولی سمندر، مدرسہ بحر العلوم، جنیک آباد	۴۴۱	حافظ عبدالغنی، مدرسہ رحمانیہ قادریہ، کشور
۴۰۲	سید محبوب علی شاہ، امام بارگاہ حسینی، ٹھل	۴۴۲	مولانا محمد رمضان، مہتمم مدرسہ نور القرآن محمدیہ مسجد، کشور
۴۰۳	قاری عبدالقیوم، مدرسہ جامع عثمانیہ، ٹھل	۴۴۳	محمد یوسف، مہتمم مدرسہ انوار القرآن صدیقیہ، کشور
۴۰۴	حافظ عبدالقادر، مدرسہ مصباح العلوم، کند کوٹ	۴۴۴	مولانا غلام قادر، ناظم تعلیم القرآن والحدیث حمادیہ، کشور
۴۰۵	نثار احمد، جنرل سیکرٹری شیعہ علماء کونسل، کند کوٹ	۴۴۵	رشید احمد، ترجمان درگاہ شریف، کشور
۴۰۶	سید عاطف حسین شاہ، جعفریہ ضلعی صدر یوتھ ونگ، کشور	۴۴۶	مولانا صابر، مہتمم مدرسہ جامعۃ الرضا، کشور
۴۰۷	مولانا شمس الدین، مدرسہ عربیہ دار القرآن، کشور	۴۴۷	محمد ابراہیم، مہتمم مدرسہ عربیہ دار العلوم، کشور
۴۰۸	مولانا محمود اللہ، مہتمم مدرسہ عربیہ فیض العلوم، کند کوٹ	۴۴۸	نذیر احمد، مدرسہ قاسم العلوم حمادیہ، کشور
۴۰۹	مولانا محمد صلاح، مدرسہ عربیہ اشاعت الاسلام، کند کوٹ	۴۴۹	مولانا عبدالعزیز، مدرسہ دار العلوم حمادیہ، گھوٹکی
۴۱۰	حافظ رحمت اللہ، مہتمم مدرسہ عربیہ فیض القرآن ختم نبوت، کند کوٹ	۴۵۰	مولوی محمد اسحاق، مہتمم جامعہ انوار العلوم قاسمیہ، گھوٹکی
۴۱۱	مولانا نور محمد کرمی، جامع مسجد نور مصطفیٰ، کشور	۴۵۱	مولانا عبدالحفیظ جتوئی، مہتمم مدرسہ جامعہ احیاء العلوم حمادیہ، گھوٹکی
۴۱۲	غلام مصطفیٰ معاویہ، ضلعی صدر اہلسنت والجماعت، کند کوٹ	۴۵۲	مفتی حسین احمد، مہتمم مدرسہ جامعہ مدینہ تجوید القرآن، گھوٹکی
۴۱۳	قاری محمد شفیع، نائب مہتمم جامعہ دار الفیض، کند کوٹ	۴۵۳	مفتی سید حبیب اللہ شاہ، مدرسہ جامعہ عربیہ قاسم العلوم، گھوٹکی
۴۱۴	مولانا صابر علی عطاری، جامع مسجد فیضان جیلانیہ، کند کوٹ	۴۵۴	مفتی محمد عبدالکریم سعیدی، مہتمم مدرسہ انوار الاسلام، گھوٹکی
۴۱۵	مولانا زین العابدین طاہری، جامع مسجد فیضان مصطفیٰ، کند کوٹ	۴۵۵	مفتی جمیل احمد، مہتمم مدرسہ جامعہ محمودیہ مظاہر العلوم، ہنوٹ قل سٹی
۴۱۶	مولانا امان اللہ عطاری، مہتمم جامع مسجد نور گل، کند کوٹ	۴۵۶	قاری عبدالمالک عابد، مہتمم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ، ہنوٹ قل سٹی
۴۱۷	مولانا سید محمد عالم شاہ بخاری، مہتمم جامع مسجد خوشیہ، کند کوٹ	۴۵۷	علی بخش سجادی بھنبھوڑ، پرنسپل مدرسہ ولی العصر، سکھر
۴۱۸	مولانا ہوی محمد قادری، مدرسہ جامع مسجد خواجہ غریب نواز، کند کوٹ	۴۵۸	مولوی محمد رمضان نحانی، مہتمم جامعہ نحمانیہ، سکھر
۴۱۹	مولانا محمد اکرم قادری، مہتمم مدرسہ جامع مسجد رحمانیہ قادریہ، تنگوانی	۴۵۹	مفتی سعود الفضل مجیری، مدرسہ جامعہ حمادیہ، سکھر
۴۲۰	قاری محمد عابد قادری، جامع مسجد غوثیہ مدرسہ صدیقیہ رحمانیہ، جنیک آباد	۴۶۰	مولوی خاص حسین سومرو، گورنمنٹ شیعہ جامعہ مسجد، خیر پور
۴۲۱	مولانا وزیر احمد قادری، مہتمم جامع مسجد قادری، کند کوٹ	۴۶۱	مفتی عبدالشکور کھوسہ، جامعہ دار الھدیٰ، خیر پور
۴۲۲	حافظ حفیظ اللہ، مدرسہ حفظ القرآن قادریہ، کند کوٹ	۴۶۲	مفتی وسیم، جامع مسجد علی المرتضیٰ، علی پور / اسلام آباد
۴۲۳	حافظ جمال الدین چشتی، جامع مسجد نور مصطفیٰ، کند کوٹ	۴۶۳	مفتی کفیل، جامع مسجد حسنین، علی پور / اسلام آباد
۴۲۴	حافظ بلاول حسین، مدرسہ جیلانیہ قادریہ، کند کوٹ	۴۶۴	قاری عبدالمتین، جامع مسجد الکوثر، چک شہزاد، اسلام آباد
۴۲۵	شیر محمد کھوسو، مہتمم مدرسہ گلزار مدینہ، تنگوانی	۴۶۵	قاری عبدالباسط، جامع مسجد نیو ٹل، اسلام آباد
۴۲۶	فقیر رب نواز چشتی، مہتمم مدرسہ الحسنین، کند کوٹ	۴۶۶	مفتی نوشاد احمد، جامع مسجد مدنی، کھنہ پل، اسلام آباد
۴۲۷	مفتی محمد اقبال سعیدی، امام مہتمم مدنی مسجد مدرسہ فیض القرآن، کند کوٹ	۴۶۷	قاری توفیق معاویہ، جامع مسجد عمر فاروق، کھنہ پل، اسلام آباد
۴۲۸	مولانا غلام قاسم سعیدی، جامع مسجد حضرت بلال، کند کوٹ	۴۶۸	قاری عرفان اللہ، جامع مسجد حسنین کریمین، گولڑہ موڑ، اسلام آباد

۴۶۹.	حافظ عبدالرحیم، ادارہ مدینۃ العلم، ڈھوک فتح بخش، اسلام آباد	۵۱۱.	مفتی سعید الرحمٰن فاروقی، جامع مسجد ویسٹرج، راولپنڈی
۴۷۰.	مولانا سفیر احمد، جامع مسجد الفقہ، اسلام آباد	۵۱۲.	مفتی مظہر حسین، مسجد نور فاطمہ لال کرتی، راولپنڈی
۴۷۱.	مولانا صدیق، جامع مسجد نور، جی سکس نو، اسلام آباد	۵۱۳.	قاری محمد اویس، مسجد الحمدیہ چکری، راولپنڈی
۴۷۲.	مولانا عمران عباسی، جامع مسجد تقویٰ، جی سکس فور، اسلام آباد	۵۱۴.	علامہ عمران علی ہزاروی، جامع مسجد صدیق اکبرؓ چکری، راولپنڈی
۴۷۳.	مولانا وجیہ اللہ، جامع مسجد سیدنا محمد ﷺ، جی سیون فور، اسلام آباد	۵۱۵.	مولانا احسان الحق، جامع مسجد علی المرتضیٰ، چاکرہ، راولپنڈی
۴۷۴.	قاری انیس الرحمٰن، جامع مسجد سعد بن وقاص، جی سیون فور، اسلام آباد	۵۱۶.	مولانا عبدالرشید، جامع مسجد عمر بن عباس، کری روڈ، راولپنڈی
۴۷۵.	مولانا شیخ اللہ، مسجد امیر حمزہ، اسلام آباد	۵۱۷.	مولانا فضل عظیم، مسجد خلیفہ، گرجا روڈ، راولپنڈی
۴۷۶.	قاری عبدالشکور، مسجد عمر فاروق، جی سکس ون فور، اسلام آباد	۵۱۸.	مفتی عمران معاویہ، جامع مسجد امیر معاویہؓ، گرجا روڈ، راولپنڈی
۴۷۷.	قاری محمد نذیر، عثمان ذوالنورینؓ، جی سکس ون، اسلام آباد	۵۱۹.	مفتی عمران سلیم اللہ فاروقی، جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ، ایئر پورٹ سوسائٹی، راولپنڈی
۴۷۸.	مولانا محمد اسحاق، جامع مسجد مبین، جی سکس ون، اسلام آباد	۵۲۰.	مولانا محمد علی، مسجد حسنین ؓ ٹھنہ پل، راولپنڈی
۴۷۹.	قاری محمد نبی، جامع مسجد تقویٰ، جی سیون تھری، اسلام آباد	۵۲۱.	قاری ہدایت اللہ، مدرسہ عبداللہ بن عمرؓ، کارچوک، راولپنڈی
۴۸۰.	مولانا عبدالخالق، مسجد ابو بکر صدیقؓ، جی سیون تھری، اسلام آباد	۵۲۲.	مولانا فضل غفور، جامع مسجد عثمان ذوالنورینؓ، اسلام آباد
۴۸۱.	مولانا آصف عثمانی، جامع مسجد اسحاق، جی سیون تھری، اسلام آباد	۵۲۳.	حافظ شجاع الرحمٰن، مسجد عنایت اللہ، برما ٹاؤن، اسلام آباد
۴۸۲.	مفتی یاسر قاسمی، مسجد فاروق اعظم، جی ناین تھری، اسلام آباد	۵۲۴.	حافظ محمد شاہ، مسجد رحیمی، جی ایٹ ون، اسلام آباد
۴۸۳.	مولانا ذوالفقار، جامع مسجد عبداللہ بن مسعودؓ، جی ناین مرکز، اسلام آباد	۵۲۵.	فضل الٰہی، مدرسہ عبداللہ بن عمرؓ، کارچوک، راولپنڈی
۴۸۴.	مولانا حسنین، جامع مسجد عائشہ، جی ناین تھری، اسلام آباد	۵۲۶.	مولانا اسمٰعیل، درویش، صدر اہلسنت والجماعت خطیب جامع مسجد معاویہ، پشاور
۴۸۵.	قاری خلیل احمد، جامع مسجد ابوہریرہؓ، جی ناین مرکز، اسلام آباد	۵۲۷.	الحافظ القاری مولانا سبیح اللہ، خطیب جامع مسجد بلالؓ، اخون آباد، پشاور
۴۸۶.	مولانا محمد شوکت، مسجد حسنینؓ، رواٹ، اسلام آباد	۵۲۸.	مولانا سید صالح شاہ، خطیب جامع مسجد گنج علی خان، پشاور
۴۸۷.	مولانا عبداللہ خالق، مسجد ابودرداءؓ، رواٹ، اسلام آباد	۵۲۹.	مولانا سید صاحب، خطیب گورنر ہاؤس سٹاف کالونی، پشاور
۴۸۸.	مولانا عقیل خالق، جامع مسجد حسنؓ، اسلام آباد	۵۳۰.	مولانا محمد آصف، استاد جامع العلوم الاکرم خان، پشاور
۴۸۹.	قاری فضل کریم، جامع مسجد عبداللہ بن عباسؓ، رواٹ، اسلام آباد	۵۳۱.	مولانا محمد اسماعیل، صدر مدرس اقراء روضۃ الاطفال، پشاور
۴۹۰.	مولانا شہزاد عباسی، جامع مسجد ابو بکر صدیقؓ، بارہ کہو، اسلام آباد	۵۳۲.	ظہیر احمد، بیجرین گاؤں مدین، سوات
۴۹۱.	مولانا عبداللہ حنیف، مسجد طارق بن زیاد، اسلام آباد	۵۳۳.	قاری زاہد خان، جامع مسجد بکرین، سوات
۴۹۲.	مولانا شاہد عباسی، مسجد سیدہ فاطمہ، بارہ کہو، اسلام آباد	۵۳۴.	قاری عبدالکریم خان، تیمرہ گرو مسجد، سوات
۴۹۳.	مفتی فیصل صدیق، جامع مسجد جمیل الصمدی، بارہ کہو، اسلام آباد	۵۳۵.	قاری بشیر احمد، جامع مسجد دیرا پر، سوات
۴۹۴.	مولانا خطیب الرحمٰن، مسجد نور الامین، سترہ میل، اسلام آباد	۵۳۶.	قاری شیر احمد، تبلیغی مرکز لاری اڈہ، مانسہرہ
۴۹۵.	مولانا بابر خان، مسجد عائشہؓ، گرلوٹ، اسلام آباد	۵۳۷.	قاری طلحہ، نورانی مسجد، ایبٹ آباد
۴۹۶.	مولانا ولی اللہ، جامع مسجد صفہ، اسلام آباد	۵۳۸.	قاری کرم شاکر، جامع مسجد محمدی، عطار روڈ، ٹیکسلا
۴۹۷.	مفتی نذیر معاویہ، مسجد عمر فاروقؓ ترنول، اسلام آباد	۵۳۹.	مولانا عبدالمالک، علی مسجد، تھانہ کینٹ، نوشہرہ
۴۹۸.	قاری عطاالرحمٰن، مسجد ابوذر غفاریؓ، ترنول، اسلام آباد	۵۴۰.	قاری بخت آمین، جامع مسجد مدین، سوات
۴۹۹.	قاری شوکت ہزاروی، جامع مسجد ابوایوب انصاری، ترنول، اسلام آباد	۵۴۱.	قاری رحمت اللہ، جامع مسجد شین بازار، سوات
۵۰۰.	قاری عبید اللہ آزاد، مسجد ابوتراب، اسلام آباد	۵۴۲.	حافظ تاج ملوک، جامع مسجد خالد بن ولیدؓ، صوابی
۵۰۱.	مولانا عبداللہ فارقی، جامع مسجد باجی، اٹک تیرہ، اسلام آباد	۵۴۳.	مولانا صابر، مدرسہ خالد بن ولیدؓ، چارسدہ
۵۰۲.	قاری عبدالسمیع معاویہ، مسجد بلالؓ، محکمہ کالونی، اسلام آباد	۵۴۴.	مولانا فیصل خان، جامع مسجد چنڑ زئی، پشاور
۵۰۳.	مولانا تنویر احمد اعوان، مدرسہ دار القرآن، پھلڑ بتھاور، اسلام آباد	۵۴۵.	مولانا رحمان جان، جامع مسجد عمر زاذ عیر، چارسدہ
۵۰۴.	مولانا ابو بکر قاسمی، جامع مسجد سعد بن ابی وقاصؓ، اسلام آباد	۵۴۶.	مولانا بشیر، جامع مسجد سنگر گاؤں، چارسدہ
۵۰۵.	مولانا حق نواز خالد، مسجد حسنین کریمین، صدیق آباد، راولپنڈی	۵۴۷.	مولانا شاہد ریاض، تور ٹکر، جامع مسجد، چارسدہ
۵۰۶.	قاری عمر وقاص، جامع مسجد سیدہ حفصہ، مورگاہ، راولپنڈی	۵۴۸.	مولانا صاحبزادہ ابراہیم امین، استاد تور ٹکر مدرسہ، چارسدہ
۵۰۷.	قاری محمد ادریس، مسجد عبداللہ بن عمر، راولپنڈی	۵۴۹.	قاری رفیع اللہ حاجی، استاد تور ٹکر مدرسہ، چارسدہ
۵۰۸.	قاری عزیز الرحمٰن، جامع مسجد اسلامیہ صدر، راولپنڈی	۵۵۰.	مولانا نواب علی، جامع مسجد تور ڈھیر، صوابی
۵۰۹.	مولانا شہریار خان، مسجد عبداللہ کریم آباد، راولپنڈی	۵۵۱.	مولانا ابرار، جامع مسجد رزڑہ، صوابی
۵۱۰.	مفتی بلال، جامع مسجد نور اعظم معاویہ، راولپنڈی	۵۵۲.	مولانا عبدالرحیم، جامع مسجد گلہ گاؤں، صوابی

۵۵۳.	مفتی غنی الرحمٰن، مہتمم مدرسہ منیری، صوابی	۵۹۵.	مولانا حسنین، مدرسہ جامع حسنین، مانسہرہ
۵۵۴.	مولانا سبیح الرحمٰن، جامع مسجد یار حسین دولت، صوابی	۵۹۶.	امام مسجد، قاری نثار، سوسلی گلی، مانسہرہ
۵۵۵.	مولانا محب اللہ، مہتمم مدرسہ یار حسین جامع مسجد، صوابی	۵۹۷.	قاری ملک زر، جامع مسجد جدبار، ڈسٹرک تور غر
۵۵۶.	مولانا امان اللہ، مدرسہ تعلیم القرآن، پشاور	۵۹۸.	قاری عنائت الرحمٰن، جامع مسجد کالاگے، بجرین مدین، سوات
۵۵۷.	مفتی عبدالرزاق، امام خطیب مسجد عمر، پشاور	۵۹۹.	مولانا گوہر زمان، جامع مسجد دیر، تحصیل خال برکلے، دیر
۵۵۸.	مولانا امان اللہ خان، امام مسجد عنائیت کلے، باجوڑ ایجنسی	۶۰۰.	مولانا عبداللہ، امام مسجد برکلے بالا یرے دیر پائن، دیر
۵۵۹.	مولانا عبدالسلام، جامع مسجد بامونڈہ، باجوڑ ایجنسی	۶۰۱.	مولانا اسداللہ، امام مسجد بیلے جامع مسجد، دیر پائن خال، دیر
۵۶۰.	جامع مسجد بامونڈہ، مولانا سردار، باجوڑ ایجنسی	۶۰۲.	مولانا عبدالحمید، مدرسہ اسلامیہ، شاہ ماؤن کراچی
۵۶۱.	مولانا محمد نذیر، بلال مسجد، چارسدہ	۶۰۳.	حافظ محمد انوار سلان، جامع یوسفیہ، نارتھ کراچی
۵۶۲.	مولانا عبدالمالک حقانی، جامع مسجد نور حمان بابا، لیلونو، نوشہرہ	۶۰۴.	مفتی محمد عثمان، جامع یوسفیہ صدیقہ، گول ویسٹ کراچی
۵۶۳.	مولانا حسین مدنی، مسجد آمین خیل، نوشہرہ	۶۰۵.	مولانا محمد عمران، مدرسہ عثمان بن عفان، نارتھ ناظم آباد کراچی
۵۶۴.	قاری رحم ظاہر، مسجد لیسن کاڑے، نوشہرہ	۶۰۶.	مولانا مہر اللہ، جامع فاطمہ للبنات، نارتھ کراچی
۵۶۵.	قاری مدثر، مسجد لیسن کاڑے، نوشہرہ	۶۰۷.	مولانا حضور بخش، جامع عثمانیہ، ایسٹ کراچی
۵۶۶.	مولانا قاری طاہر، ملاکانان مسجد، نوشہرہ	۶۰۸.	مولانا امان اللہ خان، مدرسہ عمر ابن خطاب، لانڈھی کراچی
۵۶۷.	مولانا شاہ الرحمٰن، محلہ صدر فیل ڈاگے جدید، نوشہرہ	۶۰۹.	مولانا عبدالرزاق، مدرسہ سلمان، فارسی نارتھ کراچی
۵۶۸.	مولانا روح الامین، مسجد ابو بکر صدیق، نوشہرہ	۶۱۰.	مفتی محمد سلمان ہزاروی، جامع مسجد علی معاویہ، سینٹرل کراچی
۵۶۹.	مفتی اسفندیار، رشکہ اسپین جماعت، نوشہرہ	۶۱۱.	مولانا سعید الرحمٰن، مدرسہ ابوذر غفاری، ساؤتھ کراچی
۵۷۰.	مولانا مفتی شیر احمد، مدرسہ بنات العائشہ، محلہ شیرین کوٹی، نوشہرہ	۶۱۲.	مفتی محمد اقبال، جامع مبارکیہ تجوید القرآن، ساؤتھ کراچی
۵۷۱.	قاری اعجاز، مدرسہ نعمانیہ، بنڈہ نئی محلہ، نوشہرہ	۶۱۳.	مولانا محمد رشید، جامع العلوم اسلامیہ، ساؤتھ کراچی
۵۷۲.	قاری شبیر احمد، جامعہ مسجد بلال، چارسدہ	۶۱۴.	مولانا سید نور اللہ شاہ، جامع تحفیظ القرآن، منظور کالونی کراچی
۵۷۳.	مولوی طاہر، جامعہ ممبر مدرس شیر، جنگی، پشاور	۶۱۵.	مولانا آزاد خان، مدرسہ عبداللہ بن مسعود، ایسٹ کراچی
۵۷۴.	مولانا خیر اللہ، مدرس تحفیظ القرآن، پشاور	۶۱۶.	مولانا محمد سعید، مدرسہ انوار العلوم، ایسٹ کراچی
۵۷۵.	مولانا صلاح الدین، خطیب جامع مسجد ابو بکر صدیق فردوس، پشاور	۶۱۷.	مفتی محمد حنیف، مدرسہ عبداللہ بن عباس، ویسٹ کراچی
۵۷۶.	مولانا خیر البشر، امام خطیب جامع مسجد آشنا غری، پشاور	۶۱۸.	مولانا عبدالرحمٰن، مدرسہ رحیمیہ، منظور کالونی ایسٹ کراچی
۵۷۷.	مولانا محمد صدیق، جامع مسجد نوے گھڑی، پشاور	۶۱۹.	مفتی محمد معاذ، جامع جوریہ للبنات، ایسٹ کراچی
۵۷۸.	مولانا انور، مدرسہ تعلیم القرآن، لڑمہ، پشاور	۶۲۰.	مولانا محمد سعید، مدرسہ انوار القرآن، سینٹرل کراچی
۵۷۹.	مولوی عبدالوحید، مدرسہ تحفیظ القرآن، پندو چوک، پشاور	۶۲۱.	مفتی محمد شکیل، جامع علوم القرآن، سینٹرل کراچی
۵۸۰.	مولانا عزیز اللہ عزیزی، خطیب جامع مسجد الفاروق، چارسدہ	۶۲۲.	مفتی رحمت کریم، مدرسہ قاسم العلوم، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی
۵۸۱.	مولانا محمد آمین، امام مسجد عثمان، چارسدہ	۶۲۳.	مولانا صدیق الحسن، ادارہ القرآن الحدیث، سینٹرل کراچی
۵۸۲.	مولانا عبداللہ، جامع مسجد باجوڑ، سلار زون، پشاور	۶۲۴.	مولانا اور نگزیب رشید، مدرسہ جامع عثمان بن عفان، ملیر کراچی
۵۸۳.	مولانا احسان اللہ، جامع مسجد پائن تیمرہ گڑھ، دیر	۶۲۵.	مولانا محمد ضیاء الحق، مدرسہ تعلیم القرآن، ساؤتھ کراچی
۵۸۴.	قاری نظام الدین، جامع مسجد تورمنگ، دیر	۶۲۶.	مولانا محمد اسلام، جامع عمر بن خطاب، ساؤتھ کراچی
۵۸۵.	مولانا عبدالشکور، جامع مسجد کالونی، دیر پائن خال، دیر	۶۲۷.	مفتی برہان الدین، مدرسہ جامع اسلامیہ، ساؤتھ کراچی
۵۸۶.	مولانا نصیب اللہ، جامع مسجد منصور، بانڈہ دیر پائن خال، دیر	۶۲۸.	مولانا عبید الحق، جامعہ نظامیہ تعلیم القرآن، سینٹرل کراچی
۵۸۷.	مولانا نصیر احمد، جامع مسجد زیارت، دیر پائن خال، دیر	۶۲۹.	مولانا محمد قاسم، مدرسہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی
۵۸۸.	مولانا انتظام الحق، دارالعلوم، شیر گڑھ	۶۳۰.	مولانا محمد رحمت اللہ، مدرسہ عثمان بن عفان، کورنگی کراچی
۵۸۹.	قاری محمد قادر، جامع مسجد پیر انوالہ، درگئی	۶۳۱.	مولانا محمد فاروق، مدرسہ اسلامیہ، ساؤتھ کراچی
۵۹۰.	مولانا الیاس، جامع مسجد حمزہ، ہریانگوٹ، درگئی	۶۳۲.	مفتی عطاء محمد، جامع خیر المدارس، سینٹرل کراچی
۵۹۱.	مولانا اسلام گل، شیر گڑھ دارالعلوم، محلہ خیر آباد، درگئی	۶۳۳.	مفتی عثمان غنی، مدرسہ انوار الاسلام، کورنگی کراچی
۵۹۲.	مولانا فاروق شاہ، جامع مسجد ڈپو مین بازار، ایسٹ آباد	۶۳۴.	مولانا نور خان، مدرسہ جامع عطاریہ، ایسٹ کراچی
۵۹۳.	مولانا الطاف شاہ، جامع مسجد بٹل، سنگل کوٹ، مانسہرہ	۶۳۵.	مولانا عبدالقیوم، مدرسہ جامع عطاریہ، ساؤتھ کراچی
۵۹۴.	مولانا عبدالعزیز، جامع مسجد ھروڑی، بٹل، مانسہرہ	۶۳۶.	مولانا گل شیر، مدرسہ معراج الدین، ایسٹ کراچی

٦٣٧.	مولانا محمد فاروق، جامع عطاء الرحمٰن تفصی، سینٹرل کراچی	٦٧٩.	مولانا محمد فرید، تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی
٦٣٨.	مولانا محمد یوسف، مدرسہ اسلامیہ، ساؤتھ کراچی	٦٨٠.	مولانا محمد سجاد، مدرسہ تعلیم القرآن، ساؤتھ کراچی
٦٣٩.	مولانا محمد ایوب، مدرسہ شہادت القرآن، ملیر کراچی	٦٨١.	مولانا اللہ دتہ فاروقی، مدرسہ تحفیظ القرآن، بن قاسم ٹاؤن کراچی
٦٤٠.	مفتی محمد انور، مدرسہ تحفیظ القرآن، سینٹرل کراچی	٦٨٢.	مولانا محمد صدیق، روضۃ القرآن، شاہ فیصل کراچی
٦٤١.	مولانا اسداللہ، مدرسہ گلبہار، ساؤتھ کراچی	٦٨٣.	مولانا اسلام اللہ، مدرسہ جواہر القرآن، ایسٹ کراچی
٦٤٢.	علامہ سید ذیشان حیدری، امام بارگاہ نور ایمان، بھینس کالونی کراچی	٦٨٤.	مولانا محمد جنید، مدرسہ اسلامیہ، ایسٹ کراچی
٦٤٣.	مولانا جمشید رحمانی، جامع حنفیہ لانڈھی، نمبر ۴ ملیر کراچی	٦٨٥.	مفتی محمد عمران، مدرسہ جامع عثمان بن عفان، قیوم آباد کراچی
٦٤٤.	مولانا امان اللہ گلشتی، مدرسہ جامع بنات السلام من، لانڈھی کراچی	٦٨٦.	مولانا محمد طارق، مدرسہ تعلیم القرآن، ویسٹ کراچی
٦٤٥.	مفتی محمد عیسیٰ، مدرسہ جامع انوار العلوم، بن قاسم کراچی	٦٨٧.	مولانا عبدالودود، مدرسہ امداد الودود، ناظم آباد کراچی
٦٤٦.	علامہ مفتی شبیر القادری، مدرسہ خلفائے راشدین، بن قاسم کراچی	٦٨٨.	قاری غلام اللہ، جامع علی المرتضیٰ، ناظم آباد کراچی
٦٤٧.	مولانا سید عبید شاہ شیر ازی، جامعہ عثمانیہ، بن قاسم ٹاؤن کراچی	٦٨٩.	مولانا حافظ محمد اصغر، تعلیم القرآن، کراچی
٦٤٨.	مولانا محمد عدنان یحییٰ لوی، مدرسہ انوار القرآن، بن قاسم ٹاؤن کراچی	٦٩٠.	مفتی حبیب الرحمٰن، مدرسہ دارالقرآن، نارتھ ناظم آباد کراچی
٦٤٩.	مولانا مفتی حزب الرحمان چشتی، مدرسہ فیضان فاروق اعظم، بن قاسم ٹاؤن کراچی	٦٩١.	مولانا حبیب الرشید، مدرسہ عثمانیہ، نارتھ ناظم آباد کراچی
٦٥٠.	مولانا اکرم سعیدی، مدرسہ فیضان المرتضیٰ گلشن حدید، بن قاسم ٹاؤن کراچی	٦٩٢.	مولانا محمد ہادی، مدرسہ عزیزیہ اسلامیہ، نارتھ ناظم آباد کراچی
٦٥١.	حافظ قاری محمد اقبال، مدرسہ فرقانیہ، بن قاسم ٹاؤن کراچی	٦٩٣.	مولانا محمد احمد، مدرسہ فاطمہ للبنات، گلشن اقبال کراچی
٦٥٢.	قاری حیدر زمان، مدرسہ ام القرآن، لانڈھی کراچی	٦٩٤.	قاری محمد سعید، مدرسہ معاویہ تعلیم القرآن، لانڈھی کراچی
٦٥٣.	مولانا آصف، مدرسہ جامعہ ابو بکر، لانڈھی کراچی	٦٩٥.	مولانا گل فاروق، جامعہ اسلامیہ تعلم القرآن، ویسٹ کراچی
٦٥٤.	مولانا نور الحق، مدرسہ جامعہ امام اعظم ابو حنیفہ، لانڈھی کراچی	٦٩٦.	مولانا عبداللہ، مدرسہ عبیدیہ، ویسٹ کراچی
٦٥٥.	مولانا نور الرحمٰن، مدرسہ جامع علویہ، لانڈھی کراچی	٦٩٧.	مولانا محمد آفتاب، جامع دارالعلوم رشیدیہ، ایسٹ کراچی
٦٥٦.	مولانا قاسم فقیر، مدرسہ جامعہ امام شافی، لانڈھی کراچی	٦٩٨.	مولانا محمد فاروق، دارالعلوم فاروقیہ رشیدیہ، ایسٹ کراچی
٦٥٧.	مولانا محمد خان، جامعہ ثمانیہ، لانڈھی کراچی	٦٩٩.	مولانا سراج الرحمٰن، تعلیم الاسلامیہ، بلدیہ ٹاؤن، ویسٹ کراچی
٦٥٨.	مولانا کرام اللہ خٹیلوی، مدرسہ عثمانیہ، لانڈھی کراچی	٧٠٠.	مولانا عزیز الرحمٰن عابد، مدرسہ صدیقہ، نارتھ ناظم آباد کراچی
٦٥٩.	مولانا شاہ زیب الرحمٰن، مدرسہ کتب العلوم، لانڈھی کراچی	٧٠١.	مولانا عطاء الحق، جامعہ ابوہریرہ، ایسٹ کراچی
٦٦٠.	مولانا محمد عمیر، جامعہ عمر بن خطاب، لانڈھی کراچی	٧٠٢.	مفتی عبدالحمید، مدرسہ محمدیہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی
٦٦١.	مولانا انور شاہ، مدرسہ جامعہ زید بن ثابتؓ، لانڈھی کراچی	٧٠٣.	مولانا رحیم اللہ خان، مدرسہ روضۃ الاطفال، سینٹرل کراچی
٦٦٢.	مولانا محمد اکبر، مدرسہ روضۃ الاطفال، سینٹرل کراچی	٧٠٤.	مفتی عبدالصمد، مدرسہ تعلیم القرآن، ساؤتھ کراچی
٦٦٣.	مفتی محمد عمران، جامع رشیدیہ، ساؤتھ کراچی	٧٠٥.	مولانا عزیز الرحمٰن، مدرسہ تعلیم القرآن، سینٹرل کراچی
٦٦٤.	مولانا محمد یوسف، جامع امام ابو حنیفہ، ساؤتھ کراچی	٧٠٦.	مولانا حافظ عبدالرحیم، جامعہ یوسفیہ، سینٹرل کراچی
٦٦٥.	مولانا عبید الرحمٰن، مدرسہ جنت الاسامیہ، ساؤتھ کراچی	٧٠٧.	مولانا شیر اللہ خان، مدرسہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی
٦٦٦.	مولانا رحمٰن اللہ خان، مدرسہ انوار القرآن، سینٹرل کراچی	٧٠٨.	مولانا محمد دانش، جامعہ اظہر العلوم، ایسٹ کراچی
٦٦٧.	مفتی عبید اللہ، مدرسہ عثمان ابن بن عفان، ویسٹ کراچی	٧٠٩.	مفتی عزیز الرحمٰن، مدرسہ حبیبیہ، ایسٹ کراچی
٦٦٨.	مولانا انس حبیب، مدرسہ اویس کرنی، ویسٹ کراچی	٧١٠.	مولانا شیخ محمد، جامعہ اظہار القرآن، کراچی
٦٦٩.	مولانا منیر احمد، مدرسہ تجوید القرآن اسلامیہ، ساؤتھ کراچی	٧١١.	مفتی عبدالحمید، مدرسہ عربیہ، ایسٹ کراچی
٦٧٠.	مولانا غلام اللہ، مدرسہ فاروقیہ، سینٹرل کراچی	٧١٢.	مولانا اظہار الحق، جامع دارالقرآن، ساؤتھ کراچی
٦٧١.	مولانا رحمت اللہ، مدرسہ انوار القرآن، ویسٹ کراچی	٧١٣.	مفتی حیدر رشید، جامعہ دارالعلوم، ساؤتھ کراچی
٦٧٢.	مولانا محمد علی شاہ، مدرسہ قوبی، سینٹرل کراچی	٧١٤.	مفتی عبدالحمید، مدرسہ تجوید القرآن، سینٹرل کراچی
٦٧٣.	مولانا پیر زادہ سائیں، مدرسہ تعلیم القرآن للبنین، ایسٹ کراچی	٧١٥.	مفتی محمد موسیٰ، مدرسہ حفظ القرآن، سینٹرل کراچی
٦٧٤.	مولانا محمد نوید، مدرسہ محمدیہ تعلیم قرآن، ساؤتھ کراچی	٧١٦.	مولانا سردار عالم، مدرسہ تعلیم القرآن، ساؤتھ کراچی
٦٧٥.	مفتی سید حسین شاہ، مدرسہ جامعہ حنیفہ، کورنگی کراچی	٧١٧.	مفتی محمد عباس، مدرسہ اصحاب قدر، ایسٹ کراچی
٦٧٦.	مولانا حافظ عبدالرزاق، مدرسہ ابو بکر صدیق، سینٹرل کراچی	٧١٨.	مفتی محمد شمیم، مدرسہ جامعہ رشیدیہ، ویسٹ کراچی
٦٧٧.	مولانا محمد رضوان، مدرسہ خالد بن ولید، سینٹرل کراچی	٧١٩.	مولانا محمد فیاض الحق، مدرسہ دارالقرآن، ساؤتھ کراچی
٦٧٨.	مولانا عبدالرحمٰن، مدرسہ تعلیم المصطفیٰ، کورنگی کراچی	٧٢٠.	مفتی عبدالرشید، مدرسہ رحمانیہ، ساؤتھ کراچی

۷۶۱۔	مولانا محمد نعمان، مدرسہ علی المرتضیٰ، ویسٹ کراچی	۷۶۳۔	مولانا سید اویس کرنی، مدرسہ جامعہ حنفیہ، ایسٹ کراچی
۷۶۲۔	مفتی ریاست علی، جامعہ قدوسیہ، ایسٹ کراچی	۷۶۴۔	مولانا عزیز الرحمٰن، جامعہ درویشہ، ایسٹ کراچی
۷۶۳۔	مولانا محمد یوسف، جامع امام ابو حنیفہ، ساؤتھ کراچی	۷۶۵۔	مولانا محمد قاسم قاسمی، مدرسہ قاسمیہ رشیدیہ، ایسٹ کراچی
۷۶۴۔	مولانا حسن اللہ، مدرسہ ترتیب القرآن، ایسٹ کراچی	۷۶۶۔	مولانا سید نور حسن برمی، مدرسہ خالد بن ولید، ایسٹ کراچی
۷۶۵۔	مولانا محمد بلال، مدرسہ العربیہ دارالعلوم، ویسٹ کراچی	۷۶۷۔	مولانا مفتی فیض اللہ آزاد، مدرسہ جامعہ حسینیہ، ایسٹ کراچی
۷۶۶۔	مفتی عبید اللہ، مدرسہ عثمان بن عفان، ویسٹ کراچی	۷۶۸۔	مولانا محمد شفیق الرحمٰن کشمیری، جامعہ صدیقیہ ناظم آباد، ایسٹ کراچی
۷۶۷۔	مولانا انس حبیب، مدرسہ اویس کرنی، ویسٹ کراچی	۷۶۹۔	مولانا محمد سعید احمد، مدرسہ انوار العلوم رحمانیہ، ایسٹ کراچی
۷۶۸۔	مفتی حاجی حسن، مدرسہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی	۷۷۰۔	مولانا عبدالرحمٰن، مدرسہ دارالعلوم رحمانیہ، ایسٹ کراچی
۷۶۹۔	مولانا محمد رضوان، مدرسہ المنورہ، ساؤتھ کراچی	۷۷۱۔	مولانا محمد آصف ندیم، مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ، ایسٹ کراچی
۷۷۰۔	مولانا کلیم اللہ، جامعہ دارالعلوم فاروقیہ، ویسٹ کراچی	۷۷۲۔	مولانا فضل الرحمٰن، مدرسہ جامعہ صفہ، ایسٹ کراچی
۷۷۱۔	مفتی امتیاز الدین، مدرسہ العربیہ اشرفیہ، ساؤتھ کراچی	۷۷۳۔	مولانا حکیم، مدرسہ انوار الصحابہ، ایسٹ کراچی
۷۷۲۔	مولانا نورالامین، مدرسہ تعلیم القرآن، ساؤتھ کراچی	۷۷۴۔	مولانا عمر فاروق کیانی، مدرسہ العربیہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی
۷۷۳۔	مولانا محمد دین، مدرسہ جوہر القرآن، ساؤتھ کراچی	۷۷۵۔	مولانا عبداللہ حنفی، جامعہ اشرفیہ، ایسٹ کراچی
۷۷۴۔	مولانا محمد ظفر، مدرسہ جواہر القرآن ڈسٹرکٹ، ساؤتھ کراچی	۷۷۶۔	مولانا محمد شاہجہان، مدرسہ دارالہدیٰ، ایسٹ کراچی
۷۷۵۔	مفتی عطاء اللہ، مدرسہ روضۃ القرآن، ویسٹ کراچی	۷۷۷۔	مفتی محمد شفیق، جامعہ فاطمہ للبنات، ساؤتھ کراچی
۷۷۶۔	مولانا عبدالکریم، جامعہ یوسفیہ طارق القرآن، کورنگی کراچی	۷۷۸۔	مولانا سلیم اللہ، فیضان رضا حسینیہ، ساؤتھ کراچی
۷۷۷۔	مولانا زکریہ، مدرسہ روضۃ القرآن رحمانیہ، ساؤتھ کراچی	۷۷۹۔	مفتی محمد شاہ، مدرسہ تعلیم القرآن، ساؤتھ کراچی
۷۷۸۔	مولانا محمد حنیف، مدرسہ زینت القرآن، ساؤتھ کراچی	۷۸۰۔	مولانا محمد شعیب خان، دارالعلوم رحمانیہ، ایسٹ کراچی
۷۷۹۔	مفتی عبدالرحمٰن، مدرسہ دارالعلوم رحمانیہ، سینٹرل کراچی	۷۸۱۔	مفتی محمد تقی، مدرسہ جامع محمد، ایسٹ کراچی
۷۸۰۔	مولانا سید گل نبی شاہ، جامع انوار العلوم، ویسٹ کراچی	۷۸۲۔	مولانا محمد احمد، مدرسہ اسلامیہ قرآنیہ رضویہ عطاریہ، ایسٹ کراچی
۷۸۱۔	مفتی محمد احمد، مدرسہ حسان العلوم، سینٹرل کراچی	۷۸۳۔	مفتی عبدالکریم، جامعہ عبدیہ، ساؤتھ کراچی
۷۸۲۔	مولانا محمد عیسیٰ، مدرسہ ترتیب القرآن، کورنگی کراچی	۷۸۴۔	مولانا عبدالرحمٰن، مدرسہ خالد بن ولید، سینٹرل کراچی
۷۸۳۔	مفتی سید کریم، مدرسہ دارالقرآن، سینٹرل کراچی	۷۸۵۔	مفتی عبدالقیوم، عبیدالرحمٰن بن رؤف، ساؤتھ کراچی
۷۸۴۔	مفتی نور ولی، مدرسہ عبداللہ بن مسعود، ساؤتھ کراچی	۷۸۶۔	مفتی عطاء الرحمٰن حنیف، مدرسہ جامعہ علی المرتضیٰ، اورنگی کراچی
۷۸۵۔	مفتی ضیاء الدین، جامعہ اسلامیہ نعمانیہ، ایسٹ کراچی	۷۸۷۔	مولانا فضل الرحمٰن، مدرسہ جامع اسلامیہ التحسین القرآن، ساؤتھ کراچی
۷۸۶۔	مفتی عبدالستار، مدرسہ جامعہ صدیقیہ اکبریہ، کورنگی کراچی	۷۸۸۔	مولانا محمد حسن، جامع باب رحمت، ایسٹ کراچی
۷۸۷۔	مولانا اسلام شاہ، مدرسہ رشیدیہ، ایسٹ کراچی	۷۸۹۔	مولانا اللہ رکھیو، مدرسہ ام القرآن، ملیر کراچی
۷۸۸۔	مفتی محمد عرفان، جامعہ محمدیہ، سینٹرل کراچی	۷۹۰۔	مفتی محمد عیسیٰ، جامع دارالعلوم قاسمیہ، ایسٹ کراچی
۷۸۹۔	مفتی نذر احمد، مدرسہ محمد بن قاسم، ساؤتھ کراچی	۷۹۱۔	مولانا نور، مدرسہ المصطفیٰ القرآن، ایسٹ کراچی
۷۹۰۔	مفتی محمد بلال رشید، جامع اسلامیہ الفتاح، ساؤتھ کراچی	۷۹۲۔	مفتی حفیظ الرحمٰن، جامعہ محمودیہ، ایسٹ کراچی
۷۹۱۔	مفتی محمد اشرف صدیقی، اقرا روضۃ القرآن عطاریہ، سینٹرل کراچی	۷۹۳۔	مفتی محمد صہبا رحمانی، مدرسہ جامعہ حقانیہ، کورنگی کراچی
۷۹۲۔	مولانا محمد ہارون، مدرسہ جامع طیبہ، ویسٹ کراچی	۷۹۴۔	مولانا محمد فرید خان صاحب، مدرسہ انوار الصحابہ، کورنگی کراچی
۷۹۳۔	مولانا محمد کاشف خان، جامع القرآن، ایسٹ کراچی	۷۹۵۔	مفتی محمد اویس، مدرسہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی
۷۹۴۔	مفتی محمد معاذ، جامعہ جویریہ للبنات، ایسٹ کراچی	۷۹۶۔	مولانا محمد خلیل، مدرسہ دارالعلوم، ملیر کراچی
۷۹۵۔	مولانا عاصم توحیدی، مدرسہ صوت القرآن، ویسٹ کراچی	۷۹۷۔	مفتی عبدالسلام، جامع تعلیم القرآن عطاریہ، سینٹرل کراچی
۷۹۶۔	مفتی محمد عثمان، جامع سعد ابن ابی وقاص، سینٹرل کراچی	۷۹۸۔	مولانا عبداللہ صدیقی، مدرسہ خلفائے راشدین، کراچی
۷۹۷۔	مولانا یوسف کشمیری، مدرسہ امام اعظم ابو حنیفہ، ایسٹ کراچی	۷۹۹۔	مولانا نور ولی، جامع مسجد نور، ایسٹ کراچی
۷۹۸۔	مولانا عمر فاروق، مدرسہ خلفائے راشدین، ایسٹ کراچی	۸۰۰۔	مولانا عبداللہ جبار، جامع فتح، ساؤتھ کراچی
۷۹۹۔	مولانا لقمان حیدر، جامعہ درویشہ، ایسٹ کراچی	۸۰۱۔	مولانا اقبال احمد، تعلیم القرآن، سینٹرل کراچی
۸۰۰۔	مولانا محمد آصف حکیم، مدرسہ امداد العلوم، کراچی	۸۰۲۔	مولانا رحیم الدین، فیضان رحمان اکیڈمی، شاہ فیصل کالونی کراچی
۸۰۱۔	مولانا محمد قاسم، مدرسہ امہات المومنین، ایسٹ کراچی	۸۰۳۔	مفتی محمد ابراہیم، مدرسہ نور القرآن، ویسٹ کالونی کراچی
۸۰۲۔	مولانا سید عاصم شاہ، مدرسہ جامعہ مصباح العلوم، ایسٹ کراچی	۸۰۴۔	مولانا محمد فاروق، دارالعلوم جامعہ محمدیہ، ساؤتھ کراچی

۸۰۵.	مولانا حبیب الرحمٰن، مدرسہ جامعہ عثمانیہ، ایسٹ کراچی	۸۴۷.	مولانا عبید اللہ سوانی، عائشہ صدیقہ للبنات، سینٹرل کراچی
۸۰۶.	مفتی محمد احمد، مدرسہ ابو بکر صدیق، سینٹرل کراچی	۸۴۸.	مولانا حضرت حسین، جامعہ انوار القرآن، کورنگی کراچی
۸۰۷.	مولانا محمد رشید، جامع العلوم اسلامیہ، ساؤتھ کراچی	۸۴۹.	مفتی حبیب اللہ، مدرسہ عزیزیہ، ویسٹ کراچی
۸۰۸.	مولانا سید نور اللہ شاہ، جامع تحفیظ القرآن، کراچی	۸۵۰.	مولانا عبد اللہ عزیز، مدرسہ حفظ القرآن، شاہ فیصل کالونی کراچی
۸۰۹.	مولانا محمد افضل، جامع مدرسہ اقصیٰ، ملیر کراچی	۸۵۱.	مولانا محمد رفیق خان، مدرسہ اویس کرنی، ساؤتھ کراچی
۸۱۰.	مولانا عبید اللہ، مدرسہ عبیدیہ، ویسٹ کراچی	۸۵۲.	مولانا محمد بن ابراہیم، مدرسہ اقرا نور الہدیٰ، سینٹرل کراچی
۸۱۱.	مولانا وزیر گل، جامعہ اکبریہ صدیقیہ، ایسٹ کراچی	۸۵۳.	مولانا حسین احمد، مدرسہ سراج الاسلام، سینٹرل کراچی
۸۱۲.	مولانا شاہد خان، جامع للبنات العثمانیہ، گلشن بہار کراچی	۸۵۴.	مفتی عبد الحمید، جامعہ دار العلوم قاسمیہ، ویسٹ کراچی
۸۱۳.	مولانا محمد اسماعیل، مدرسہ قاسم العلوم، سینٹرل کراچی	۸۵۵.	مولانا قاری حق نواز صاحب، جامعہ فاروقیہ، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی
۸۱۴.	مولانا ہارون رشید، جامعہ رشیدیہ للبنات، سینٹرل کراچی	۸۵۶.	مولانا سیف اللہ گلگتی، جامعہ عمر، ملیر کراچی
۸۱۵.	مولانا محمد شفیق الرحمٰن، جامعہ صدیقیہ، ایسٹ کراچی	۸۵۷.	مولانا انعام اللہ خان، مدرسہ عثمانیہ، ملیر کراچی
۸۱۶.	مولانا مرزا علی، جامعہ انوار الحق، ایسٹ کراچی	۸۵۸.	مولانا رفیق خان، مدرسہ عطاء العلوم، ملیر کراچی
۸۱۷.	مولانا سعید اللہ، مدرسہ عائشہ، ویسٹ کراچی	۸۵۹.	مولانا رفیق قاری، مدرسہ فیضان اولیاء، ملیر کراچی
۸۱۸.	مولانا سعید الرحمٰن، مدرسہ خالد بن ولید، ویسٹ کراچی	۸۶۰.	علامہ خالد بن ولید سلفی، مدرسہ فاروق اعظم، ملیر کراچی
۸۱۹.	مولانا محمد رحیم، جامعہ جمال القرآن، ویسٹ کراچی	۸۶۱.	مفتی محمد اقبال، مدرسہ اصحاب صفہ عبد اللہ، ملیر کراچی
۸۲۰.	مفتی حمید الاسلام، جامعہ امام ابو یوسف، ایسٹ کراچی	۸۶۲.	مولانا محمد الیاس، رضوی، مدرسہ امام احمد رضا خان، ملیر کراچی
۸۲۱.	مولانا عبد الرحیم، جامعہ رحیمیہ، ملیر کراچی	۸۶۳.	مولانا عبد اللہ حنفی، مدرسہ عبیدیہ رضویہ، ملیر کراچی
۸۲۲.	مولانا عزیز، مدرسہ محمدیہ، ویسٹ کراچی	۸۶۴.	مولانا عزیز الرحمٰن، مدرسہ علی المرتضیٰ، ملیر کراچی
۸۲۳.	مفتی ظفر اقبال، مدرسہ اسلامیہ تجوید القرآن، ملیر کراچی	۸۶۵.	مولانا سہیل انور نقشبندی، مدرسہ سعد بن ابی وقاص، ملیر کراچی
۸۲۴.	مولانا انعام اللہ خان، مدرسہ سریۃ الہلال، ویسٹ کراچی	۸۶۶.	مولانا عبد اللہ جان، مدرسہ امہانی، ملیر کراچی
۸۲۵.	مولانا عبد اللہ، مدرسہ تعلیم القرآن، کورنگی کراچی	۸۶۷.	مولانا انوار الحق خفائی، مدرسہ جامعہ ام القرآن، ملیر کراچی
۸۲۶.	قاری عبد الرؤف، مدرسہ اشرفیہ، کورنگی کراچی	۸۶۸.	مولانا عبد الماجد نقشبندی، مدرسہ علی المرتضیٰ، ملیر کراچی
۸۲۷.	مولانا عبد الرشید، دار العلوم صدیق اکبر، ویسٹ کراچی	۸۶۹.	مولانا عبد الرزاق ہزاروی، مدرسہ جامعہ قاسمیہ، ملیر کراچی
۸۲۸.	مولانا بشیر احمد، مدرسہ بلال، کورنگی کراچی	۸۷۰.	مولانا عبد الحق فاروقی، مدرسہ امام محمد، ملیر کراچی
۸۲۹.	مولانا عالم زیب، جامعہ اشرف المدارس، ایسٹ کراچی	۸۷۱.	علامہ خادم علی رضوی، مدرسہ جامعہ رضویہ، ملیر کراچی
۸۳۰.	مولانا سرتاج، مدرسہ ابراہیمی، ایسٹ کراچی	۸۷۲.	مولانا عبد الماجد، جامعہ محمودیہ برکات مدینہ، ملیر کراچی
۸۳۱.	مولانا غلام قادر، جامعہ ضیاء العلوم، کورنگی کراچی	۸۷۳.	مولانا سعید العالم، مدرسہ لوہانی، ایسٹ کراچی
۸۳۲.	مولانا سلیم اللہ عتابتی، مدرسہ دار العلوم حلیمہ، ویسٹ کراچی	۸۷۴.	مولانا بشیر احمد، مدرسہ لقمان حکیم، کورنگی کراچی
۸۳۳.	مولانا محمد زاہد، مدرسہ شمیم فاطمہ، ویسٹ کراچی	۸۷۵.	مولانا شیر علی شاہ، مدرسہ حاجی شاہ محمد، ساؤتھ کراچی
۸۳۴.	مولانا محمد شفیق اللہ، مدرسہ ضیاء العلوم، ایسٹ کراچی	۸۷۶.	مولانا حبیب الرحمٰن، مدرسہ انوار العلوم، ایسٹ کراچی
۸۳۵.	مولانا محمد عثمان فاروق، مدرسہ ام عمارہ للبنات، ایسٹ کراچی	۸۷۷.	مولانا صباح اللہ، مدرسہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی
۸۳۶.	مولانا علی خان، انوار الاسلام رضویہ، ایسٹ کراچی	۸۷۸.	مولانا عبد الخالق، مدرسہ فاتح القرآن، ایسٹ کراچی
۸۳۷.	مولانا محمد اشرف خان، جامعہ عثمانیہ، ساؤتھ کراچی	۸۷۹.	مولانا امداد اللہ، مدرسہ دار العلوم امدادیہ، ملیر کراچی
۸۳۸.	مولانا محمد شعیب، دار العلوم رحمانیہ، ایسٹ کراچی	۸۸۰.	مولانا عبد الحکیم، مدرسہ دار العلوم، ملیر کراچی
۸۳۹.	مولانا محمد فاروق، جامعہ انوار القرآن، ایسٹ کراچی	۸۸۱.	مولانا عبد الہادی، جامعہ عربیہ دار العلوم، ایسٹ کراچی
۸۴۰.	مفتی محی الدین، مدرسہ جامع عطاریہ، ساؤتھ کراچی	۸۸۲.	مولانا محمد حاکم، مدرسہ قادریہ، کورنگی کراچی
۸۴۱.	مفتی عبد الکریم، جامعہ عبیدیہ، ساؤتھ کراچی	۸۸۳.	مولانا عبد الباسط، مدرستہ العربیہ باب السلام، کورنگی کراچی
۸۴۲.	مولانا عبید اللہ رشید، مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ، ویسٹ کراچی	۸۸۴.	مولانا الیاس احمد خان، مدرسہ شہداء البدر، ایسٹ کراچی
۸۴۳.	مفتی عبد القیوم، مدرسہ عبید الرحمٰن بن رؤف، ساؤتھ کراچی	۸۸۵.	مولانا نظام الدین، جامعہ اشرفیہ، ملیر کراچی
۸۴۴.	مولانا محمد حضرت آگاڑی، مدرسہ تعلیم القرآن، سینٹرل کراچی	۸۸۶.	مولانا حافظ طاہر عبد اللہ، مدرسہ دار القرآن، سینٹرل کراچی
۸۴۵.	مفتی عبد الحکیم عباسی، مدرسہ سابق القرآن، سینٹرل کراچی	۸۸۷.	مولانا محمد شہزاد، اقرا جنت الاطفال، ایسٹ کراچی
۸۴۶.	مولانا گلشاں خان، انوار المدارس، سینٹرل کراچی	۸۸۸.	مولانا محمد عثمان، مدرسہ عثمانیہ، ساؤتھ کراچی

۸۸۹.	مولانا ملک محمد رضوان، مدرسہ ریاض الجنہ، ویسٹ کراچی	۹۳۱.	مولانا علی حسن، مدرسہ محمدیہ، ایسٹ کراچی
۸۹۰.	مولانا حافظ یوسف، مدرسہ حضرت عائشہ صدیقہ، ایسٹ کراچی	۹۳۲.	مولانا حزب الرحمٰن، مدرسہ صدیقیہ، ملیر کراچی
۸۹۱.	مولانا اللہ یار گول، مدرسہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی	۹۳۳.	مولانا شیر غازی، مدرسہ مبلغ العلوم، ملیر کراچی
۸۹۲.	مفتی عبدالستار، مدرسہ شاہ حسنین کریمین، کراچی	۹۳۴.	مولانا سلیم اللہ قریشی، مدرسہ جواہر القرآن، ملیر کراچی
۸۹۳.	مولانا نورالامین، مدرسہ ام حبیبہ، ایسٹ کراچی	۹۳۵.	مفتی عمر فاروقی، مدرسہ مصباح القرآن، ملیر کراچی
۸۹۴.	مولانا سعید اللہ، مدرسہ دارالعلوم عثمان غنی، ایسٹ کراچی	۹۳۶.	مولانا اقبال اللہ، مدرسہ عثمانیہ معین آباد، ملیر کراچی
۸۹۵.	مولانا گل رحمان، مدرسہ حفصہ للبنات، لانڈھی کراچی	۹۳۷.	مولانا زرین شاہ، مدرسہ اسلامیہ بلال کالونی، ملیر کراچی
۸۹۶.	مولانا عبدالشکور، جامعہ الحبیب، ایسٹ کراچی	۹۳۸.	مولانا عبید اللہ خان، مدرسہ عزیزیہ، بن قاسم ٹاؤن کراچی
۸۹۷.	مولانا عنایت الرحمٰن، جامعۃ الحبیب، ایسٹ کراچی	۹۳۹.	مولانا رفیق اللہ خان، مدرسہ دارالقرآن، ملیر کراچی
۸۹۸.	مولانا بخت منیر خان، مدرسہ العلوم، ویسٹ کراچی	۹۴۰.	مولانا مفتی رحیم اللہ صدیقی، مدرسہ رحیمیہ صدیقیہ، ملیر کراچی
۸۹۹.	مفتی محمد عاطف، مدرسہ مدینہ، ایسٹ کراچی	۹۴۱.	مفتی عبدالرحیم شاہ، مدرسہ خلفائے راشدین، ملیر کراچی
۹۰۰.	مولانا محمد اسلم، مدرسہ تعلیم القرآن، کورنگی کراچی	۹۴۲.	مفتی غلام اللہ خان، مدرسہ خلفائے راشدین، کراچی
۹۰۱.	مولانا سلمان احمد، مدرسہ سیدہ اشرف العلوم، کورنگی کراچی	۹۴۳.	مولانا حضرت ولی ہزاروی، مدرسہ انوار العلوم، ملیر کراچی
۹۰۲.	مولانا زاہد اللہ، جامعہ اسلامیہ، ساؤتھ کراچی	۹۴۴.	مفتی عطاء اللہ نقشبندی، مدرسہ فرقانیہ، ملیر کراچی
۹۰۳.	مفتی محمد وسیم، مدرسہ ابی ناصر فلک، ساؤتھ کراچی	۹۴۵.	مولانا سہیل شاہ، مدرسہ حنفیہ رضویہ، ملیر کراچی
۹۰۴.	مولانا شیر محمد، مدرسہ محمودیہ، ایسٹ کراچی	۹۴۶.	مولانا عبدالباقی، مدرسہ چراغ العلوم، ملیر کراچی
۹۰۵.	مولانا مصباح اللہ، جامعہ للبنات، ساؤتھ کراچی	۹۴۷.	مولانا امیر معاویہ، مدرسہ معہد الفقیر، لانڈھی کراچی
۹۰۶.	مولانا عبدالقادر، مدرسہ رحمانیہ، ساؤتھ کراچی	۹۴۸.	مولانا غلام قادری، مدرسہ فاروقیہ، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی
۹۰۷.	مولانا منظور حسین، مدرسہ عظمت القرآن، ایسٹ کراچی	۹۴۹.	مفتی محمد قاسم فاروقی، مدرسہ جامعہ علی و معاویہ، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی
۹۰۸.	مولانا مفتی محمد اسلم، مدرسہ زینت القرآن، ساؤتھ کراچی	۹۵۰.	مفتی محمد عمران ہزاروی، مدرسہ عائشہ للبنات، ملیر کراچی
۹۰۹.	مولانا عبدالرؤف خان، مدرسہ دارارقم، ساؤتھ کراچی	۹۵۱.	مفتی محمد اسحاق بھاپوری، مسجد القمی مدرسہ اسلامیہ، ملیر کراچی
۹۱۰.	مولانا محمد اعجاز، مدرسہ خیر المنزل، ساؤتھ کراچی	۹۵۲.	مفتی عنایت اللہ، مدرسہ دارالعلوم، ایسٹ کراچی
۹۱۱.	مولانا خلیل احمد، اوارہ دارالقرآن، سینٹرل کراچی	۹۵۳.	مولانا محمد عرفان، مدرسہ اسلامیہ، نیو کراچی کراچی
۹۱۲.	مولانا حبیب اللہ، مدرسہ جامعہ الفرقان، بلدیہ ٹاؤن کراچی	۹۵۴.	مولانا محمد مصطفیٰ، جامعہ علوم القرآن، ساؤتھ کراچی
۹۱۳.	مولانا سعید الحق، معہد الوزر اسلامی حلیمہ سعدیہ للبنات، ویسٹ کراچی	۹۵۵.	مولانا عبید الرحمٰن، مدرسہ جنت الاسلامیہ، ساؤتھ کراچی
۹۱۴.	مولانا موسیٰ، مدرسہ شاہ محمودیہ، ویسٹ کراچی	۹۵۶.	مفتی خلیل الرحمٰن، جامع بیت اللہ، سینٹرل کراچی
۹۱۵.	مولانا محمد ظفر، مدرسہ تعلیم القرآن، سینٹرل کراچی	۹۵۷.	مفتی محمد اسلم عثمانی، جامع روضۃ اسلامیہ، گزری کراچی
۹۱۶.	مولانا بہادر علی، مدرسہ دارالعلوم جامع، ایسٹ کراچی	۹۵۸.	مفتی شیخ معراج الدین، جامع زبیریہ، ایسٹ کراچی
۹۱۷.	مولانا مصباح الدین، مدرسہ تعلیم القرآن، ساؤتھ کراچی	۹۵۹.	مولانا منیر احمد، مدرسہ تجوید القرآن اسلامیہ، ساؤتھ کراچی
۹۱۸.	مولانا ناصر اللہ، مدرسہ دارالعلوم کریمہ، بن قاسم ٹاؤن کراچی	۹۶۰.	مولانا غلام اللہ، مدرسہ فاروقیہ، ویسٹ کراچی
۹۱۹.	مولانا سعد عالم، مدرسہ علوم الشریعہ، کورنگی کراچی	۹۶۱.	مولانا ہارون زادہ سائیں، مدرسہ تعلیم القرآن للبنین، ایسٹ کراچی
۹۲۰.	مولانا امان اللہ، مدرسہ ام کلثوم، ساؤتھ کراچی	۹۶۲.	مولانا حافظ عبدالرزاق، مدرسہ ابو بکر صدیق، ساؤتھ کراچی
۹۲۱.	مولانا عبدالباسط، مدرسہ اسلامیہ للبنات، ساؤتھ کراچی	۹۶۳.	مولانا عبدالرحمٰن، مدرسہ تعلیم المصطفیٰ، کورنگی کراچی
۹۲۲.	مولانا عبدالحق ہارون، مدرسہ العربیہ، ایسٹ کراچی	۹۶۴.	مولانا محمد فرید، تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی
۹۲۳.	مفتی محمد نعیم، مدرسہ العربیہ الاسلامیہ، ایسٹ کراچی	۹۶۵.	مولانا اللہ دتہ فاروقی، مدرسہ تحفیظ القرآن، بن قاسم ٹاؤن کراچی
۹۲۴.	نجیب اللہ، مدرسہ فاطمۃ الزہرہ، ایسٹ کراچی	۹۶۶.	مولانا شعیب، جامعہ عثمانیہ احیاء العلوم، بلدیہ ٹاؤن کراچی
۹۲۵.	محمد سراج اللہ، جامعہ دارالقرآن، ویسٹ کراچی	۹۶۷.	مولانا فخر، جامعہ ندوۃ العلم، سعید آباد کراچی
۹۲۶.	حافظ غلام مصطفیٰ، مدرسہ اقرا حفظ القرآن، ایف بی ایریا کراچی	۹۶۸.	مولانا زبیر، جامعہ دارالعلوم صفہ، سعید آباد کراچی
۹۲۷.	مولانا خالد حسین، مدرسہ عبداللہ بن عباس، ایسٹ کراچی	۹۶۹.	مولانا سمیع اللہ، جامعہ فاروقیہ، حب ریور روڈ کراچی
۹۲۸.	مولانا عبدرؤف موسانی، مدرسہ تعلیم القرآن، ایسٹ کراچی	۹۷۰.	مفتی اقبال اللہ، جامعہ ابوہریرہ، اتحاد ٹاؤن کراچی
۹۲۹.	مولانا محمد سعید، مدرسہ سعیدہ، ویسٹ کراچی	۹۷۱.	مولانا عادل، جامعہ خدیجۃ العلوم، اتحاد ٹاؤن کراچی
۹۳۰.	سید عبداللہ شاہ، مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد، سینٹرل کراچی	۹۷۲.	مولانا اسماعیل، جامعہ معارف اسلامیہ، بلدیہ کراچی

۹۷۳.	مولانا صدیق، جامعہ عمر فاروق اعظم، بلدیہ کراچی	۱۰۱۵.	مفتی فاروق مخزنی، مدرسہ ترتیل القرآن، پیٹل پاڑہ کراچی
۹۷۴.	مولانا بدر فیع اللہ، جامعہ عبداللہ بن عمر، سعید آباد کراچی	۱۰۱۶.	مفتی صفتین ظفر، دارالعلوم نعمان بن ثابت، اورنگی کراچی
۹۷۵.	مولانا محمد اقبال، مدرسہ بلال، سعید آباد کراچی	۱۰۱۷.	مولانا ابرار، جامع صدیقیہ فی ایریا، لیاقت آباد کراچی
۹۷۶.	مولانا عبدالرحمٰن، مدرسہ عربیہ تحفیظ القرآن، بلدیہ ٹاؤن کراچی	۱۰۱۸.	مولانا عادل، جامعہ البیہ، لیاقت آباد کراچی
۹۷۷.	مولانا عادل، جامعہ عمر مکہ مسجد، سعید آباد کراچی	۱۰۱۹.	مولانا حماد اللہ، مدرسہ تحفیظ القرآن، ناظم آباد کراچی
۹۷۸.	مولانا ثاقب، جامع حنفیہ، اورنگی کراچی	۱۰۲۰.	مولانا اسامہ، دارالعلوم زکریا، فیڈرل ایریا کراچی
۹۷۹.	مولانا فاروق، جامعہ منہاج الشریف، اورنگی کراچی	۱۰۲۱.	مولانا منہاج اللہ، مدرسہ تعلیم القرآن، سہراب گوٹھ کراچی
۹۸۰.	مولانا ہدایت اللہ، مخزن العلوم، بنارس کالونی کراچی	۱۰۲۲.	مولانا خلیل الرحمٰن، دارالعلوم رحمانیہ، بلفرزون کراچی
۹۸۱.	مولانا سیح اللہ، مدرسہ طاہری، مسجد میٹرول بل کراچی	۱۰۲۳.	مولانا واحد، مدرسہ مدینۃ العلم، نظم آباد کراچی
۹۸۲.	مولانا سلطان کاخان، جامعہ بنوریہ، سائٹ کراچی	۱۰۲۴.	مولانا قاسم، مدرسہ امداد العلوم، ناظم آباد کراچی
۹۸۳.	مولانا یاز، مدرسہ خلفائے راشدین، گولیمار کراچی	۱۰۲۵.	مولانا حنان، مدرسہ انوار القرآن نارتھ، ناظم آباد کراچی
۹۸۴.	مولانا محمد عامر، جامعہ مدنی مسجد، سعید آباد کراچی	۱۰۲۶.	مولانا عائفہ، جامعہ مدینہ، گلی برگ کراچی
۹۸۵.	مولانا محمد آصف، مدرسہ عارفیہ تعلیم القرآن، بلدیہ ٹاؤن کراچی	۱۰۲۷.	مولانا شاہد، مدرسہ یاسین القرآن، کراچی
۹۸۶.	مولانا قاسم، دارالعلوم عثمانیہ، شیر شاہ کراچی	۱۰۲۸.	مولانا شاہد، مدرسہ یاسین القرآن، کراچی
۹۸۷.	مولانا ذوید الرحمٰن، مدرسہ بنارس، اورنگی کراچی	۱۰۲۹.	قاری عثمان، جامعہ عثمانیہ، پھاٹوں کالونی کراچی
۹۸۸.	مولانا عبدالحفیظ، مفتاح العلوم بنارس، اورنگی کراچی	۱۰۳۰.	مولانا عبید الرحمٰن، جامعہ فاروق اعظم سخی حسن، کراچی
۹۸۹.	مولانا شہزاد احمد، جامعہ اشرف العلوم بیت المکرم، اورنگی کراچی	۱۰۳۱.	مولانا خلیل زاود، مدرسہ بطا، سخی حسن کراچی
۹۹۰.	مولانا اسلم، جامع مسجد صدیق اکبر، سعید آباد کراچی	۱۰۳۲.	مولانا محمد عمر، جامعہ تعلیم القرآن، نیو کراچی
۹۹۱.	مولانا فیض الرحمٰن، جامعہ انوار العلوم، مہران ٹاؤن کراچی	۱۰۳۳.	مولانا عبدالواحد، دارالعلوم الاسلامیہ، نیو کراچی
۹۹۲.	مولانا نصیر الدین، مدرسہ خلفائے راشدین، شریف آباد کراچی	۱۰۳۴.	مولانا عبدالوحید، جامعہ صدیقیہ، نادرن بائی پاس کراچی
۹۹۳.	مولانا عبدالماجد، جامعہ اشرف العلوم، کورنگی کراچی	۱۰۳۵.	مولانا محمد طارق، جامعہ مدینہ، نیو کراچی
۹۹۴.	مولانا عتیق اللہ، جامعہ رحمانیہ، بلال کالونی کراچی	۱۰۳۶.	مولانا عبدالقادر، جامعہ مدینہ، نیو کراچی
۹۹۵.	مولانا شیر اللہ، جامعہ صدیقیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی	۱۰۳۷.	قاری مبین، جامع انوار العلوم، گلی برگ کراچی
۹۹۶.	مولانا عمر، جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی	۱۰۳۸.	مفتی عبداللہ، جامعہ نعمانیہ تعلیم القرآن، نیو کراچی
۹۹۷.	مولانا توصیف، جامعہ حمادیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی	۱۰۳۹.	مولانا یوسف، مدرسہ منیر العلوم الاسلامیہ، نارتھ ناظم آباد کراچی
۹۹۸.	مولانا حمزہ، جامعہ ترات اسلام، شاہ فیصل کالونی کراچی	۱۰۴۰.	مولانا احمد گل چترالی، جامعہ امام ابو یوسف، سہراب گوٹھ کراچی
۹۹۹.	مولانا شیر احمد، جامعہ عثمان بن عفان، کورنگی کراچی	۱۰۴۱.	مولانا عزیز احمد، مدرسہ تحفیظ القرآن کوز، نارتھ ناظم آباد کراچی
۱۰۰۰.	مولانا عبداللہ، جامعہ اشرفیہ، برنی کالونی کراچی	۱۰۴۲.	مولانا ارشد محمود، جامع احتامیہ، جیکب لائن کراچی
۱۰۰۱.	مولانا نور احمد، دارالعلوم انصاریہ، لانڈھی کراچی	۱۰۴۳.	مولانا آصف، جامع اسلامیہ، دردیشہ کراچی
۱۰۰۲.	مولانا امین، جامعہ عربیہ اسلامیہ، ملیر کراچی	۱۰۴۴.	مولانا عرفان، جامع اسلامیہ طیبہ، شکار پور کالونی، کراچی
۱۰۰۳.	مولانا شہزاد، مدرسہ باب الرحمت، گلشن حدید کراچی	۱۰۴۵.	مولانا یحییٰ یوسف، جامع محمد الخلیل الاسلامی، بہادر آباد کراچی
۱۰۰۴.	مولانا شفیق الرحمٰن، مدرسہ انوار العلوم، ملیر کراچی	۱۰۴۶.	مولانا مہتاب، جامعہ عثمانیہ، بہادر آباد کراچی
۱۰۰۵.	مولانا معاذ، مدرسہ تحفیظ القرآن، شاہ فیصل کالونی کراچی	۱۰۴۷.	مولانا اشفاق، جامع یوسفیہ اشرفیہ، بہادر آباد، کراچی
۱۰۰۶.	مولانا یوسف، مدرسہ خلفائے راشدین، کورنگی کراچی	۱۰۴۸.	مولانا اویس، مدرسہ اویس قرنی، جیل روڈ، کراچی
۱۰۰۷.	مولانا عثمان، جامعۃ الثقافۃ السلامیہ، ملیر کراچی	۱۰۴۹.	مولانا اجمل، مدرسہ فرقانیہ، جیل روڈ، کراچی
۱۰۰۸.	مولانا معاذ، مدرسہ حضرت موسیٰ اشعری، گلشن رومی کراچی	۱۰۵۰.	مولانا عبدالباری، مدرسہ تحفیظ القرآن، کشمیری روڈ، کراچی
۱۰۰۹.	غنی فاروقی، جامعہ احتامیہ، جیکب لائن کراچی	۱۰۵۱.	مولانا اصغر، مدرسہ معہد الارشاد الاسلامی، صدر، کراچی
۱۰۱۰.	مفتی امتیاز احمد، جامعہ اسلامیہ طیبہ، شکار پور کراچی	۱۰۵۲.	مولانا آفتاب، جامعہ احتامیہ، جیکب لائن کراچی
۱۰۱۱.	مفتی الیاس، مریم مسجد، دھوراجی کالونی کراچی	۱۰۵۳.	مولانا قاسم، مدرسہ تحفیظ القرآن الفتحیہ، گارڈن کراچی
۱۰۱۲.	مفتی ایاز، مدرسہ خلفائے راشدین، گولیمار کراچی	۱۰۵۴.	مولانا عرفان، مدرسہ تعلیم القرآن، لانگزیریا کراچی
۱۰۱۳.	مفتی سید نور، دارالعلوم انصاریہ، لانڈھی کراچی	۱۰۵۵.	مولانا الطاف قاری، جامعہ اسلامیہ حنفیہ، جیکب لائن کراچی
۱۰۱۴.	مفتی آصف مظہر العلوم، گلشن مارکیٹ، کراچی	۱۰۵۶.	مولانا حفظ الرحمٰن، مکتب تعلیم القرآن، گرومندر کراچی

۱۰۵۷.	مولانا الیاس، مدرسہ مریم مسجد، دھوراجی کالونی کراچی	۱۰۹۹.	مولانا سعید احمد، جامعہ سعیدیہ زحم مدمہ، ڈیفنس کراچی
۱۰۵۸.	مولانا احمد گل، مدرسہ عثمان بن عفان، محمد علی سوسائٹی کراچی	۱۱۰۰.	مولانا عبدالقیوم، جامعہ نعمانیہ، منظور کالونی کراچی
۱۰۵۹.	مولانا فیض الرحمٰن، جامع امام ابو حنیفہ، ،نکہ مسجد کراچی،	۱۱۰۱.	قاری اللہ داد، مدرسہ فاروق اعظم، محمود آباد کراچی
۱۰۶۰.	مولانا خالد، دارالعلوم، PIB کالونی کراچی	۱۱۰۲.	مولانا سعید احمد، جامعہ سعیدیہ، محمود آباد کراچی
۱۰۶۱.	مولانا ثاقب، جامعہ اسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی	۱۱۰۳.	مولانا سجاد، مدرسہ الجنۃ الفردوس، بلوچی کالونی کراچی
۱۰۶۲.	مولانا عدنان مرزا، مدرسہ تعلیم القرآن، اکبر مسجد سوسائٹی کراچی	۱۱۰۴.	مولانا عرفان اللہ، مدرسہ تحفیظ القرآن، کالاپل کراچی،
۱۰۶۳.	مولانا وسیم قادری، مدرسہ فیضان رضا، جیکب لائن کراچی	۱۱۰۵.	مولانا فہد، مدرسہ خلفائے راشدین، کراچی
۱۰۶۴.	مولانا شفیع اللہ، جامعہ دارالخیر، گلستان جوہر کراچی،	۱۱۰۶.	مولانا محمد اشتیاق، جامعہ محمودیہ، لیاری کراچی
۱۰۶۵.	قاری امداداللہ، مدرسہ معاذ بن جبل، گلشن اقبال کراچی	۱۱۰۷.	مولانا محمد فہیم، جامعہ کریمیہ، بی مارکیٹ کراچی
۱۰۶۶.	مفتی نعمان قادری، مدرسہ غوثیہ، طارق روڈ کراچی	۱۱۰۸.	مولانا نثار احمد، جامعہ بیت العلم، ڈیفنس کراچی
۱۰۶۷.	مولانا فضل، گلشن اقبال کراچی، مدرسہ شفیق الاسلام	۱۱۰۹.	مولانا جعفر میانی، جامع مرکز فہیم الدین، ڈیفنس کراچی
۱۰۶۸.	مولانا فاروق قادری، دارالعلوم غوثیہ، بہادر آباد کراچی	۱۱۱۰.	مولانا عبدالقادر، مدرسہ حسان بن ثابت، محمود آباد کراچی
۱۰۶۹.	مولانا تزیب، مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ، طارق روڈ کراچی	۱۱۱۱.	مولانا صفتین ظفر، دارالعلوم نعمان بن ثابت، اورنگی کراچی
۱۰۷۰.	مولانا بلال، ابرار العلوم، گلشن اقبال کراچی	۱۱۱۲.	مولانا ندیم، جامعہ اسلامیہ خیر العلوم، اورنگی ٹاؤن کراچی
۱۰۷۱.	مولانا فاروق، جامع عربیہ اسلامیہ، اسکاؤٹ کالونی کراچی	۱۱۱۳.	مولانا ابوہریرہ، انوار القرآن صدیقیہ، بلدیہ کراچی
۱۰۷۲.	مولانا نذیر احمد، جامعہ اشرف المدارس، پہلوان گوٹھ کراچی	۱۱۱۴.	مولانا عاقل، جامع اشاعت القرآن، بلدیہ کراچی
۱۰۷۳.	مولانا یامین، جامع ابی بکر، گلشن اقبال کراچی	۱۱۱۵.	مولانا ہدایت اللہ، منزل گاہ، جامعہ حمادیہ، سکھر
۱۰۷۴.	مولانا آصف قاسمی، مدرسہ ابن عباس، گلستان کالونی کراچی	۱۱۱۶.	مولانا سیف اللہ اطہر، مدرسہ اللہ ولی مسجد، سکھر
۱۰۷۵.	مولانا محمود اللہ، جامعہ اتحادیہ، جیکب لائن کراچی	۱۱۱۷.	مولانا محمد لقمان، مدرسہ خلفائے راشدین، قریشی گوٹھ سکھر
۱۰۷۶.	مولانا شکیل، مدرسہ تعلیم القرآن، معمور مسجد کراچی	۱۱۱۸.	مولانا صفی اللہ، دارالعلوم محمدیہ، بگل شاہ میانی سکھر
۱۰۷۷.	مولانا عبید الرحمٰن، مدرسہ تحفیظ القرآن، القبیعہ گارڈن کراچی	۱۱۱۹.	مولانا غلام محمد، جامع اشرفیہ، سکھر
۱۰۷۸.	مولانا اشفاق، مدرسہ تعلیم القرآن، جیکب لائن کراچی	۱۱۲۰.	مفتی ابو بکر، دارالعلوم، سکھر
۱۰۷۹.	مولانا حبیب، جامعہ انوار الصحابہ، گلشن اقبال کراچی	۱۱۲۱.	مولانا اللہ داد، مدرسہ عربیہ دارالقرآن کریمیہ، سکھر
۱۰۸۰.	علامہ رضا نقوی، جامعہ سبطین کاظمی، گلشن اقبال کراچی	۱۱۲۲.	مولانا نور حسین قادری، جامعہ رضویہ پرانا سکھر
۱۰۸۱.	مولانا ذوالفقار، مدرسہ ابراہیم الاسلامیہ، گلزار ہجری کراچی	۱۱۲۳.	مولانا صفی بخش، جامعہ قادریہ، بگل شاہ سکھر
۱۰۸۲.	مولانا خیاث، جامع بیت المقدس، گلزار ھجری کراچی	۱۱۲۴.	قاری ظفر جتوئی، جامعہ فیضان رضا، قریشی گوٹھ سکھر
۱۰۸۳.	مولانا عبدالکریم، تعلیم الاسلام مدینہ، گلشن اقبال کراچی	۱۱۲۵.	مولانا سعید، جامعہ مفتاح العلوم، لطیف آباد حیدر آباد
۱۰۸۴.	قاری آصف، جامعہ اسلامیہ طیبہ، شکارپور کالونی کراچی	۱۱۲۶.	مولانا ضیاء الرحمن، جامعہ مظاہر العلوم، حیدر آباد
۱۰۸۵.	مولانا شاکر، مدرسہ عربیہ دارالقرآن، لسبیلہ کراچی	۱۱۲۷.	مولانا آصف بلال، جامعہ خلفائے راشدین، ندین اسٹاپ حیدر آباد
۱۰۸۶.	مولانا عبدالرحمٰن، مدرسہ بلال، پٹیل پاڑہ کراچی	۱۱۲۸.	مولانا سعید، جامع قوت الاسلام، حیدر آباد
۱۰۸۷.	مولانا فاروق، مدرسہ تحفیظ القرآن حبیبہ، لانڈھی ایریا کراچی	۱۱۲۹.	مولانا ارشد، جامع اللہ ولی مسجد، قاسم آباد حیدر آباد
۱۰۸۸.	مولانا صادق، جامعہ عثمانیہ، لیاری کراچی	۱۱۳۰.	مولانا عبدالستار چشتی، مدرسہ فیضان اولیا، حیدر آباد
۱۰۸۹.	مولانا عنایت اللہ، جامعہ اسلامیہ، بہادر کالونی کراچی	۱۱۳۱.	مولانا نور الٰہی قادری، مدرسہ فیضان فاروق اعظم، حیدر آباد
۱۰۹۰.	مولانا آصف، مدرسہ نورانی مسجد، صرافہ بازار کراچی	۱۱۳۲.	مولانا جمیل قادری، مدرسہ انوار العلوم قادریہ، حیدر آباد
۱۰۹۱.	مولانا محمد عاقب، مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ مارکیٹ کراچی	۱۱۳۳.	مولانا عبدالقیوم، مدرسہ انوار الھدیٰ، درتوڈیرہ
۱۰۹۲.	مولانا منظور احمد، مدرسہ ضیاء الاسلام، بی مارکیٹ کراچی	۱۱۳۴.	مولانا عبدالغفار، مدرسہ ابو بکر صدیق، الازکانہ
۱۰۹۳.	مولانا خلیل الرحمٰن، دارالعلوم رحمانیہ، بی مارکیٹ کراچی	۱۱۳۵.	مولانا ابو بکر سومرو، جامعہ الفرقان، الازکانہ
۱۰۹۴.	مولانا اعظم، دارالعلوم چاکیواڑہ، کراچی،	۱۱۳۶.	مولانا ناصر، جامعہ اشاعت القرآن، الازکانہ
۱۰۹۵.	مولانا مفتاح اللہ، دارالعلوم عثمانیہ، سلطان آباد کراچی	۱۱۳۷.	مولانا خالد احمد قادری، مدرسہ حنفیہ قادریہ، الازکانہ
۱۰۹۶.	قاری وسیم، دارالعلوم، بتاکواڑہ کراچی	۱۱۳۸.	مولانا محمد حسین، مدرسہ انوار العلوم قادریہ، گڑھی خدا بخش، الازکانہ
۱۰۹۷.	مولانا عبدالصمد، دارالسلام، برنس روڈ کراچی	۱۱۳۹.	مولانا غلام قادر، جامع انوار العلوم قادریہ، گڑھی خدا بخش الازکانہ
۱۰۹۸.	مولانا عبدالستار، جامعہ اسلامیہ، کلفٹن کراچی	۱۱۴۰.	مولانا شہباز احمد، جامعہ انوار العلوم، میرپور ماتھیلو، گھوٹکی

۱۱۴۱.	مولانا شعیب چاچڑ، بحر العلوم ڈھرکی، میرپور ماتھیلوں گھوٹکی	۱۱۸۳.	مولانا فیض محمد، اسلام آباد
۱۱۴۲.	مولانا عدنان، دار القرآن، اوباڑو گھوٹکی	۱۱۸۴.	مولانا عبداللہ، اسلام آباد
۱۱۴۳.	مولانا اسداللہ، مدرسہ مدینۃ العلم، سرحد، گھوٹکی	۱۱۸۵.	مفتی فیض الرحمن، اسلام آباد
۱۱۴۴.	مولانا افضل مہر، دار العلوم قادریہ، قادر پور گھوٹکی	۱۱۸۶.	مفتی فیض الدین، حق چار یار، راولپنڈی
۱۱۴۵.	مولانا حسین، دار العلوم نوشہرہ فیروز، نوشہرہ	۱۱۸۷.	مولانا طاہر ایوب، اسلام آباد
۱۱۴۶.	مولانا محمد آزاد، جامعہ انوار القرآن، پھلی نوشہرہ	۱۱۸۸.	مولانا صلاح الدین، اسلام آباد
۱۱۴۷.	مولانا غلام اکبر، جامعہ ترتیل القرآن، خارو شاہو نوشہرہ	۱۱۸۹.	مولانا عبد الجبار، اسلام آباد
۱۱۴۸.	مولانا غلام حسین، جامع رضویہ کنڈیارو، نوشہرہ	۱۱۹۰.	علامہ قاری ایوب، راولپنڈی
۱۱۴۹.	مولانا فیض اللہ، جامعہ قادریہ، مورو نوشہرہ	۱۱۹۱.	مولانا نور الدین شمس، اسلام آباد
۱۱۵۰.	مولانا اسامہ، جامعہ اسلامیہ انوار العلوم، گل برگ کراچی	۱۱۹۲.	مولانا شہوزین، ناظم تعلیمات جامعہ خالد بن ولید، اسلام آباد
۱۱۵۱.	مولانا اظہر، مدرسہ رحمت عالم، نارتھ ناظم آباد کراچی	۱۱۹۳.	مولانا شہوزین، مدرسہ خالد بن ولید شمس کالونی، اسلام آباد
۱۱۵۲.	مولانا عبد الرحمن، جامعہ محمودیہ مدینہ، بنوری ٹاؤن کراچی	۱۱۹۴.	مولانا قاری سلیم، راولپنڈی
۱۱۵۳.	قاری شبیر احمد عثمانی بجانب امیر اٹارنی نیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان چیپٹر	۱۱۹۵.	مولانا قاری بشیر، اسلام آباد
۱۱۵۴.	پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، فیصل آباد	۱۱۹۶.	مولانا جہانداد، سیکٹر فور ڈھوک، راولپنڈی
۱۱۵۵.	ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، لاہور	۱۱۹۷.	مولانا فداء محمد، خطیب امام مسجد
۱۱۵۶.	مولانا عبداللہ ہزاروی، ایبٹ آباد	۱۱۹۸.	مفتی زین خطیب امام مسجد، نکہ پل، اسلام آباد
۱۱۵۷.	مفتی محمد بشارت، مانسہرہ	۱۱۹۹.	مفتی عبد الغفار، خطیب جامع مسجد، اسلام آباد
۱۱۵۸.	ڈاکٹر افتخار نقوی، مسلک اہل تشیع فیصل آباد	۱۲۰۰.	مولانا محمد اشفاق، مرکزی جامع مسجد لاری اڈہ، اٹک
۱۱۵۹.	امتیاز علی قریشی حامدی، حیدر آباد	۱۲۰۱.	ڈاکٹر محمد سلطان شاہ، لاہور
۱۱۶۰.	حافظ علی اصغر، حیدر آباد	۱۲۰۲.	ڈاکٹر محمد فیروز الدین شاہ کھگہ، سرگودھا
۱۱۶۱.	مولوی حاکم علی، حیدر آباد	۱۲۰۳.	ڈاکٹر غلام حسین بابر، راولپنڈی
۱۱۶۲.	مولوی فتح محمد، سکھتو حیدر آباد	۱۲۰۴.	ڈاکٹر محمد نواز، اسلام آباد
۱۱۶۳.	رب نواز مری، حیدر آباد	۱۲۰۵.	پروفیسر طارق اعجاز، اسلام آباد
۱۱۶۴.	حافظ غلام مرتضیٰ، حیدر آباد	۱۲۰۶.	ڈاکٹر علی اکبر الازہری، لاہور
۱۱۶۵.	مولوی عبد الجبار، خطیب جامع مسجد، حیدر آباد	۱۲۰۷.	ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری، لاہور
۱۱۶۶.	فقیر شاہد حسین طاہری، میاں مسجد، حیدر آباد	۱۲۰۸.	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی، لاہور
۱۱۶۷.	حافظ قصور، علی مسجد، حیدر آباد	۱۲۰۹.	ڈاکٹر صدیق علی چشتی، اسلام آباد
۱۱۶۸.	حافظ انور علی طاہری، مسجد، حیدر آباد	۱۲۱۰.	ڈاکٹر حافظ محمد طفیل، اسلام آباد
۱۱۶۹.	محمد حنیف لغاری، سانگھڑ	۱۲۱۱.	ڈاکٹر حافظ محمد صدیق، اسلام آباد
۱۱۷۰.	پیر سید ریاض حسین شاہ، راولپنڈی	۱۲۱۲.	ڈاکٹر مبشر حسین، اسلام آباد
۱۱۷۱.	مولانا عبد الرحمن جامی، امام مسجد جامشورو	۱۲۱۳.	ڈاکٹر شفاعت علی بغدادی الازہری، لاہور
۱۱۷۲.	حافظ منصور سکھیر، اداڑ کانہ	۱۲۱۴.	ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی، لاہور
۱۱۷۳.	مولانا منظور قادری	۱۲۱۵.	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، لاہور
۱۱۷۴.	پیر خالد سلطان، بلوچستان	۱۲۱۶.	ڈاکٹر محمد شاہد حبیب، کراچی
۱۱۷۵.	پیر محبوب شاہ، سوات	۱۲۱۷.	ڈاکٹر حافظ سکندر حیات سنگر اس، فیصل آباد
۱۱۷۶.	مولانا پیر فضل قدیر شاہ، سوات	۱۲۱۸.	ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی، لاہور
۱۱۷۷.	مفتی کریم خان، لاہور	۱۲۱۹.	مولانا محمد عبد الشکور، پشاور
۱۱۷۸.	مفتی حبیب قادری، لاہور	۱۲۲۰.	مولانا ظہیر احمد الاستاذی، کراچی
۱۱۷۹.	پیر سید منور حسین شاہ، سیالکوٹ	۱۲۲۱.	ڈاکٹر اصغر علی خان، آزاد کشمیر
۱۱۸۰.	ڈاکٹر ابو الخیر زبیر، حیدر آباد	۱۲۲۲.	ڈاکٹر محمد اسماعیل شاہ، گجرات
۱۱۸۱.	مولانا وزیر القادری، بلوچستان	۱۲۲۳.	علامہ علی اکبر علوی، وادی سون سکیسر
۱۱۸۲.	قاری مفتی محمد یوسف رحمانی، غوری ٹاؤن مسجد، اسلام آباد	۱۲۲۴.	پروفیسر خورشید احمد سعیدی، اسلام آباد

۱۲۲۵۔	ڈاکٹر تنویر احمد، اسلام آباد	۱۲۶۷۔	حافظ عمرو قاص، سواں، اسلام آباد
۱۲۲۶۔	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد	۱۲۶۸۔	مولانا شبیر طارق، سواں، اسلام آباد
۱۲۲۷۔	ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد	۱۲۶۹۔	مولانا عنایت الرحمن شاہ، گورنمنٹ گرلز موڑ، اسلام آباد
۱۲۲۸۔	ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد	۱۲۷۰۔	مولانا وقار احمد، جامع مسجد عثمان غنی، اسلام آباد
۱۲۲۹۔	ڈاکٹر معین الدین ہاشمی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد	۱۲۷۱۔	مولانا محمد سلیم معاویہ، شاہ اللہ دتہ، اسلام آباد
۱۲۳۰۔	قاری عبدالواحد سکی، خادم حرم شریف	۱۲۷۲۔	مولانا عبدالصبور، شاہ اللہ دتہ، اسلام آباد
۱۲۳۱۔	مولانا شہاب الدین، محمدی مسجد، راولپنڈی	۱۲۷۳۔	مولانا نزاکت معاویہ، شاہ اللہ دتہ، اسلام آباد
۱۲۳۲۔	ڈاکٹر خالد محمود، پشاور	۱۲۷۴۔	قاری برکت اللہ، شاہ اللہ دتہ، اسلام آباد
۱۲۳۳۔	ندیم احمد بنگش، علماء خادم، پشاور	۱۲۷۵۔	حافظ حاجی عرفان، جامع مسجد صدیق اکبر، شاہ اللہ دتہ، اسلام آباد
۱۲۳۴۔	مولانا یاسر، ایبٹ آباد	۱۲۷۶۔	مولانا عبدالقدوس، جامع مسجد ہری پور
۱۲۳۵۔	مولانا طارق نسیم، باندی ڈھوڈہ، ایبٹ آباد	۱۲۷۷۔	جامعہ مدرسہ باب رحمت، ملیر کراچی
۱۲۳۶۔	مولانا ساجد محمود، خطیب امیر، ایبٹ آباد	۱۲۷۸۔	قاری محمد نعمان، شاہ مدرسہ معاذ بن جبل، سکھر
۱۲۳۷۔	قاری محمد ریحان، گولگرام، بنگرام	۱۲۷۹۔	مولانا سبحان محمود، حیدر آباد، دارالعلوم
۱۲۳۸۔	مولانا فضل اللہ، امام جامع مسجد الائی بنگرام	۱۲۸۰۔	مولانا نعمان قاری، دارالعلوم، حیدر آباد
۱۲۳۹۔	مولانا محمد انور، امام مسجد، بنگرام	۱۲۸۱۔	مولانا سید انوار الحسن، دارالعلوم ایری کینٹن کالونی، گھوٹکی
۱۲۴۰۔	قاری علیہ، مسجد زینب، ایبٹ آباد	۱۲۸۲۔	مولانا عبدالباری، جامعہ دارالعلوم، پٹہ عیدان
۱۲۴۱۔	قاری محمد عثمان، مدرسہ ابوہریرہ، ایبٹ آباد	۱۲۸۳۔	قاری مہر اللہ، مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ، کوئٹہ
۱۲۴۲۔	مولانا محمد عمران، امام مسجد	۱۲۸۴۔	مفتی عبدالباقی، مدرسہ مفتاح العلوم، سرکی روڈ، کوئٹہ
۱۲۴۳۔	مولانا زاہد خان، امام مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۸۵۔	مولانا حسین احمد، مدرسہ مطبع العلوم، سرموری روڈ، کوئٹہ
۱۲۴۴۔	قاری عاشق حسین، امام مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۸۶۔	قاری نورالدین، مدرسہ امداد، سریاب روڈ، کوئٹہ
۱۲۴۵۔	قاری محمد رضوان، طوبیٰ مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۸۷۔	شیخ الحدیث مولانا نظر محمد حقانی، مدرسہ بحر العلوم، کسٹم روڈ، کوئٹہ
۱۲۴۶۔	مولانا عطاء الرحمن، مسجد خلفاء راشدین، ایبٹ آباد	۱۲۸۸۔	مفتی عبدالستار شاہ، جامعہ رحیمیہ نیاگنبد، سرکی روڈ، کوئٹہ
۱۲۴۷۔	قاری شوکت عثمان، مسجد عمر، ایبٹ آباد	۱۲۸۹۔	مولانا محمود، مدرسہ عربیہ دارالعلوم، پشتون آباد، کوئٹہ
۱۲۴۸۔	قاری محمد قاسم، امام مسجد، بنگرام	۱۲۹۰۔	مولانا محمد اسد، مدرسہ اشرفیہ، سبزل روڈ، کوئٹہ
۱۲۴۹۔	مولانا محمد اسلم، جامع مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۹۱۔	حافظ نظر محمد حقانی، مدرسہ جامعہ حقانیہ، عبدالولی چوک، کوئٹہ
۱۲۵۰۔	قاری نصر اللہ خان، امام مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۹۲۔	مولانا عبدالحلیم، جامعہ اشرفیہ، حاجی غیوری روڈ، کوئٹہ
۱۲۵۱۔	مولانا سرفراز، امام مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۹۳۔	مولانا شیخ الحدیث عبدالولی، جامعہ سراج العلوم، سرکی روڈ رحمت کالونی، کوئٹہ
۱۲۵۲۔	مولانا عبدالباری، امام مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۹۴۔	مولانا عبدالہاشم خٹکی، جامعہ ہاشمیہ لاہر کلی، کوئٹہ
۱۲۵۳۔	مولانا عبدالحفیظ، امام مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۹۵۔	مولانا عبدالواسع، مدرسہ دارالعلوم بلوچستان، مسلم باغ، کوئٹہ
۱۲۵۴۔	مولانا ثاقب، ایبٹ آباد	۱۲۹۶۔	مولانا محمد علی، جامعہ سلفیہ ائیرپورٹ روڈ، کوئٹہ
۱۲۵۵۔	مولانا محمد صدیق، امام مسجد ہری پور	۱۲۹۷۔	مولانا عبدالظاہر شاہ، مدرسہ حقانیہ مسلم اتحاد کالونی، کوئٹہ
۱۲۵۶۔	مولانا عنایت اللہ، امام مسجد، ہری پور	۱۲۹۸۔	مولانا عبدالقہار، مدرسہ جامعہ صدیقیہ، پشتون آباد، کوئٹہ
۱۲۵۷۔	مولانا منظور، امام مسجد، ایبٹ آباد	۱۲۹۹۔	مولانا سیف اللہ، مدرسہ جامعہ ابوبکر، سرکی روڈ، کوئٹہ
۱۲۵۸۔	قاری محمد جنید، مدرسہ انوار مصطفیٰ، میرپور برڑہ	۱۳۰۰۔	شیخ عبدالواحد، مدرسہ تذر العلوم، شادرہ، کوئٹہ
۱۲۵۹۔	قاری محمد شہزاد، مدرسہ انوار مصطفیٰ، میرپور برڑہ	۱۳۰۱۔	شیخ الحدیث مولانا عبدالصمد، مدرسہ ابوہریرہ، چک زئی روڈ پشتون باغ، کوئٹہ
۱۲۶۰۔	مہتمم محمد امین، مسجد امام، غلل	۱۳۰۲۔	مفتی عبدالرزاق، مدرسہ تحفیظ القرآن محمدیہ، پشتون باغ، کوئٹہ
۱۲۶۱۔	فقیر محمد شریف حسینی، مہتمم جامع مسجد، کشور	۱۳۰۳۔	مفتی ابوہریرہ آغا، جامعہ تعلیم القرآن پشتون آباد، کوئٹہ
۱۲۶۲۔	قاری غلام نبی ہاشمی، ترامڑی، اسلام آباد	۱۳۰۴۔	مولانا حافظ مطیع اللہ، مدرسہ دارالعلوم زرغون آباد، کوئٹہ
۱۲۶۳۔	قاری محمد عظیم، جامع مسجد فاروق اعظم، اسلام آباد	۱۳۰۵۔	مولانا عبداللہ جان، مدرسہ جامعہ اشرفیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ
۱۲۶۴۔	پروفیسر شہباز، ملوٹ، اسلام آباد	۱۳۰۶۔	مولانا رحمت اللہ، مدرسہ جامعہ عائشہ صدیقہ، سرکی روڈ، کوئٹہ
۱۲۶۵۔	مولانا فاروق احمد قادری، ملوٹ، اسلام آباد	۱۳۰۷۔	شیخ الحدیث مولانا عبدالحنان، مدرسہ حقانیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ
۱۲۶۶۔	محمد شکیل معاویہ، برما، اسلام آباد	۱۳۰۸۔	مولانا عبدالماجد، مدرسہ انوار العلوم، پشتون باغ، کوئٹہ

۱۳۰۹۔	شیخ الحدیث مولانا نورالحق، مدرسہ جامع مفتاح العلوم، کوئٹہ	۱۳۵۱۔	مولانا عبدالباقی، مدرسہ جامع رحمانیہ، کچلاک، بلوچستان
۱۳۱۰۔	حافظ عبدالودود، مدرسہ انوار القرآن، سرکی، کوئٹہ	۱۳۵۲۔	حافظ محمد حسن، مدرسہ تجوید القرآن، خضدار، بلوچستان
۱۳۱۱۔	مولانا عبدالحمید آغا، مدرسہ جامع انوار شرعیہ، پشتون آباد، کوئٹہ	۱۳۵۳۔	مولانا حفیظ اللہ، مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ، فیصل کالونی، ففات
۱۳۱۲۔	مولانا عبدالقدوس، مدرسہ جامعہ عبداللہ بن عباس، کوئٹہ	۱۳۵۴۔	مفتی شفیع، مدرسہ جامعہ فاروقیہ، ففات
۱۳۱۳۔	مولانا محمد لمان اللہ، مدرسہ جامعہ ابوذر غفاری رضی، کوئٹہ	۱۳۵۵۔	پروفیسر رانا منور خان، سابق ڈائریکٹر کالجز، فیصل آباد
۱۳۱۴۔	مولانا محمد دین، مدرسہ جامعہ عمر سرکی روڈ، کوئٹہ	۱۳۵۶۔	مفتی شاہد جمیل، جامعۃ الحسنین، فیصل آباد
۱۳۱۵۔	حافظ محمد نعیم، مدرسہ جامعہ لقمان پشتون آباد، کوئٹہ	۱۳۵۷۔	مفتی عارف جمیل، جامعۃ الحسنین، فیصل آباد
۱۳۱۶۔	مولانا محمد سعید، مدرسہ جامعہ حضرت بلال حبشی، کوئٹہ	۱۳۵۸۔	علامہ سید علی کرار نقوی، جنرل سیکریٹری اتحاد بین المسلمین کونسل پاکستان، کراچی
۱۳۱۷۔	مولانا حفیظ الرحمٰن، مدرسہ جامع حنفیہ، کوئٹہ	۱۳۵۹۔	حافظ محمد عبدالرحمٰن سلفی، امیر جماعت غرباء اہل حدیث، کراچی
۱۳۱۸۔	حضرت مولانا عبدالقادر قادری، مدرسہ جامعہ رضویہ قادریہ، کوئٹہ	۱۳۶۰۔	علامہ عبدالخالق فریدی، ناظم شعبہ غرباء جمعیت علماء اہل حدیث، کراچی
۱۳۱۹۔	حافظ ابوبکر، جامعہ سلفیہ، پشتون آباد، کوئٹہ	۱۳۶۱۔	علامہ ڈاکٹر عامر عبداللہ محمدی، چیئرمین اتحاد بین المسلمین کونسل، کراچی
۱۳۲۰۔	مولانا حافظ ابوحذیفہ، مدرسہ خالد بن ولید اہلحدیث، کوئٹہ	۱۳۶۲۔	سید مظہر شاہ، مہتمم جامعہ الانور گلشن اقبال، کراچی
۱۳۲۱۔	مولانا محمد سلیمان، مدرسہ انوار الصحابہ، کوئٹہ	۱۳۶۳۔	علامہ روشن دین الرشیدی، ڈائریکٹر دارالتحقیق والاسناد، کراچی
۱۳۲۲۔	مولانا ذاکر الرحمٰن، مدرسہ معاویہ پشتون آباد، کوئٹہ	۱۳۶۴۔	مفتی محمد زبیر، نائب مہتمم جامعہ الصفہ، کراچی
۱۳۲۳۔	مولانا تیمور، جامع مفتاح العلوم، پشین، بلوچستان	۱۳۶۵۔	محمد حلیم خان خوری، رہنما جمعیت علما پاکستان، کراچی
۱۳۲۴۔	مولانا محمد اسد، مدرسہ جامعہ عزیزیہ، پشین، بلوچستان	۱۳۶۶۔	محمد مستقیم نورانی، ناظم اعلیٰ جمعیت علماء، کراچی
۱۳۲۵۔	مولانا رحمت الدین، مدرسہ دارالعلوم انوار القرآن، پشین، بلوچستان	۱۳۶۷۔	حافظ احمد علی، ڈپٹی جنرل جمعیت علماء اسلام، کراچی
۱۳۲۶۔	مولانا سید آغا، بلوچستان، مدرسہ حقانیہ، پشین	۱۳۶۸۔	مفتی محمد جابد، جمعیت علماء اسلام، کراچی
۱۳۲۷۔	مولانا عبدالباقی، مدرسہ جامعہ فاروقیہ، پشین، بلوچستان	۱۳۶۹۔	مفتی محمد نوٹ، مہتمم دارالعلوم محمدیہ صدر بے یوپی، کراچی
۱۳۲۸۔	مولانا عبدالواحد، مدرسہ جامع صدیقیہ، پشین، بلوچستان	۱۳۷۰۔	مفتی محمد عدنان گیلانوں، چیئرمین سنی علما کونسل، کراچی
۱۳۲۹۔	مولانا ذاکر الرحمٰن، مدرسہ سراج العلوم، پشین، بلوچستان	۱۳۷۱۔	مفتی محمد جان نعیمی مجددی، مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، ملیر، کراچی
۱۳۳۰۔	مولانا محمد یوسف، مدرسہ جامع العلوم اسلامیہ علامہ عبدالغنی، چمن	۱۳۷۲۔	علامہ سید نذیر عباس نقوی، صدر شیعہ علماء کونسل سندھ، کراچی
۱۳۳۱۔	قاری نورالدین، مدرسہ امدادیہ، چمن	۱۳۷۳۔	علامہ سید فرقان حیدر عابدی، ذاکرین لامیہ، کراچی
۱۳۳۲۔	حاجی علی آغا، مدرسہ ضیاء العلوم، چمن	۱۳۷۴۔	علامہ محمد صادق جعفری، مجلس وحدت المسلمین، کراچی
۱۳۳۳۔	حافظ عزیز اللہ، جامعہ عربیہ تعلیم القرآن ہال روڈ، چمن	۱۳۷۵۔	محمد ریحان امجد، مہتمم دارالعلوم، کراچی
۱۳۳۴۔	مولوی رحمت اللہ، جامعہ محمودیہ اسلامیہ بوغرار روڈ، چمن	۱۳۷۶۔	ڈاکٹر محمد اسعد تھانوی، مہتمم جامعہ اشرفیہ، سکھر، سندھ
۱۳۳۵۔	مولوی نور محمد، مدرسہ جامعہ تجوید القرآن، چمن	۱۳۷۷۔	مولانا محمد اکرم سعیدی، جنرل سیکریٹری جماعت اہل سنت، سندھ
۱۳۳۶۔	مولانا سیف الرحمٰن، مدرسہ تعلیم القرآن، چمن	۱۳۷۸۔	مولانا فضل محمد غنی یوسف زئی، استاد حدیث جامعہ علوم اسلامیہ، کراچی
۱۳۳۷۔	مولانا قاسم خان اخونزادہ، جامعہ شمس العلوم، جامع مسجد ژوب، چمن	۱۳۷۹۔	مفتی محمد یوسف قصوری، امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث، سندھ
۱۳۳۸۔	مولوی عبدالرحمٰن، جامع ناصر العلوم ژوب، لورالائی	۱۳۸۰۔	مولانا سیف اللہ، نعمانی مسجد، بلال کالونی، مسلم آباد کالونی
۱۳۳۹۔	مولانا آغا محمد، جامع دارالعلوم اسلامیہ کوئٹہ روڈ، لورالائی	۱۳۸۱۔	مولانا خادم الٰہی، منورہ مسجد، مسلم آباد کالونی
۱۳۴۰۔	مولوی عبداللہ جان، جامع مخزن العلوم، کوئٹہ روڈ، لورالائی	۱۳۸۲۔	مولانا سمیع اللہ، نورانی مسجد، مسلم آباد کالونی
۱۳۴۱۔	مولانا محمد اشرف، مدرسہ جامع امدادیہ، لورالائی	۱۳۸۳۔	مولانا عبدالغفار، اقصیٰ مسجد، مسلم آباد کالونی
۱۳۴۲۔	مولانا شاہجہان، مدرسہ جامع عربیہ گوادر، بلوچستان	۱۳۸۴۔	مولانا خادم الانبیاء، فاروقی مسجد، مسلم آباد کالونی
۱۳۴۳۔	حافظ عبدالباقی، مدرسہ عربیہ سراج العلوم، کشتی بازار تربت، بلوچستان	۱۳۸۵۔	مولانا خلیل الرحمٰن، اللہ مالک مسجد، مسلم آباد کالونی
۱۳۴۴۔	مولانا عبدالحمید انقابی، مدرسہ مفتاح العلوم گوادر، بلوچستان	۱۳۸۶۔	مولانا صالح کرم، بلال مسجد، مسلم آباد کالونی
۱۳۴۵۔	مولانا عبدالحفیظ مینگل، مدرسہ اشرف المدارس، تربت، بلوچستان	۱۳۸۷۔	مولانا زرسید، مدینہ مسجد دریژمی روڈ، مسلم آباد
۱۳۴۶۔	حافظ محمد حسن، مدرسہ تجوید القرآن، خضدار، بلوچستان	۱۳۸۸۔	مولانا انور شیر، مکی مسجد، مسلم آباد کالونی
۱۳۴۷۔	مولانا محمد ضیاء قادری، مدرسہ ضیاء العلوم، تربت، بلوچستان	۱۳۸۹۔	مولانا یوسف، حمزہ مسجد، مسلم آباد کالونی
۱۳۴۸۔	مولانا محمد ابراہیم بروہی، مدرسہ محمدیہ تربت، بلوچستان	۱۳۹۰۔	مولانا مجید گل، رحمانیہ مسجد، توحید آباد، لانڈھی
۱۳۴۹۔	مولوی حمید اللہ، مدرسہ اصحاب صفہ کچلاک، بلوچستان	۱۳۹۱۔	مولانا یار محمد، مدینہ مسجد، داؤد چالی، لانڈھی
۱۳۵۰۔	قاری عبداللہ جان، مدرسہ جامعہ فیضیہ دارالعلوم، کچلاک، بلوچستان	۱۳۹۲۔	مولانا اقبال، اللہ والی مسجد، داؤد فردوس چالی، لانڈھی

۱۳۹۳۔	مولانا حبیب، فی سبیل اللہ مسجد، فردوس چالی، لانڈھی، کراچی	۱۴۳۵۔	مولانا عادل، مسجد و مدرسہ خاتم النبیین، پتھر روڈ، کراچی
۱۳۹۴۔	مفتی عبد الباری، حقانی مسجد، داؤد چالی، کراچی	۱۴۳۶۔	سعید الرحمان، ایم سی ۲۹۵، جامعہ الرشادات، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۳۹۵۔	مولانا طارق نعمانی، امیر حمزہ مسجد، داؤد چورنگی، کراچی	۱۴۳۷۔	مولانا شمعون سعید، مدرسہ عربیہ تحفیظ القرآن، راجہ منزل، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۳۹۶۔	مولانا فیض الرحمن، مسلم مسجد، مسلم آباد کالونی، کراچی	۱۴۳۸۔	مولانا محمد حفیظ عباسی، مسجد و مدرسہ زکریا، پتھر روڈ، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۳۹۷۔	مولانا فضل وہاب، محمدی مسجد، مسلم آباد کالونی، کراچی	۱۴۳۹۔	مولانا ذیشان، مسجد و مدرسہ حرا، گولڈن ٹاؤن، کراچی
۱۳۹۸۔	مولانا طارق مسعود، ابوہریرہ مسجد، مانسہرہ کالونی، کراچی	۱۴۴۰۔	مولانا عظم، مدنی مسجد و مدرسہ، گولڈن ٹاؤن، کراچی
۱۳۹۹۔	مولانا حق نواز، عتیقی مسجد، مانسہرہ کالونی، کراچی	۱۴۴۱۔	مولانا فاروق خلیل، مسجد و مدرسہ باب شمسی، گولڈن ٹاؤن، کراچی
۱۴۰۰۔	مولانا شمس الحق، گلشن صحابہ، مسلم آباد کالونی، کراچی	۱۴۴۲۔	مولانا حنیف شاہ، مسجد مقبول مدرسہ تعلیم القرآن، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۴۰۱۔	مولانا شیر احمد عثمانی، نور مصطفیٰ مسجد، بلال کالونی، کراچی	۱۴۴۳۔	مولانا ذوالحسن عباسی، جامعہ تراث الاسلام، شاہ فیصل نمبر ۳، کراچی
۱۴۰۲۔	مولانا ساجد اللہ، مدینہ مسجد، لیبر کالونی F-11، لانڈھی، کراچی	۱۴۴۴۔	مولانا اختر شاہ، مسجد و مدرسہ فیض الغفور، سلیم ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی
۱۴۰۳۔	مولانا اختر حسین، دریار صحیب مسجد، لیبر کالونی، F-11، کراچی	۱۴۴۵۔	مولانا عزیز الرحمن دانش، اقرا مام القرئی، گولڈن ٹاؤن، کراچی
۱۴۰۴۔	مولانا شمس الابرار، مفتاح العلوم، شیر پاؤ کالونی، کراچی	۱۴۴۶۔	مولانا صدیق، اقرا روضۃ الاطفال گولڈن ٹاؤن، کراچی
۱۴۰۵۔	مولانا سید الرحمن شاہ، جامع مسجد قبا، بنگالی پاڑہ، لانڈھی، کراچی	۱۴۴۷۔	مولانا ظاہر شاہ، مدرسہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۴۰۶۔	مولانا شیر غازی، شاہی مسجد شیر پاؤ کالونی، سیکٹر ڈی، کراچی	۱۴۴۸۔	مفتی حسان، مدرسہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۴۰۷۔	مولانا عبد الغفار، رحمانیہ مسجد، کشمیر محمد، لانڈھی، کراچی	۱۴۴۹۔	مولانا حبیب عباسی، مسجد و مدرسہ عائشہ صدیقہ، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۴۰۸۔	مولانا خالد، حقانی مسجد، بلال کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۴۵۰۔	اویس معصومی، مسجد و مدرسہ العمر، پتھر روڈ، کراچی
۱۴۰۹۔	مفتی حزب الرحمن، صدیق اکبر لیبر کالونی، سیکٹر F-12، کراچی	۱۴۵۱۔	مولانا عبد اللطیف، مسجد و مدرسہ خضرا، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۴۱۰۔	مولانا کرام اللہ، عثمان بن عفان مسجد، شیر پاؤ کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۴۵۲۔	مولانا غلام حیدر، مسجد و مدرسہ مولیٰ، گرین ٹاؤن، کراچی
۱۴۱۱۔	مولانا عرفان اللہ، عمر مسجد، شیر پاؤ کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۴۵۳۔	مولانا جابر علوی، تحفیظ القرآن، سلیم ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی
۱۴۱۲۔	مولانا حضور حسین شاہ، فاروق اعظم مسجد، لیبر کالونی، F-12، کراچی	۱۴۵۴۔	مولانا رضوان، اقرا یقین القرآن، سلیم ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی
۱۴۱۳۔	مولانا ظفر اقبال، اللہ والی مسجد، شیر پاؤ کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۴۵۵۔	مفتی صدیق ہزاروی، جامعہ صدیقیہ، نفیر آباد، پیری، کراچی
۱۴۱۴۔	مولانا عبد المتین، علی المرتضیٰ مسجد، شیر پاؤ کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۴۵۶۔	مفتی محمد احسان، جامعہ لام محمد ﷺ، گلشن حدید، کراچی
۱۴۱۵۔	مولانا عزیز الرحمن صدیقی، نورانی مسجد، اکرم روڈ، لانڈھی، کراچی	۱۴۵۷۔	مفتی عبد اللہ، مدرسہ دار القرآن، یوسف عارفانی، گولڈن، کراچی
۱۴۱۶۔	مولانا سمیع الحق، سبحان اللہ مسجد، کیڑا والی محمد نگر، لانڈھی، کراچی	۱۴۵۸۔	مولانا شعیب، مدرسہ اشاعت القرآن، شاہ لطیف ٹاؤن، کراچی
۱۴۱۷۔	مولانا عارف محمود، حنفیہ مسجد، تھانہ قائد آباد، لانڈھی، کراچی	۱۴۵۹۔	مولانا دلدار، مدرسہ شمس الہدیٰ، گریجویٹ شاہ لطیف ٹاؤن، کراچی
۱۴۱۸۔	مولانا اقبال اللہ، جامعہ عثمانیہ، معین آباد، لانڈھی، کراچی	۱۴۶۰۔	مولانا عمر دین، جامعہ انوار العلوم، شیخ جامو ٹ، گولڈن، کراچی
۱۴۱۹۔	مولانا محمد زرین، جامعہ اسلامیہ، مسلم آباد کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۴۶۱۔	مفتی اللہ یار، جامعہ بدر العلوم، شاہی جمور، گولڈن، کراچی
۱۴۲۰۔	مولانا شوکت علی، مسجد مخمور یہ المکرم غزالی، لانڈھی، کراچی	۱۴۶۲۔	مفتی ثاقب نعیمی، جامعہ عائشہ الصدیقہ، عبداللہ، گولڈن، کراچی
۱۴۲۱۔	مولانا اظہر، صدیقیہ مسجد، مسلم آباد، ریڑھی روڈ، کراچی	۱۴۶۳۔	مولانا فیض اللہ، جامعہ سیدنا علی المرتضیٰ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۴۲۲۔	مولانا عبد الوحید نورانی، بلال مسجد، بلال کالونی نمبر ۲، لانڈھی، کراچی	۱۴۶۴۔	مولانا عمر گل، مدرسہ خلفاء راشدین، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۴۲۳۔	مولانا طاہر شاہ، عثمانیہ مسجد، بلال کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۴۶۵۔	مفتی عمران، جامعہ عثمان بن عفان، گلشن حدید، کراچی
۱۴۲۴۔	مولانا حضور بخش، بسم اللہ مسجد، شیر پاؤ کالونی، کراچی	۱۴۶۶۔	مفتی حبیب الرحمن، مدرسہ سید نا بلال رضی اللہ عنہ، لیبر اسکوائر، کراچی
۱۴۲۵۔	مولانا حبیب الرحمن، بسم اللہ مسجد، بلال کالونی، کراچی	۱۴۶۷۔	مولانا یار محمد، مدرسہ رحیمیہ چشتیہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۴۲۶۔	مولانا فیاض، چاول گودام مسجد، لانڈھی، کراچی	۱۴۶۸۔	مفتی سلیم الدین، مدرسہ نظام الاولیاء، نفیر آباد، کراچی
۱۴۲۷۔	مولانا رحمت اللہ، عمر فاروق مسجد، مسلم آباد کالونی، کراچی	۱۴۶۹۔	مفتی رحمت اللہ، مدرسہ رحمانیہ، شاہ لطیف ٹاؤن، کراچی
۱۴۲۸۔	مولانا منصور، زکریا مسجد، ۱۸۹ لانڈھی، کراچی، کراچی	۱۴۷۰۔	مفتی زین العابدین، مدرسہ برکت اللہ، شیخ محمد، گولڈن، کراچی
۱۴۲۹۔	مولانا فضل قادر، مدینہ مسجد، توحید آباد، کراچی	۱۴۷۱۔	مفتی دلاور حسین، جامعہ تاجدار مدینہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۴۳۰۔	مولانا طاہر، مدرسہ صورت القرآن نزد حنفیہ مسجد، چنگچی گیٹ، کراچی	۱۴۷۲۔	مفتی نعیم، مدرسہ اصحاب الصفہ، ظفر ٹاؤن، کراچی
۱۴۳۱۔	مولانا عرفان اللہ فاروقی، مدرسہ تعلیم القرآن مکہ مسجد، گرین ٹاؤن، کراچی	۱۴۷۳۔	مولانا عبد المنان، مدرسہ سیدنا فاروق اعظم، ظفر ٹاؤن، کراچی
۱۴۳۲۔	مولانا صداقت، مدرسہ فاطمۃ الزہرا للبنات، گرین ٹاؤن، کراچی	۱۴۷۴۔	مولانا عبد الشکور، مدرسہ شیخین کریمین، قدافی ٹاؤن، کراچی
۱۴۳۳۔	مولانا سرفراز، مدرسہ آمنہ الفردوس للبنات، آصف آباد، کراچی	۱۴۷۵۔	مفتی عبد الحمید، جامعہ انوار العلوم نورانیہ، قدافی ٹاؤن، کراچی
۱۴۳۴۔	مولانا فضل ربی، مسجد و مدرسہ رحمانیہ، آصف آباد	۱۴۷۶۔	مفتی عبد المجید، مدرسہ قاسم العلوم قدوسیہ، قاسم ٹاؤن، کراچی

۱۴۷۷۔	مفتی شمس الدین، جامعہ شمسیہ اویسہ، مظفر ٹاؤن، کراچی	۱۵۱۹۔	مولانا عبدالوارث، انوار العلوم، شاہ باغ، ملیر، کراچی
۱۴۷۸۔	مفتی منیب، دارالعلوم نعیمیہ، مدینہ لیبر اسکوائر، کراچی	۱۵۲۰۔	مولانا عبدالرحمٰن، انوار العلوم، شاہ باغ، ملیر، کراچی
۱۴۷۹۔	مفتی عتیق الرحمٰن، جامعہ سراج العلوم سرابیہ، قائد آباد، کراچی	۱۵۲۱۔	مولانا سلیم اللہ، جنت مسجد باغ رفیع، ملیر، کراچی
۱۴۸۰۔	مولانا مفتی فواد، جامع مسجد صفری، ملیر، کراچی	۱۵۲۲۔	قاری اقرار، جنت مسجد باغ رفیع، ملیر، کراچی
۱۴۸۱۔	قاری علی، جامع مسجد صفری، ملیر، کراچی	۱۵۲۳۔	مولانا عبید اللہ شاہد، جامع مسجد منیب، ملیر، کراچی
۱۴۸۲۔	مولانا عبدالعلی، مسجد ملیر سٹی اسٹیشن، کراچی	۱۵۲۴۔	مولانا محمود، جامع مسجد عباس، گلستان، ملیر، کراچی
۱۴۸۳۔	مفتی افضل، جامع مسجد باب البنت انوار ابراہیم، ملیر، کراچی	۱۵۲۵۔	مولانا منظور یوسف، جامع مسجد دار السلام، ملت ٹاؤن،
۱۴۸۴۔	مولانا مراد، جامع مسجد رحمت العالمین، ملیر، کراچی	۱۵۲۶۔	مولانا سردار، جامع مسجد طیبہ، ملیر، کراچی
۱۴۸۵۔	حضرت مولانا عبداللہ، جامع مسجد باب الرحمت، انوار ابراہیم، کراچی	۱۵۲۷۔	مولانا بلال، جامع مسجد فاروق اعظم، ملیر، کراچی
۱۴۸۶۔	مولانا عطاءاللہ واحدی، علی مرتضیٰ مسجد باغ، ملیر، کراچی	۱۵۲۸۔	قاری علی اکبر، جامع مسجد فاروق اعظم، ملیر، کراچی
۱۴۸۷۔	قاری عبدالباقی، جامعہ مجیدیہ، ملیر، کراچی	۱۵۲۹۔	قاری نور محمد، جامع مسجد فاروق اعظم، ملیر، کراچی
۱۴۸۸۔	سید ندیم حسین، جامعہ مجیدیہ، ملیر، کراچی	۱۵۳۰۔	مولانا سمیع الحق، مدرسہ صدیقیہ فیض القرآن، اورنگی ٹاؤن، کراچی
۱۴۸۹۔	مولانا حافظ ابو بکر، جامع مسجد عزیز سلیچ، رفیع بنگلوز، ملیر، کراچی	۱۵۳۱۔	قاری سنی خان، مدرسہ جامعہ عائشہ للبنات، سبزی منڈی، کراچی
۱۴۹۰۔	مفتی عبداللطیف، جامع مسجد رحمت العالمین، رفیع بنگلوز، ملیر، کراچی	۱۵۳۲۔	محمد رمضان، مدرسہ القرآن یوسفیا، گلشن اقبال کراچی
۱۴۹۱۔	مولانا عبدالرافع، جامع مسجد رحمت العالمین، ملیر، کراچی	۱۵۳۳۔	قاری جان محمد عابد خوری، مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن، پرانی سبزی منڈی، کراچی
۱۴۹۲۔	قاری رمضان، جامع مسجد رحمت العالمین، ملیر، کراچی	۱۵۳۴۔	مولانا سید ذکی احمد، جامعۃ الامام بخاری، گلڈ اپ ٹاؤن، کراچی
۱۴۹۳۔	قاری عبدالرحمٰن، فاروق مسجد، ملیر، کراچی	۱۵۳۵۔	مولانا عبدالقادر، مدرسہ معصومیہ خدیجیہ، سپر ہائی وے، کراچی
۱۴۹۴۔	مولانا یوسف، جامع مسجد قوسین، ملیر، کراچی	۱۵۳۶۔	مولانا عمران الدین، مدرسہ جامعہ صدیقہ للبنات قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۴۹۵۔	مولانا امان اللہ، جامع مسجد محمد، ملیر، کراچی	۱۵۳۷۔	قاری لیاقت علی، مدرسہ خلیل العلوم، ائیر پورٹ، کراچی
۱۴۹۶۔	مولانا سلمان واحدی، جامع مسجد جمیلہ، ملیر، کراچی	۱۵۳۸۔	مولانا محمد عالم، جامعہ سراج العلوم، حب ریور روڈ، کراچی
۱۴۹۷۔	مولانا عثمان خلیل، جامع مسجد زکریا، کراچی	۱۵۳۹۔	قاری محمد طیب، مدرسہ نور القرآن، لانڈھی، کراچی
۱۴۹۸۔	مولانا نعیمل، ادارۃ الفرقان، ملیر، کراچی	۱۵۴۰۔	قاری شمر خان، مدرسہ نور القرآن، لانڈھی، کراچی
۱۴۹۹۔	مفتی صدیق، ادارۃ الفرقان، ملیر، کراچی	۱۵۴۱۔	مولانا غلام حیدر، جامعہ روضۃ الصالحات للبنات، اورنگی ٹاؤن، کراچی
۱۵۰۰۔	مولانا علی، ادارۃ الفرقان، ملیر، کراچی	۱۵۴۲۔	قاری شیخ محمد عبدالقیوم، مدرسہ حامدیہ محمودیہ، ملیر ہالٹ، کراچی
۱۵۰۱۔	قاری حسنین، جامع مسجد، زکریا، ملیر، کراچی	۱۵۴۳۔	مولانا عبدالکریم، اقراء اسلامیہ، تجوید القرآن، لانڈھی، کراچی
۱۵۰۲۔	مفتی زبیر، جامع مسجد معاذ ٹاؤن، کراچی	۱۵۴۴۔	قاری محمد حنیف، مدرسہ محمدیہ تعلیم القرآن، لانڈھی، کراچی
۱۵۰۳۔	قاری عبداللہ، جامع مسجد معاذ ٹاؤن، کراچی	۱۵۴۵۔	محمد رحمان، جامعہ سعدیہ للبنات، منگھوپیر روڈ، کراچی
۱۵۰۴۔	مولانا حنظلہ، ادارۃ الفرقان، ملیر، کراچی	۱۵۴۶۔	قاری شاہجہان، اقراء روضۃ الفرقان، لیاری، کراچی
۱۵۰۵۔	قاری بشیر، جامع مسجد باب الفضل، جامعہ ملیہ، ملیر، کراچی	۱۵۴۷۔	مولانا محمد بلال، جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن، گلشن معمار، کراچی
۱۵۰۶۔	پروفیسر حسینی، خطیب جامع مسجد باب الفضل جامعہ ملیہ، ملیر، کراچی	۱۵۴۸۔	محمد صابر، مدرسہ جامعہ مدینۃ العلوم، ابراہیم حیدری، کراچی
۱۵۰۷۔	قاری یاسین، جامع مسجد رحمانیہ، ملیر، کراچی	۱۵۴۹۔	محمد اسحاق، جامعہ قرآنیہ، بفرزون، کراچی
۱۵۰۸۔	مولانا سلمان، جامع مسجد رحمانیہ ملیر، کراچی	۱۵۵۰۔	قاری محمد اظہر، مدرسہ حفصہ للبنات، سرجانی ٹاؤن، کراچی
۱۵۰۹۔	قاری رفیق، جامع مسجد رحمانیہ، ملیر، کراچی	۱۵۵۱۔	مولانا محمد حنیف، مدرسہ تعلیم الاسلام، بلال کالونی، کراچی
۱۵۱۰۔	مفتی بلال، جامع مسجد عائشہ، کراچی	۱۵۵۲۔	قاری شاہ نواز، مدرسہ احسن العلوم، نارتھ کراچی
۱۵۱۱۔	قاری سیف اللہ، جامع مسجد عائشہ، کراچی	۱۵۵۳۔	مولانا مبید ضیاء الدین، مدرسہ ضیاء العلوم، بلاول ٹاؤن، کراچی
۱۵۱۲۔	قاری علی، جامع مسجد عائشہ، سوداگران، ملیر، کراچی	۱۵۵۴۔	مفتی ظاہر شاہ، مدرسہ دعوۃ الحق، اولڈ مظفر آباد کالونی، کراچی
۱۵۱۳۔	مولانا یاسر نور، جامع مسجد صدیقی، ملیر، کراچی	۱۵۵۵۔	مولانا فیض الایمان، جامعہ فیض القرآن، مظفر آباد کالونی، کراچی
۱۵۱۴۔	مولانا معاذ نور، مدرسہ حضرت ابو موسیٰ، ملیر، کراچی	۱۵۵۶۔	حضرت مولانا شمس الواعظ، مدرسہ معاویہ رحمٰن پی سفیان، اولڈ مظفر آباد، کراچی
۱۵۱۵۔	قاری حماد اللہ، مدرسہ حضرت ابو موسیٰ، ملیر، کراچی	۱۵۵۷۔	مولانا عبدالبصیر صاحب، مدرسہ شاعت القرآن، مظفر آباد، کراچی
۱۵۱۶۔	قاری عمیر، صدیقی مسجد، ملیر، کراچی	۱۵۵۸۔	مولانا عبدالقدوس، مدرسہ نعمانیہ، لیاری، کراچی
۱۵۱۷۔	قاری عتیق الرحمٰن، مسجد عزیز شفیع، ملیر، کراچی	۱۵۵۹۔	مولانا عبدالباری، ناظم اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ، لیاری، کراچی
۱۵۱۸۔	مفتی صباح الدین، انوار العلوم، شاہ باغ، ملیر، کراچی	۱۵۶۰۔	مولانا شبیر احمد عثمانی، مدرسہ امدادیہ تعلیم القرآن، لیاری، کراچی

۱۵۶۱.	مولانا عبد الرحمٰن، جامعہ شکوریہ تعلیم القرآن، ماڑی پور روڈ، کراچی	۱۶۰۳.	مفتی جمیل، جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی
۱۵۶۲.	مولانا حسین احمد، جامعہ مدینہ، لیاری، کراچی	۱۶۰۴.	مولانا ارشاد، جامعہ امام ابو حنیفہ، مکہ مسجد، کراچی
۱۵۶۳.	مولانا قاری عبد المنان، مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ سائٹ ایریا کراچی	۱۶۰۵.	مولانا سمیع الرحمٰن، جامعہ اسلامیہ مارنیر بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۶۴.	مفتی حبیب الرحمٰن، اسلامیہ محمدیہ تعلیم القرآن، صدر، کراچی	۱۶۰۶.	مولانا امجد، جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی
۱۵۶۵.	مفتی تاج الدین، مدرسہ محمد بن قاسم، لیاری، کراچی	۱۶۰۷.	مفتی حبیب الرحمٰن، جامعہ عمر بن خطاب، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۶۶.	مفتی عبد اللہ ہزاروی، مدرسہ اشرف العلوم، کورنگی، کراچی	۱۶۰۸.	مفتی ابو بکر، جامعہ دار العلوم چشتیہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۶۷.	مولانا عبد الغفار، جامع مسجد شاہی و مدرسہ اسلامیہ، لانڈھی، کراچی	۱۶۰۹.	حضرت مولانا دیدار، جامعہ سراج العلوم مدنیہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۶۸.	مفتی بخت زادہ، مدرسہ بیان القرآن و جامع مسجد اقصیٰ، مظفر آباد، کراچی	۱۶۱۰.	مولانا محمد احسان، جامعہ امام محمد رحمۃ اللہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۶۹.	مولانا طارق، جامع مسجد گلزار حبیب و مدرسہ عثمانیہ بلاول ٹاؤن، کراچی	۱۶۱۱.	مفتی عبد الحمید، جامعہ صدیقیہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۰.	مولانا عبد الستار، جامع مسجد بلال و مدرسہ فاروق اعظم، بلاول ٹاؤن	۱۶۱۲.	مفتی عتیق الرحمٰن، جامعہ حمادیہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۱.	مولانا نور محمد، مدرسہ و مسجد امیر حمزہ، نیو مظفر آباد	۱۶۱۳.	مولانا امتیاز، جامعہ عثمان بن عفان، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۲.	مفتی شیرین شاہ، مدرسہ جامعہ ابو ہریرہ، ریڑھی روڈ، مظفر آباد	۱۶۱۴.	مولانا شیر گل، جامعہ ابو بکر صدیق، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۳.	مولانا ریاض، جامع مسجد و مدرسہ المصطفےٰ، نیو مظفر آباد	۱۶۱۵.	مفتی رحیم شاہ، مدرسہ بحر العلوم الاسلامیہ بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۴.	مولانا عبد الرحمٰن مدرسہ یوسفیہ، نیو مظفر آباد	۱۶۱۶.	مولانا ضیاء الرحمٰن، جامعہ علی المرتضیٰ بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۵.	مولانا تاج الحق، مسجد و مدرسہ محمدی، ریڑھی روڈ، کراچی	۱۶۱۷.	مولانا طیب ہزاروی، جامعہ نعیمیہ درویشیہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۶.	مفتی عبد القیوم صاحب، مدرسہ جامعہ طاہریہ، بختاور گوٹھ، کراچی	۱۶۱۸.	حضرت مولانا انیق، مدرسہ مدینۃ العلوم، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۷.	مولانا مختار، جامع مسجد و مدرسہ ابو بکر صدیق، بختاور گوٹھ، لانڈھی	۱۶۱۹.	مفتی توصیف الرحمٰن، مدرسہ حیدر کرار، شاہ لطیف ٹاؤن، کراچی
۱۵۷۸.	مفتی مقصود احمد، جامع مسجد احسان نور، ۱۹-بی، شاہ لطیف ٹاؤن	۱۶۲۰.	مولانا علیم الرحمٰن، جامعہ مدرسہ امیر معاویہ، یوسف عارفانی گوٹھ، کراچی
۱۵۷۹.	مفتی مظہر الدین، جامع مسجد مدینہ، شاہ لطیف بن قاسم، کراچی	۱۶۲۱.	مفتی حلیم الرحمٰن، جامعہ حسنین کریمین، عبد اللہ گوٹھ، کراچی
۱۵۸۰.	مولانا احسان، جامع مسجد مازنیہ، بن قاسم، کراچی	۱۶۲۲.	مفتی دلدار، مدرسہ امام مالک، نصیر آباد، کراچی
۱۵۸۱.	مولانا محمد قاسم فاروقی، جامعہ عبد اللہ بن عثمان بن قاسم، کراچی	۱۶۲۳.	مولانا عبد المجید، جامعہ قادسیہ قاسم العلوم، لاشاری گوٹھ، کراچی
۱۵۸۲.	مولانا محمد وسیم احمد، جامعہ مسجد عثمان، شاہ لطیف، کراچی	۱۶۲۴.	مولانا شاہ نواز، جامعہ شمس العلوم مدینہ، شاہ لطیف ٹاؤن، کراچی
۱۵۸۳.	مولانا عمران، جامع مسجد الحرمین، بن قاسم، کراچی	۱۶۲۵.	مفتی احمد الرحمٰن، مدرسہ دار الفیوض، گلشن حدید، کراچی
۱۵۸۴.	مولانا سیف اللہ، مدرسہ عمر بن خطاب، بن قاسم، کراچی	۱۶۲۶.	مفتی شاہد، مدرسہ نعمانیہ، گلشن حدید، کراچی
۱۵۸۵.	مولانا الیاس بنگش، جامع مسجد زکریا، بن قاسم، کراچی	۱۶۲۷.	مفتی رحیم گل، مدرسہ عائشہ صدیقیہ، بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۵۸۶.	مولانا ماہر الزمان عابد، جامع مسجد اماں خدیجۃ الکبریٰ، کراچی	۱۶۲۸.	مولانا کفایت اللہ مخلص، جامعہ اشرفیہ، G-۳۶، لانڈھی، کراچی
۱۵۸۷.	مولانا شمس الرحمان، جامع مسجد و مدرسہ بدر العلوم قاسمیہ، کراچی	۱۶۲۹.	مولانا نور احمد، جامعہ انصاریہ، G-۳۶، لانڈھی، کراچی
۱۵۸۸.	مولانا اللہ بخش، جامعہ مدرسہ حیدریہ غفوریہ، کراچی	۱۶۳۰.	مولانا شیخ الاسلام، دار العلوم رحمانیہ، G-۳۶، لانڈھی، کراچی
۱۵۸۹.	مولانا عابد الرحمٰن، جامع قاسمیہ بن قاسم ٹاؤن، ملیر، کراچی	۱۶۳۱.	مولانا لقمان حکیم، مدرسہ سلمان فارسہ، G-۳۶، لانڈھی، کراچی
۱۵۹۰.	مولانا زکریا، مدرسہ اسلامیہ حیدریہ، بن قاسم، کراچی	۱۶۳۲.	مولانا عظیم الدین مختار، مدرسہ دینیہ تعلیم القرآن، دار العلوم بستی، کورنگی، کراچی
۱۵۹۱.	شیخ الحدیث عبد الکریم، مدرسہ اشاعت القرآن بن قاسم، کراچی	۱۶۳۳.	مولانا عزیز الحق انجم، مدرسہ قرآنیہ محمد آباد کالونی، لانڈھی، کراچی
۱۵۹۲.	مفتی عبد الماجد، مدرسہ برکات مدینہ جینس کالونی، کراچی	۱۶۳۴.	مولانا محمد سعید، المعہد الاسلامی، G-۳۶، لانڈھی، کراچی
۱۵۹۳.	مولانا عادل، مدرسہ جامعہ احمدیہ نوریہ، یوسف گوٹھ، کراچی	۱۶۳۵.	مولانا حسنین معاویہ، مدرسہ معاویہ بن ابی سفیان، معین آباد، لانڈھی، کراچی
۱۵۹۴.	مفتی طارق مسعود، جامعہ علی المرتضیٰ، نصیر آباد، بن قاسم، کراچی	۱۶۳۶.	مولانا حبیب اللہ اشرف، معہد القرآن والعلوم الاسلامیہ G-۳۶ شریف کالونی، کراچی
۱۵۹۵.	مفتی عبد الرؤف، جامعہ علویہ یوسفیہ D-۳۰، بن قاسم، کراچی	۱۶۳۷.	مولانا سعید امین سعدی، مدرسہ زینت القرآن، جمعہ بلوچ گوٹھ، کراچی
۱۵۹۶.	مفتی اشفاق چشتی، مدرسہ رحیمیہ للبنات، یوسف گوٹھ، کراچی	۱۶۳۸.	مولانا مختار احمد، دار العلوم، امیر حمزہ گلشن معمار، کراچی
۱۵۹۷.	مفتی عنایت الرحمان، مدرسہ نجم المدارس F-۳۰، بن قاسم	۱۶۳۹.	مولانا سید حسین فاروقی، جامعہ سکینہ للبنات، ابراہیم حیدری، کراچی
۱۵۹۸.	مولانا ارشد، مدرسہ ارشاد الاسلام، پیپری، کراچی	۱۶۴۰.	مولانا نور المبین، مدرسہ عبد اللہ بن مسعود، محمود آباد، کراچی
۱۵۹۹.	مولانا حبیب الرحمان، مدرسہ حبیبیہ، لاشاری گوٹھ، کراچی	۱۶۴۱.	مولانا محمد یونس، جامعہ فرقانیہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی
۱۶۰۰.	مولانا حیدر، جامعہ اشاعت القرآن D-۲۰، بن قاسم، کراچی	۱۶۴۲.	مولانا عزیز الحق خالد، مدرسہ اصحاب بدر، کورنگی، کراچی
۱۶۰۱.	مولانا احسان، مدرسہ ابی بن کعب C-۲۰، کراچی	۱۶۴۳.	مولانا محمد عمر سعید، مدرسہ محمودیہ، زمان ٹاؤن، کورنگی، کراچی
۱۶۰۲.	مولانا سمیع اللہ، جامعہ عطاء العلوم، بن قاسم، شاہ لطیف، کراچی	۱۶۴۴.	مولانا محمد ابراہیم فضل، مدرسہ ابو ایوب انصاری، علی گوٹھ، کراچی

۱۶۴۵.	مولانا محمد سلیم سکندر، جامعہ حیدریہ، سوکوارٹر، کورنگی، کراچی	۱۶۸۷.	قاری علی خان، مدرسہ جامعہ اسلامیہ بن عفان، مانسرہ کالونی، کراچی
۱۶۴۶.	مولانا نور کوثر صدیقی، مدرسہ عائشہ للبنات، بنگالی کیمپ، کراچی	۱۶۸۸.	قاری فضل غفار، جامعہ تحفیظ القرآن، مجاہد کالونی ڈالمیا، کراچی
۱۶۴۷.	مولانا محمد الیاس نعیم، مدرسہ فاروقیہ، G-۳۶، شریف کالونی، کراچی	۱۶۸۹.	علامہ فضل غفار، اقراء حدیقۃ الاطفال، مجاہد کالونی فیز II، ڈالمیا، کراچی
۱۶۴۸.	مولانا غلام سرور، مدرسہ الہیہ فیضیہ، سوکوارٹر، کوارٹر، کراچی	۱۶۹۰.	مولانا ثناء الرحمٰن، مدرسہ مفتاح العلوم، نارتھ ناظم آباد، کراچی
۱۶۴۹.	مولانا محمد ابراہیم صدیقی، جامعہ اشرف العلوم، غوث پاک روڈ کورنگی، کراچی	۱۶۹۱.	عنایت اللہ، مدرسہ عبداللہ ابن عباس، سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن، کراچی
۱۶۵۰.	مولانا محمد ہاشم، جامعہ عمر بن عبدالعزیز، جمعہ گوٹھ، کورنگی، کراچی	۱۶۹۲.	قاری نوابزادہ، مدرسہ عبداللہ بن عباس، الٰہی کالونی سائٹ، کراچی
۱۶۵۱.	مولانا سلطان الاسلام، معہد الارشاد، موسیٰ کالونی، کراچی	۱۶۹۳.	قاری محمد سیف اللہ، مدرسہ سعود بن قاسم ٹاؤن، کراچی
۱۶۵۲.	مولانا جعفر احمد، جامعہ ہندہ للبنات، G-۳۶، لانڈھی، کراچی	۱۶۹۴.	حافظ اختر نواز، مدرسہ زینت القرآن، پی آئی بی کالونی، کراچی
۱۶۵۳.	مولانا طاہر، سہیل مسجد، شیر پاؤ کالونی، کراچی	۱۶۹۵.	قاری محمد امین، مدرسہ حفصہ للبنات والبنین، گلشن اقبال ٹاؤن، ملیر، کراچی
۱۶۵۴.	مولانا آفتاب احمد، غوثیہ مسجد، کشمیری محلہ، لانڈھی، کراچی	۱۶۹۶.	مولانا عبدالرحیم، مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن، مدینہ کالونی، کھوکھراپار، کراچی
۱۶۵۵.	مولانا عطاء الرحمٰن، بلال مسجد ۸۹، لانڈھی، کراچی	۱۶۹۷.	مولانا محمد فاروق، مدرسہ عربیہ تحفیظ القرآن، رحمان گوٹھ ہاکس بے، کراچی
۱۶۵۶.	مولانا سرور، خالد بن ولید، مانسہرہ کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۶۹۸.	قاری محمد عمر ناصر، مدرسہ اصحاب صفہ، منگھوپیر روڈ، کراچی
۱۶۵۷.	مولانا افتخار شاہ، مکہ مسجد، مانسہرہ کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۶۹۹.	مولانا شبیر احمد جوکھیو، مدرسہ اویس کرنی، گڈاپ ٹاؤن، کراچی
۱۶۵۸.	مولانا انوار، بسم اللہ مسجد، مانسہرہ کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۷۰۰.	قاری جمیل احمد، مدرسہ رحمانیہ تعلیم القرآن، اورنگی ٹاؤن، کراچی
۱۶۵۹.	مولانا شاکر اللہ، مسجد نور، مانسہرہ کالونی، لانڈھی، کراچی	۱۷۰۱.	مولانا نعمت اللہ، جامعہ سعدیہ کراچی للبنین وللبنات، کوئٹہ ٹاؤن، کراچی
۱۶۶۰.	مولانا جلال، فیبہ مسجد، مانسہرہ کالونی، کراچی	۱۷۰۲.	قاری محمد وجیہ الدین، جامعہ انوار محمد جامعہ مسجد طلحہ، کراچی
۱۶۶۱.	مولانا غلام محمد عاصم، مسجد اقصیٰ، مانسہرہ کالونی، کراچی	۱۷۰۳.	علامہ جمیل خان، نور الفتح A-۵۴، گلزار ہجری، کراچی
۱۶۶۲.	مولانا سلیمان، سیبہ مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۰۴.	قاری حیات اللہ، مدرسہ اقراء ضیاء القرآن، شاہ لطیف ٹاؤن، کراچی
۱۶۶۳.	مولانا عبدالرحیم، مدینہ مسجد، مانسہرہ کالونی، کراچی	۱۷۰۵.	قاری گل زمان معاویہ، جامعہ اشاعت الاسلام، جامعہ مسجد سرجانی ٹاؤن، کراچی
۱۶۶۴.	مولانا عبدالمقیت، غوثیہ مسجد، مانسہرہ کالونی، کراچی	۱۷۰۶.	قاری غلام عباس، مدرسہ حنفیہ للبنات، سیکٹر C/۷، نارتھ کراچی
۱۶۶۵.	مولانا شمس الحق، مدینہ مسجد گندہ والی، مانسرہ کالونی، کراچی	۱۷۰۷.	مولانا عتیق اللہ بیگ، مدرسہ شاہدار ار قاسم پلاٹ نمبر R-۴۷۷، کراچی
۱۶۶۶.	مولانا عزیز اللہ، بیت المکرم مسجد، مانسہرہ کالونی، کراچی	۱۷۰۸.	مولانا سبحان اللہ، مدرسہ عاصمہ للبنات، فقیر مسجد، گارڈن ویسٹ، کراچی
۱۶۶۷.	مولانا اویس، نمرہ مسجد فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۰۹.	مولانا سبحان اللہ، مدرسہ مظہر العلوم جامعۃ الصالح، منگھوپیر روڈ، کراچی
۱۶۶۸.	مولانا طارق محمود مجددی، غوثیہ مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۰.	مولانا خیر الرحیم، مدرسہ، عثمان بن عفان، کیماڑی ٹاؤن، کراچی
۱۶۶۹.	مفتی ریاست علی، سنہری مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۱.	مولانا عبدالقدوس، جامعہ نعمانیہ، غریب شاہ لین، لیاری، کراچی
۱۶۷۰.	مولانا ضیاء الحق، مسجد ابو بکر صدیق، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۲.	مولانا محمد اعجاز، یٰسین القرآن للبنات بلاک ۱۹م، گلشن اقبال، کراچی
۱۶۷۱.	مولانا صادق شاہ، قادریہ مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۳.	مولانا محمد طیب، مدرسہ مفتاح القرآن، مہران ٹاؤن، کورنگی، کراچی
۱۶۷۲.	مفتی صادق، سبحانی مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۴.	مولانا ثاقب الدین خان، جامعۃ الزیتون، اتحاد ٹاؤن، بلدیہ، کراچی
۱۶۷۳.	خطیب عبدالرحمٰن، مرکزی جامع مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۵.	مولانا سعید الرحمان، مدرسہ خلفائے راشدین، بابر موڑ، نارتھ کراچی
۱۶۷۴.	مولانا محمد امین، جامع مسجد اخلاص، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۶.	مولانا محمد اسلام، مدرسہ جامعہ مسجد سبوانی، چھپا گلی، جوڑیا بازار، کراچی
۱۶۷۵.	مولانا سعید احمد، مدینہ مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۷.	قاری محمد یٰسین، دار العلوم عربیہ رضائے مصطفیٰ، کورنگی نمبر ۲ ڈھائی، کراچی
۱۶۷۶.	مولانا محمد آصف، نورانی مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۸.	علامہ حسن محمد عظیمی، اقراء روضۃ الاطفال عظیمی، لاسی گوٹھ، گڈاپ، کراچی
۱۶۷۷.	مولانا نور شاہ، عمر بن خطاب مسجد، فیوچر کالونی، کراچی	۱۷۱۹.	مولانا شاہ نواز، مدرسہ عثمان بن زیاد للبنات گل محمد لین چاکیواڑہ، لیاری، کراچی
۱۶۷۸.	قاری محمد امیر الدین زاہد، جامعہ امیر المدارس، احسن آباد، کراچی	۱۷۲۰.	قاری عارف، اقراء روضۃ الاطفال، گلشن معمار، کراچی
۱۶۷۹.	قاری محمد اعظم، مدرسہ سعدیہ للبنات، شفیق کالونی، فیڈرل بی ایریا، کراچی	۱۷۲۱.	مولانا محمد طیب، مدرسہ محمد نعمان بن ثبت، کورنگی، کراچی
۱۶۸۰.	مولانا شیخ محسن علی مدرسہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق لسبیلہ چوک محمدی کالونی کراچی	۱۷۲۲.	مولانا اکبر شاہ، مدرسہ شاہ تعلیم القرآن، سلطان آباد سوسائٹی، منگھوپیر، کراچی
۱۶۸۱.	قاری عبدالغفار، مدرسہ اقراء دار القرآن، بلال کالونی، کراچی	۱۷۲۳.	مولانا عبدالغفار، مدرسہ فیض القرآن حقانیہ، اسٹیڈیم روڈ دلیہ، کراچی
۱۶۸۲.	قاری محمد اقبال، مدرسہ زینت القرآن، پی این ٹی کالونی گذری، کراچی	۱۷۲۴.	قاری نعمان عالم، مدرسہ نعمان السلام، گلشن اقبال، کراچی
۱۶۸۳.	مولانا اصغر خان، جامعہ ربانی العلوم، للبنات، قیوم آباد، کراچی	۱۷۲۵.	قاری عبدالرحمن، اقرا مدینہ الاطفال، گڈاپ ٹاؤن، کراچی
۱۶۸۴.	قاری نصیر محمد، اقرا مدنیات الاطفال اعظم ٹاؤن، سہراب گوٹھ، کراچی	۱۷۲۶.	مولانا سجاد حسن، اقراء دار القرآن، بلال بیکری ناظم آباد، کراچی
۱۶۸۵.	حافظ غلام یٰسین مدرسہ جامعۃ القرآن بن عفان سکندر آباد، گلزار ہجری کراچی	۱۷۲۷.	قاری محمد اسماعیل، مدرسہ تعلیم القرآن خلفائے راشدین، ناظم آباد، کراچی
۱۶۸۶.	قاری محبوب احمد، ادارۂ عثمانیہ تعلیم القرآن، گلزار ہجری ملیر، کراچی	۱۷۲۸.	مولانا محمد طیب صدیقی، مدرسہ تحفیظ القرآن حمیدی، ڈالمیا، کراچی

۱۷۲۹.	مولانا گل روز خان.....، مدرسہ انوار القرآن، بلدیہ ٹاؤن، کراچی	۱۷۷۱.	قاری محمد ادریس، مدرسہ دار القرآن، منگھوپیر روڈ، کراچی
۱۷۳۰.	قاری فیض الرحمن، مدرسہ اصلاح الاطفال، لیاری، کراچی	۱۷۷۲.	مولانا مسعود الحق، مدرسہ تاج القرآن، ایف بی ایریا، کراچی
۱۷۳۱.	مولانا سعید اللہ، مدرسہ اقرا تعلیم القرآن، سہراب گوٹھ، کراچی	۱۷۷۳.	قاری آدم شیر، مدرسہ سعد بن ابی وقاص، کورنگی ٹاؤن، کراچی
۱۷۳۲.	قاری حفیظ الرحمٰن، مدرسہ امام اعظم ابو حنیفہ، سہراب گوٹھ، کراچی	۱۷۷۴.	مولانا محمد اسحاق فاروقی، مدرسہ انوار القرآن، کورنگی، کراچی
۱۷۳۳.	قاری محمد یوسف، مدرسہ تعلیم القرآن للبنات والبنین، اورنگی ٹاؤن، کراچی	۱۷۷۵.	مولانا عبد الرؤف عابد، مدرسہ عربیہ اسلامیہ اصاحتہ القرآن، کراچی
۱۷۳۴.	قاری عبد المالک، مدرسہ تعلیم القرآن غوثیہ عمر مسجد، لیاری ایکسپریس، کراچی	۱۷۷۶.	قاری رفیع اللہ صدیقی، جامعہ صدیقہ حزب اللہ، سائٹ ٹاؤن، کراچی
۱۷۳۵.	مولانا شفیع عالم، مدرسہ عربیہ رشیدیہ، گورنگی نمبر ۱، کراچی	۱۷۷۷.	قاری حزب اللہ، مدرسہ عائشہ صدیقہ، حب ریور روڈ، کراچی
۱۷۳۶.	مولانا محمد عیسیٰ، مدرسہ امام بخاری، الآصف اسکوائر، کراچی	۱۷۷۸.	مولانا عبید الرحمٰن، مدرسہ تعلیم القرآن رحمانیہ، حیدری، کراچی
۱۷۳۷.	قاری زاہد حسین، مدرسہ دار العلوم یوسفی، کورنگی، کراچی	۱۷۷۹.	قاری سید ظفر اللہ، مدرسہ عربیہ معروف العلوم، ناظم آباد، کراچی
۱۷۳۸.	مولانا محمود الحسن، مدرسہ خدیجہ الکبریٰ للبنات، ایف بی ایریا، کراچی	۱۷۸۰.	قاری احسن الرشید، مدرسہ اباء بن کعب، کالا پل، کراچی
۱۷۳۹.	مولانا عبد الحمید بدری، جامعہ رحمتہ للعالمین، ملیر، کراچی	۱۷۸۱.	مولانا محمد نصیر، مدرسہ عربیہ تجوید القرآن، گارڈن ویسٹ، کراچی
۱۷۴۰.	قاری محمد سلیمان آفریدی، جامعہ عمر فاروق، اتحاد ٹاؤن، کراچی	۱۷۸۲.	قاری خالد عمر، مدرسہ روضۃ العلم، اجمیر نگر، کراچی
۱۷۴۱.	مولانا عبد الصمد، مدرسہ عربیہ تدریس القرآن، گڈاپ ٹاؤن، کراچی	۱۷۸۳.	مولانا محمد قوال، مدرسہ اقراء روضۃ الاحضہ، ملیر، کراچی
۱۷۴۲.	مولانا محمد صدیقی، مدرسہ مدینہ للبنات، لانڈھی، کراچی	۱۷۸۴.	قاری محمد اسحاق، مدرسہ جامعہ رشیدیہ، کورنگی، کراچی
۱۷۴۳.	قاری عبید اللہ، مدرسہ نصرت السلام، موسیٰ کالونی، کراچی	۱۷۸۵.	قاری محمد سعد اللہ، اقراء روضۃ الاعلم، نارتھ، کراچی
۱۷۴۴.	قاری محمد وسیم، مدرسہ علی المرتضیٰ، اورنگی ٹاؤن، کراچی	۱۷۸۶.	مولانا محمد یوسف، جامعہ عثمانیہ، ضیاء الحق، گلشن اقبال، کراچی
۱۷۴۵.	قاری محمد صادق، مدرسہ عثمانیہ، فیض القرآن، کورنگی، کراچی	۱۷۸۷.	قاری راز محمد، جامعہ دار العلوم العربیہ، گڈاپ ٹاؤن، کراچی
۱۷۴۶.	قاری محمد عاشق، مدرسہ انوار القرآن، اجمیر نگری، نارتھ، کراچی	۱۷۸۸.	مولانا سعد اللہ، جامعہ مدینہ للبنات، نارتھ کراچی
۱۷۴۷.	قاری محمد نعیم، مدرسہ محمدی مظہر الاسدی خدیجہ الکبریٰ، تیسر ٹاؤن	۱۷۸۹.	محمد عطاء الرحمٰن، جامعہ انوار السلام، نیشنل بائی وے، کراچی
۱۷۴۸.	قاری دوست محمد، مدرسہ دار القرآن فتحیہ، سعید آباد بلدیہ ٹاؤن، کراچی	۱۷۹۰.	مولانا وزیر احمد، مدرسہ تعلیم القرآن، لیاری کراچی
۱۷۴۹.	مولانا عطاء اللہ قاسمی، مدرسہ شاہ صدیق اکبر نعمانی، اعظم ٹاؤن، کراچی	۱۷۹۱.	قاری عبد المالک، مدرسہ محمدیہ، گڈاپ ٹاؤن، کراچی
۱۷۵۰.	مولانا امان اللہ، مدرسہ حضرت عمر بن خطاب، کشمیر کالونی، کراچی	۱۷۹۲.	مولانا محمد جاوید، مدرسہ خادم العلوم، گلزار ہجری، کراچی
۱۷۵۱.	قاری ذوالفقار احمد، مدرسہ اقراء روضۃ القرآن، تیسر ٹاؤن، کراچی	۱۷۹۳.	مولانا سید رئیس احمد، جامعہ سعودیہ للبنات، اسکیم ۳۳، کراچی
۱۷۵۲.	قاری رحمت اللہ رئیس، مدرسہ تعلیم القرآن، بغدادی، لیاری، کراچی	۱۷۹۴.	قاری اسد اللہ، الجامعہ الاسلام دار العلوم، صرافہ بازار، کراچی
۱۷۵۳.	مولانا محمد اسماعیل، مدرسہ گلشن حضرت علی پٹھان کالونی، ڈرگ روڈ ریلوے گیٹ، کراچی	۱۷۹۵.	قاری ارشد علی، مدرسہ تعلیم القرآن، کورنگی کراچی
۱۷۵۴.	مولانا حبیب الرحمٰن، مدرسہ رقیہ للبنات، نیو رشید آباد، کراچی	۱۷۹۶.	قاضی عبد الحئی، مدرسہ زینت القرآن اسٹیل میل، کراچی
۱۷۵۵.	قاری احمد ممتاز، جامعہ خلفائے راشدین باکس بے روڈ سازی پور، کراچی	۱۷۹۷.	مولانا عزیز الرحمٰن، مدرسہ انوار القرآن، شیریں جناح کالونی، کراچی
۱۷۵۶.	علامہ ندیم رفعت، مدرسہ خاتون جنت فاطمۃ الزہرہ، کراچی	۱۷۹۸.	مولانا شمس الدین، دینیہ تعلیم القرآن، کورنگی، کراچی
۱۷۵۷.	قاری غلام محمد، مدرسہ دار القرآن، مہران ٹاؤن، کورنگی، کراچی	۱۷۹۹.	قاری فیض اللہ، جامعہ فیض الاسلام، سپر بائی وے، کراچی
۱۷۵۸.	مولانا محمد یوسف، مدرسہ سعد بن معاذ، گڈاپ ٹاؤن ملیر، کراچی	۱۸۰۰.	مولانا حبیب الرحمٰن، جامعہ حفیظ اللبنات، نارتھ کراچی
۱۷۵۹.	قاری عبد الغفار، اقراء مدرسہ اسلام، گڈاپ ٹاؤن ملیر، کراچی	۱۸۰۱.	قاری محمود احمد، مدرسہ جامعہ عبد اللہ بن عباس، گڈاپ ٹاؤن، کراچی
۱۷۶۰.	قاری محمد گلزار، جامعہ فاروقیہ، تحفیظ القرآن، بڑا بورڈ، کراچی	۱۸۰۲.	مولانا ظہیر احمد، اقراء اصلاح الاطفال، سلطان آباد، کراچی
۱۷۶۱.	علامہ خالد محمود، مدرسہ عثمانیہ، میٹروول تھرڈ اسکیم ۳۳، کراچی	۱۸۰۳.	مولانا محمد ابراہیم، دار العلوم اسلامیہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی
۱۷۶۲.	قاری مجید اللہ، مدرسہ علی المرتضیٰ، فرنٹیئر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی	۱۸۰۴.	قاری فیض الرحمٰن، مدرسہ فیض الغفور، نارتھ ناظم آباد، کراچی
۱۷۶۳.	قاری جبران، مدرسہ فاروق اعظم، گل محمد لین، لیاری، کراچی	۱۸۰۵.	قاری محمد اصغر، مدرسہ صدیقہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی
۱۷۶۴.	قاری محمود، مدرسہ قاسم العلوم نیو حاجی کیمپ، سلطان آباد، کراچی	۱۸۰۶.	مولانا عتیق الرحمٰن، مدرسہ سید الشہداء حمزہ، شانتی نگر ڈالمیا، کراچی
۱۷۶۵.	علامہ عبد الوکیل، مدرسہ عثمانیہ، پیر بخش گوٹھ گڈاپ ٹاؤن، کراچی	۱۸۰۷.	قاری امیر محمد، مدرسہ ام کلثوم، بلدیہ ٹاؤن، کراچی
۱۷۶۶.	شاہد کوثر، جامعہ المدینہ الغوثیہ، مشرف کالونی باکس بے، کراچی	۱۸۰۸.	قاری عبد الحمید، جامعہ اسلامیہ اشرف العلوم، سپر بائی وے، کراچی
۱۷۶۷.	قاری عبد الستار، مدرسہ عربیہ القرآن، منگھوپیر روڈ گڈاپ، کراچی	۱۸۰۹.	مولانا وقاص احمد، مدرسہ احسن القرآن، لانڈھی، کراچی
۱۷۶۸.	قاری محمد احسان، مدرسہ تعلیم القرآن عبد اللہ بن مسعود، لیاری، کراچی	۱۸۱۰.	قاری محمد حنیف، مدرسہ تجوید القرآن، کورنگی، کراچی
۱۷۶۹.	حافظ محمد، مدرسہ سعد بن ابی وقاص، نیشنل بائی وے، کراچی	۱۸۱۱.	مولانا فضل علی، مدرسہ شیخ زکریا جامع مسجد، گارڈن بائی پاس روڈ، کراچی
۱۷۷۰.	قاری محمد ولی الرحمٰن، مدرسہ تعلیم القرآن، گلشن اقبال، کراچی	۱۸۱۲.	مولانا عبد الرحمٰن، مدرسہ حفصہ للبنات، سرجانی ٹاؤن، کراچی

۱۸۱۳.	حافظ مقبول احمد، محلہ عالی عید گاہ، چنیوٹ	۱۸۲۲.	ڈاکٹر قاری عبدالرشید، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
۱۸۱۴.	عثمان علی شیخ، ریسرچ سکالر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد	۱۸۲۳.	ملک اللہ بخش کلیار، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
۱۸۱۵.	ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد	۱۸۲۴.	علامہ ابو حکیم اکبری، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
۱۸۱۶.	مولانا علی محمد ابوتراب، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد	۱۸۲۵.	خورشید احمد ندیم، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
۱۸۱۷.	امداداللہ، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد	۱۸۲۶.	مولانا حافظ فضل الرحیم، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
۱۸۱۸.	جسٹس (ر) منظور حسین، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد	۱۸۲۷.	پیر روح الحسنین معین، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
۱۸۱۹.	جسٹس (ر) محمد رضا خان، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد	۱۸۲۸.	ڈاکٹر محمد راغب حسین، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
۱۸۲۰.	عبداللہ، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد	۱۸۲۹.	پروفیسر ڈاکٹر صاحبزاد ساجد الرحمٰن، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد
۱۸۲۱.	علامہ سید افتخار حسین نقوی، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد		

تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے "پیغام پاکستان" کا تحقیقی جائزہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"پیغام پاکستان" کے مطالعہ سے ہمیں یہ اندازاہ ہوا، بلکہ یقین تک ہوا کہ "پیغام پاکستان" دستخط کردہ علماء میں سے اکثر علماء کا موقف نہیں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ "پیغام پاکستان" یاتو ان کی نظروں سے گذرا نہیں ہے یا پھر اصلاح پر ان حضرات کو قدرت حاصل نہیں تھی، کیونکہ ان میں سے ہمارے مشائخ ہیں، ہمارے اساتذہ کرام ہیں، ہم ان کی صلاحیتوں سے بخوبی واقف ہیں، ان کی علمی استعداد کے سامنے سرِ تسلیم خم ہیں۔ "پیغام پاکستان" یقیناً اسلامی زندگی، اسلام کی عالمگیریت اور اسلامی نظام کا خارج میں ایک اسلامی ریاست (state) پر تطبیق سے بالکل ناواقفیت پر دال ہے، اور آج پوری دُنیا میں دہشت گردی کے نام پر جاری جنگ کی حقیقت سمجھنے سے اور اس جنگ میں پاکستان کے کردار کو سمجھنے سے یہ تحریر بالکل عاری ہے اور خاص کر پاکستان میں جاری جنگ کی وجوہات کا تو "پیغام پاکستان" کو ہوا تک بھی نہیں لگی ہے۔

"پیغام پاکستان" میں شامل مضامین کا ذیل میں ہم تحقیقی اور تفصیلی جائزہ لیتے ہیں، تاکہ قارئین حضرات کے سامنے حقیقت حال واضح ہوجائے۔

اسلامی ضابطۂ حیات:

آج دُنیا میں یہ جاری جنگ " ضابطہ حیات" ہی کی جنگ ہے کہ یہود ونصاریٰ تمام عسکری اور غیر عسکری قوت کو لے کر میدان میں اُترے ہیں اور یہ نعرہ لگارہاہیں (The end of the history and the last man) کہ "روسو" کے خود ساختہ نظام "سیکولر جمہوریت" پر تاریخ انسانی کا خاتمہ ہوگا، بس یہی ضابطۂ حیات ہے۔ یہی نظام زندگی ہے۔ یہی طرز زندگی ہے اور اس کے مقابلے میں میدان میں اترے ہوئے مجاہدین کا دعویٰ ہے کہ جس ضابطۂ حیات پر تاریخ انسانی کا خاتمہ ہوگا وہ ضابطہ حیات "دین اسلام" ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾

یعنی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو تمام انسانیت کے لئے پسند فرمایاہے کہ قیامت تک کیلئے یہی ضابطہ حیات ہوگا تمام انسانوں کیلئے، کیونکہ دین اسلام کا مطلب ہے: قانون، طرز زندگی، نظام زندگی، بس یہی ضابطہ حیات ہوا۔ اور پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اکمال اور اتمام کی بات کی ہے، مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ اکمال کا مطلب ہے "کسی چیز سے جو عرض اور مقصود ہو اس کا پورا ہونا، اتمام کا مطلب" کہ مزید کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اکمال دین کا معنی یہ ہے کہ آج دین کے تمام حدود وفرائض اور احکام وآداب مکمل کردیئے گئے، اب اس میں کسی اضافے اور زیادتی کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کمی کا احتمال ہے۔ (بحوالہ روح المعانی)

یہی وجہ ہے کہ اس آیت کے تقریباً اکیاسی روز بعد آپ ﷺ دار فانی سے رحلت فرماگئے اور احکام کے اعتبار سے یہ قرآن کی آخری آیت ہے۔

علماء حضرات فرماتے ہیں کہ گویا آدم علیہ السلام سے اس "نعمت الہیّہ" کا نزول وترویج ہر زمانے اور ہر خطہ کے مناسب حال شروع تھا اور آج امت محمد یہ پر اس کا خاتمہ ہوا۔

لہٰذا مجاہدین حضرات کا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام کی صورت میں یہ طرز زندگی، نظام زندگی، ضابطۂ حیات اساسی قانون اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے انسانوں کے لئے پسند فرمایا ہے اور فرمایا: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ﴾ اور حضور ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا: "وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي" کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، میں آخری نبی ہوں اور میں تمام انسانیت کیلئے ہوں۔ ﴿قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا﴾ اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ ﷺ کے متعلق اعلان فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا﴾

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اعلان فرمایا کہ دین اسلام اور محمد ﷺ کی نبوت پر تاریخ انسانی کی ارتقاء کا خاتمہ ہوگا، بس یہی ضابطۂ حیات ہے اور اسلام کی ضابطہ حیات ہونے کو یہ بات مستلزم ہے کہ ہر زمانے میں تمام انسانوں کی دُنیا وآخرت کی ضرورتوں کا اکمال اس ضابطہ حیات میں موجود ہو۔ ہر فرقے ومذہب کے متعلق اصول اس میں موجود ہوں۔

ہماری اس ضابطۂ حیات کی تشریح سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہم نے اسلامی ضابطۂ حیات کو فرقہ واریت پر محمول نہیں کیا ہے اور اسلام کے دیئے ہوئے مختلف اقوام فرقوں اور مذاہب کے حقوق کا انکار ہم نے نہیں کیا ہے۔

"پیغام پاکستان" میں جس اسلامی ضابطۂ حیات کی بات ہوئی۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب تمہارے ہاتھ میں اسلامی ضابطۂ حیات ہو تمہارے پاس ایک اسلامی نظام ہو، اب اس نظام ضابطۂ حیات کو دوسروں سے تسلیم کرانا ہو پھر اس صورت میں یہ ذکر کردہ باتیں مسلّم ہیں۔ اب تو معاملہ بالعکس ہے، بجائے یہ کہ ہم دوسروں پر ضابطۂ حیات پیش کریں، ہم مسلمان خود اسلامی ضابطۂ حیات سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، اب تو یہود ونصاریٰ اپنا ضابطۂ حیات (New world order) (نیو ورلڈ آرڈر) ایک کفری نظام ہمارے اوپر پیش کررہے ہیں کہ یہی ضابطۂ حیات تسلیم کرو، ورنہ جنگ کیلئے تیار ہوجاؤ۔

یہ ڈرون، جیٹ، میزائل، یہ ساری قوت اسی ضابطۂ حیات کے اجراء کی خاطر ہمارے اوپر استعمال ہورہی ہیں۔ پاکستانی عوام کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ مجاہدین نے دُنیا کے کفار پر اپنا اسلامی ضابطۂ حیات پیش کیا جو آج کی جنگ کا ذریعہ بنا، بلکہ مجاہدین دشمن کے پیش کردہ سیکولر جمہوری ضابطۂ حیات کے خلاف علماء حضرات کی سرپرستی میں نکلے ہیں، راستے میں پاکستان نے یہودی ضابطۂ حیات کے تحفظ کی خاطر مجاہدین کے ساتھ لڑنا شروع کیا، یہودی ضابطۂ حیات کے تحفظ کا فرنٹ لائن اتحادی بنا، علماء کرام کی قیادت میں مجاہدین کے اٹھائے ہوئے بندوق کا رخ زبردستی اپنی طرف پھیر دیا اور پاکستان نے امریکہ کی سرپرستی میں مجاہدین پر ایسے مظالم ڈھائے، بیوی، بچوں، رشتہ دار، گھربار کا ایسا ستیاناس کیا کہ مجاہدین کیلئے اسلامی ضابطۂ حیات کا تحفظ تو دور کی بات رہی خود پاکستان (جو کہ اپنے کو اسلامی ریاست کہتی ہے) سے اپنی جان مال، عزت وآبرو کا تحفظ مشکل پڑ گیا۔ نتیجتاً آج مجاہدین اپنی جان، مال، عزت وآبرو، ایمان اور اعمال کے تحفظ کی خاطر پاکستان کے خلاف لڑرہے ہیں۔

خلاصہ کلام:

ہم اسلامی ضابطۂ حیات سے اچھی طرح واقف ہیں، اس کی عالمگیریت سے بھی ہم اچھی طرح واقف ہیں، ہر فرد ہر مذہب کے حقوق کا اس ضابطہ میں تحفظ سے بھی واقف ہیں۔ بات اسلامی ضابطۂ حیات سے جہالت یا انحراف پر مبنی نہیں ہے، بلکہ کفری ضابطۂ حیات سے انکار اور پاکستان کے ظلم وستم سے جان چھڑانے اپنی جان، مال، ایمان اور اعمال کے تحفظ پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان

کا تجزیہ

قیامِ پاکستان کا پس منظر:

قیام پاکستان کے پس منظر کا تجزیہ ہم اس لئے ضرور سمجھتے ہیں کہ آگے "پیغام پاکستان" کے متعلق رائے قائم کرنے کیلئے یہ ابتدائی مضامین تمہید کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس تمہید میں تلبیس اصل مسئلے کے سمجھنے میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔

آیئے! قیام پاکستان کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہیں۔

جنگِ عظیم اول کے بعد انگریزوں کو یقین ہوگیا کہ اب انہیں اس ملک سے جانا ہے، تو انہوں نے اپنی تیار کردہ سیاسی پارٹیوں کو اقتدار کی منتقلی شروع کی۔ اب صورت حال یہ ہوگئی تھی کہ قربانیاں تو مجاہدین، علماء اور دینی طبقہ دے رہے تھے، لیکن اس کے ثمرات گاندھی، نہرو، اور جناح اُٹھا رہے تھے۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد انگریز نے مسلمانوں اور ہندوؤں میں ایک طبقہ اپنا فکری ہمنوا بنالیا، اسی عمل (یعنی ہمنوا بنانے) کو تیز کرنے کیلئے لارڈ میکالے کا نظام تعلیم نافذ کیا جاچکا تھا۔ جس کا مقصد کالے فرنگی پیدا کرنا تھا، دوسری طرف سرسید احمد خان کا کردار بھی سامنے آیا جو مسلمانوں کو انگریزوں کا غلام بنانے اور مجاہدین کا مخالف بنانے پر تلے ہوئے تھے، علماء کی نظروں میں سرسید کی پیدا کردہ فکر اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا لادین اور جدت پسند طبقہ مسلمانوں کی متبادل قیادت بنتا جارہا تھا۔ لہٰذا اس میدان کو علماء خالی نہیں چھوڑ سکتے تھے، سرسید احمد خان انگریز سے مرعوب ایک طبقہ تیار کرچکا تھا۔ اس طبقے نے مسلمانوں میں جمہوری طرز کی سیاست کی بنیاد رکھی، مسلم لیگ کے نام سے ایسی پارٹی بن گئی جو مسلمانوں کو انگریزی نظام کے تحت چلانا چاہتی تھی۔ اس کے نتیجے میں مسلمانانِ ہند میں علیحدہ ریاست کا تصور اُبھرا جو بعد میں نظریۂ پاکستان سے مشہور ہوا۔

قطع نظر اس سے کہ یہ نظریہ چوہدری رحمت علی نے پیش کیا، یا ڈاکٹر اقبال مرحوم نے پیش کیا، یا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے پیش کیا، یا یہ انگریز کا تیار کردہ فارمولا تھا۔ (یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ نظریۂ پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں چوہدری رحمت علی نے پیش کیا، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس تجویز سے دو تین سال قبل علامہ اقبال نے اپنے خطبہ الہ آباد میں پاکستان کا یہ تصور دیا تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے بہت پہلے حضرت تھانوی رحمہ اللہ ایک الگ اسلامی ریاست کا اظہار کرچکے تھے، اس لیے تو آپ کو اس دور کے معاصر علماء کی سیاسی تحریکات سے کوئی دلچسپی نہ تھی، اور آپ دلیل میں فرماتے تھے کہ خطہ میں اسلامی ریاست ہو تمام ادارے فعال ہوں، جبکہ دوسری قوموں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے یہ نتائج کہاں حاصل ہوسکتے ہیں؟ آپ صاحب کی اس مشن کی طرف مولانا عبد

الماجد دریا آبادی اشارہ کرتے ہیں کہ جب ۱۹۲۸ء میں آپ سے پہلی ملاقات ہوئی تو آپ نے ہمیں ایک اسلامی ریاست کے قیام پر خاصی تفصیلی بریفینگ دی۔اور ساتھ ہی نظریۂ پاکستان کو عملی جامہ پہنانے میں آپ صاحب کا کردار روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔جو اس نظریۂ پاکستان کو وجود بخشنے کی واضح دلیل ہے، جس کیلئے آپ کے خلفاء کی تن من دھن کی قربانی تاریخ کی کتابوں میں زیبِ قرطاس ہے۔(مستفاد علماء میدان سیاست میں صفحہ ۴۸۶)

بہرحال! یہ تبدیلی بھی اکابرین کے مشاہدے میں تھی اور اس بات پر بھی علماء کی نظر تھی کہ مسلم لیگ کی قیادت سیکولر نظریات رکھنے والے جدّت پسند انگریز سے مرعوب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے جو علی گڑھ تحریک کے پیداوار تھے۔

یہاں ہم اس موضوع کے متعلق مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کے مابین اختلافِ رائے کا ذکر کئے دیتے ہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا موقف:

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ تحریک شیخ الہند کے اہم ستونوں میں سے تھے،انہوں نے ساری زندگی مسلمانوں کی مرکزیت کو قائم رکھنے اور مسلمانوں کے ہندوستان میں دوبارہ غلبے کی جدوجہد میں گذاری تھی،ان کی نظروں میں انگریز ہی واحد قوت تھی جو پوری دُنیا کے مسلمانوں کے لئے خطرہ تھی،جبکہ ہندو نسبتاً کم خطرناک تھے،اس لئے حضرت کی نظر میں اگر انگریز کی قوت کم زور کر دی جائے تو مسلمانوں کو اپنی عظمت واپس مل سکتی ہے۔ان کی دوسری دلیل یہ تھی کہ تقسیمِ ہند سے سب نقصان مسلمانوں کو ہوگا اور ان کی طاقت تقسیم ہوکر رہ جائے گی۔ دوسری طرف اس سے ہندو کی طاقت بڑھ جائے گی،ان کی رائے میں اگر مسلمان متحدہ ہندستان میں اکھٹے رہیں گے تو ان کی طاقت اتنی زیادہ ہوجائیگی کہ ہندو ان کو نقصان نہیں پہنچاسکے گا،حضرت مدنیؒ کا خیال تھا کہ سب مسلمان ہجرت نہیں کرپائیں گے اور نہ ہی منصفانہ تقسیم کی توقع ہوسکتی ہے اور نہ ہی منصفانہ تقسیم کی تاریخ میں کوئی مثال ہے۔

حضرت مدنیؒ اس تحریک کو انگریز کا(Divide and role)پالیسی کا حصہ سمجھ رہے تھے اور انکی رائے میں نظریۂ پاکستان کو لے کر چلنے والی سرسید کے گروہ کے رہن سہن اور کردار سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ عقیدہ الولاءولبراء (کفار سے دوستی اور دشمنی سے قطعی نابلد ہے،جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب بھی انہیں اقتدار حاصل ہوگا تو ان میں اور ہندوؤں میں عملاً کوئی فرق نظر نہ آئے گا،جس نظریہ کی بنیاد پر یہ اقتدار حاصل کررہے ہیں(کہ مسلمانوں کیلئے الگ اسلامی ریاست ہو)اقتدار کے حصول کے بعد اس کے خلاف چلیں گے،تقریبا ستر سال بعد آج حضرت مدنیؒ کی رائے اور خدشات ایسے کھل کر سامنے آئے کہ اب اس میں دو رائے نہیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کا موقف:

یہ حضرات،حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور ان کے رفقاء کیساتھ اس حد تک متفق تھے کہ آزاد خیال مسلم لیگ سے نظریۂ پاکستان پر کماحقہ عمل کرنے کی توقع عبث ہے،مگر ان علماء حضرات کی سیاست وبصیرت یہ بھانپ چکی تھی کہ برطانیہ جاتے میں قیادت اس جدّت پسند اور کچھ سیکولر نظریات کے حامل طبقے کے حوالے کردیگی،لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم لیگ

کے ساتھ سیاسی عمل میں شریک رہاجائے، تاکہ حکومت میں نیابر سر اقتدار طبقہ اسلام کے مطابق حکومت چلانے پر مجبور کیاجاسکے۔ اس کی وجہ سے ان علماء حضرات نے نہ صرف نظریۂ پاکستان کی حمایت کی، بلکہ خود اس میں عملاً شریک ہوئے، اور اس کے حق میں فتویٰ جاری کرکے مسلمانوں کو بھی اس پر ابھارا۔ حضرت مولانااشرف علی تھانویؒ کے جون ۱۹۳۹ء کو مفتی محمد شفیع صاحب اور دیگر اکابرینِ دیوبند کے مشورے سے مسلم لیگ کی حمایت میں فتویٰ جاری کیا، جس میں نظریۂ پاکستان کو عقیدہ "الولاءوالبراء" کے مترادف گردانا، ان کے علاوہ مولاناشبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی تھانویؒ بھی اس موقف میں پیش پیش تھے اور مسلّم بات یہ ہے کہ پاکستان بننے میں ان علماء کے فتوے نے کام کیا۔

علماء کے اس اختلاف کے متعلق "نقش حیات" میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے اس مسئلے کو اجتہادی مسئلہ قرار دیاہے کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک گروہ مسجد ایک جگہ بناناچاہتاہو اور دوسرا گروہ دوسری جگہ۔ چنانچہ ایک گروہ کی بات مان لی جاتی ہے اور مسجد وہاں بن جاتی ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نے بھی اس اختلاف کو اپنے ایک خط میں اجتہادی اختلاف ہی قرار دیاہے۔

خلاصہ کلام:

آج ۴فروی۲۰۱۸ءتک کے مشاہدے نے یہ ثابت کیا کہ نظریۂ پاکستان کے متعلق حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے جو خدشات تھے کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" اسلام کے نام پر آزاد ہوگا مگر یہ جدّت پسند اور لادین طبقہ ملکِ خداداد میں اسلام نافذ نہیں ہونے دے گا، کہ یہ انگریز کاتربیت یافتہ طبقہ ہے اور اس بات کااقرار نظریۂ پاکستان کے حامیوں میں سے ایک اہم شخصیت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب مفتی اعظم پاکستان معارف القرآن کے جلد ا صفحہ ۶۵۱ پر کرچکے ہیں۔

مفتی صاحب تکمیلِ تفسیر کے دوران اپنی بیماری کاذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مگر اسی کے ساتھ ملک میں جدید انتخابات نے سیاسی ہنگاموں کاایک طوفان کھڑاکردیا، جس میں اگرچہ عرصۂ دراز سے میں سیاست سے بالکل یکسو ہوچکا تھا، مگر ان انتخابات نے پاکستان میں خالص اسلامی حکومت کے بجائے کمیونزم اور سوشلزم پھیل جانے کے خطرات قوی کردیئے اور سوشلزم کو عین اسلام باور کرانے کیلئے جدجہد اور جلسے جلوس عام ہوگئے۔ اس مسئلے کی نزاکت نے پھر اس پر آمادہ کیا کہ کم ازکم اسلام اور سوشلزم میں فرق اور سوشلزم کے خطرناک نتائج سے قوم کو آگاہ کرنے کی حد تک اس سیاسی میدان میں حصہ لیاجائے، اس کے لئے تحریری مقالے بھی لکھنے پڑے اور مشرقی ومغربی پاکستان کے اہم مواقع میں جلسوں میں شرکت بھی کرناپڑی۔ مسئلہ کی وضاحت تو مقدور بھر پوری ہوگئی، مگر سیاست کے میدان میں مسائل اور حقائق سے زیادہ "زوراورزر" کام کرتے ہیں، انتخابات کا نتیجہ بالکل خلاف اور برعکس نکلا، اس کے اثر سے پاکستان پر جوزوال آناتھا وہ آگیا۔﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ﴾ انتخابات کے بعد احقر نے پھر سیاست سے مستعفی ہوکر اپنا کام شروع کیا"۔

قیام پاکستان کے پس منظر کی توضیح سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ آزادئ پاکستان کے پیچھے کئی نظریات برسر پیکار تھے جو آج تک پاکستان کو اپنے نظریے کے سانچے میں ڈھالنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اگرچہ بظاہر پاکستان اسلام کے نام پر ہی آزاد ہواہے۔۔۔ واللہ اعلم

۲-۲ قیام پاکستان کا تجزیہ

حقیقت یہ ہے کہ "پیغامِ پاکستان" منحرف شدہ مطالعۂ پاکستان پر مبنی ہے۔ تحقیق شدہ تاریخ کے تناظر میں "قیام پاکستان" کے متعلق ہمارا نظریہ یہ ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے اور ایک اسلامی ریاست وہی ہوتی ہے کہ اس میں تمام انسانوں کی دُنیاوآخرت کے ہر قسم کے مسائل کا حل وقت کے تقاضوں کے مطابق موجود ہو۔ ہر مذہب، ہر طبقے، ہر ہر فرد کے اجتماعی اور انفرادی حقوق کا اس میں تحفظ ہو۔ مختصر یہ کہ شریعت کی روشنی میں پوری دُنیا کے لئے ایک رول ماڈل ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے قیام کے بعد حصولِ پاکستان کے متعلق دھوکا بازی اور فریب کا پھندا کھل گیا، جس کی کچھ وضاحت پچھلے صفحات میں ہوئی۔

قیامِ پاکستان کا مطلب تین حصوں میں تقسیم ہوا:

تین طبقے حصول پاکستان کا الگ الگ مقصد بیان کرتا ہے، وہ متحدہ ایجنڈا خاک میں مل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ پاکستان کے پہلے ۲۶ سال آئین کے بننے اور توڑنے میں صرف ہوئے، بھٹو کے زمانے کا ۱۹۷۳ء کا آئین زینتِ قرطاس بن چکا، قرار دادِ مقاصد کے اجراء موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے کہ اسلامی دہشت گردی کی مٹی قرار داد مقاصد کے پانی سے گوندی ہوئی ہے، آج قیامِ پاکستان کا مقصد ایک متنازع مسئلہ بن چکا ہے، ایک طبقہ (جولادین سیکولر ذہنیت کا حامل ہے) پاکستان کو سوفیصد مغربی رنگ میں رنگنا چاہتا ہے، ان کے نزدیک سیکولر جمہوریت کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔

دوسرا طبقہ:

دوسرا طبقہ اسلام جدّت پسند طبقہ ہے جو ماڈرن اسلام کا قائل ہے، یہ طبقہ اسلام کو تاویلات کا لبادہ پہنا کر مغربی تہذیب کے ساتھ ایڈجسٹ کرنا چاہتا ہے۔

تیسرا طبقہ:

راسخ العقیدہ اسلامی طبقہ ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر آزاد ہوا ہے، لہٰذا اس میں سوفیصد خالص اسلام نظام نافذ ہو گا۔

اس کے ساتھ ایک واضح حقیقت یہ ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ خارج میں پاکستان پر قبضہ اسٹیبلشمنٹ کا ہے، جو ملک اپنے بنائے ہوئے لائحہ عمل کے مطابق چلاتا ہے، اور سیاسی قوتوں کی نظریات کو اپنے لائحہ عمل پر پرکھتے ہیں۔ اسٹیبلشمنٹ اور ان کے لائحہ عمل کو سٹیفیکون نے اپنی کتاب "تخیّل پاکستان" میں ذکر کیا ہے کہ

اسٹیبلشمنٹ کوئی منتخب لوگوں کا طبقہ اور گروہ نہیں ہے، بلکہ یہ پاکستان کے بارے میں چند بنیادی اصولوں کے گرد اکھٹا ہونے والا گروہ ہے، جس میں پاکستان کی فوج سول انتظامیہ اور بااثر طبقے کے لوگ ہیں، ان کا یہ فیصلہ ہے کہ پاکستان کو اپنے بنائے ہوئے لائحہ عمل سے ہٹنے نہیں دیا جائے گا، چاہے کوئی بھی پارٹی برسر اقتدار آئے۔

ان میں سے چند اصولوں کا تذکرہ ہم یہاں پر کرتے ہیں، تاکہ قارئین حضرات کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے کہ قراردادِ مقاصد ۷۳ آئین اور اسٹیبلشمنٹ کے بنائے ہوئے لائحہ عمل میں کس قدر تضاد ہے، اور اس تضاد کے ہوتے ہوئے پیغام پاکستان میں کئے گئے دعوے کی صحت کا ہم کیسے اقرار کریں کہ پاکستان جس مقصد کے لئے آزاد ہوا تھا اس سے انحراف نہیں ہوا ہے؟!

اسٹیبلشمنٹ کے لائحہ عمل کے چند نکات کا جائزہ:

(۱) پاکستان میں وطنی اسلام ضروری ہے، مگر شرعی اسلامی کو نہیں آنے دیا جائے گا، یعنی قرآن وسنت کو بالا دست نہیں ہونے دیا جائے۔

فائدہ ازراقم:

وطنی اسلام کا مطلب یہ ہے کہ پہلے پاکستان پھر اسلام، جس کا نعرہ پرویز مشرف نے برسر عام لگایا جب امریکہ کی طرف سے اس پر دباؤ پڑا۔

(۲) پاکستانی قوم تعلیم یافتہ نہیں، اس لئے اسے محدود جمہوریت کی اجازت دی جائیگی۔

فائدہ اسی وعدہ ہر طبقے کے حقوق کی پامالی کی صورت میں ہم کر رہے ہیں۔

(۳) امت مسلمہ کے مسئلوں کو اُٹھایا جائے گا، مگر اسلامی اصولوں پر نہیں، بلکہ ہمدردی اور حمایت کے طور پر اس لائحہ عمل کے کل اٹھارہ نکات ہیں، ہم نے یہاں قرار داد مقاصد اور قیام پاکستان کے مقصد میں کھلم کھلا حائل نکات کا تذکرہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان لا قانونیت کا شکار ہے، جس کا رونا پاکستانی عوام بالعموم اور سیاسی جماعتیں بالخصوص رو رہے ہیں، اب تمہید کے تناظر میں پیغام پاکستان کے دعوی کو دیکھا جائے۔ یہی ہے ہمارے نزدیک قیام پاکستان کی حقیقت۔

۳-۲، اسلامی جمہوریہ پاکستان کی کامیابی کا تجزیہ

قارائین حضرات! جس چیز کا انتظامی ڈھانچہ ہی نامکمل ہو، انتشار کا شکار ہو، وہ منزل کی راہ کیسے طے کر سکتا ہے؟! اور ساتھ ساتھ جہاں جاہ ومنزل کے تعین ہی میں اختلاف ہو پھر تو کامیابی کا دعویٰ کرنے کو نہ معلوم کیا نام دیا جائے؟

جیسا کہ قیام پاکستان کے ذیل میں کچھ خاکہ گذر گیا اور قرار داد مقاصد اور ۱۹۷۳ء کے آئین پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تعمیر کا حکمرانوں اور جرنیلوں کا دعویٰ معدوم چیز پر تعمیر کا خیالی خواب ہو سکتا ہے جو کہ اسٹیبلشمنٹ کے لائحہ عمل سے واضح ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کامیابی نہیں بالکل تباہی کے دھانے پر ہے، اپنی دھوکا بازیوں اور غلط پالیسیوں کی بناء پر سخت انتشار کا شکار ہے۔

پاکستان کے اس انتشار اور تباہی کی پہلی وجہ نفاذ شریعت میں دھوکہ ہے۔ **دوسری** وجہ سیاست دانوں اور فوج کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی ہے، **تیسری** وجہ اقتصادی صورت حال ہے، **چوتھی** وجہ امریکہ کے صف اول کا اتحاد بنا ہے۔

اس تباہی اور انتشار کی مختصر سی تشریح ہم قارئین حضرات کے سامنے ذکر کئے دیتے ہیں، دینی طبقہ سیکولر اور جدّت پسند حکمران طبقے سے نظریۂ پاکستان کی تشریح اور عدم نفاذِ شریعت کی بناء پر ناراض ہے۔ دوسری طرف سیاست دانوں کی آپس کی رسہ کشی بہت بڑھ جاتی ہے، تو فوج اس کی جگہ لے لیتی ہے، جب فوج بدنام ہونا شروع ہو جاتی ہے تو درباری سیاست دانوں کی پارٹی اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اس عمل کے مسلسل چلنے سے پاکستانی عوام کا اعتماد حکمران طبقوں پر سے ختم ہو چکا ہے، تیسری طرف پاکستان کی اقتصادی صورت حال اس قدرت خراب ہے کہ اس ملک کا غلام بن جانا کوئی انوکھی بات نہیں ہے، پاکستانی انفرادی طور پر بینکوں کے قرضے کے اوپر چل رہے ہیں۔ ان کے مکانات بینکوں کے قرضے پر بن رہے ہیں، ان کی گاڑیاں بینکوں کے قرضے پر چل رہی ہیں، ان کی اولاد بینکوں کے قرضے پر سکول کالج میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، ان قرضوں نے انفرادی طور پر بینکوں کا غلام بنا رکھا ہے، عوام بیچاروں کی ساری زندگی ان قرضوں کی ادائیگی میں گذر جاتی ہے۔ دوسری طرف سیاست دانوں کی کرپشن کی وجہ سے ملک آئی۔ ایم۔ ایف کا غلام بنا ہوا ہے، ان عوامل کی وجہ سے مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے اور عوام ظلم کی چکی میں پسے ہی چلے جاتے ہیں۔ ایک طرف امریکہ کی صف اول کے اتحاد بننے سے پاکستان میں جو فکری اور سیاسی تبدیلیاں پیدا ہوئیں ہیں اس سے انتشار میں اور بھی بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ اور ایک اہم بات یہ ہے کہ پاکستان کی اس صورت حال سے امریکہ بھارت اچھی طرح واقف ہیں اور بھارت مشرقی پاکستان جیسے موقع کی تلاش میں ہے۔

یہ ہمارے ذکر کردہ حالات تصورات نہیں ہیں، ایک ایسی حقیقت ہے جس کا مشاہدہ عوام حضرات خود کر رہے ہیں، اب فیصلہ عوام خود ہی کیجئے کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کامیابی کی راہ پر گامزن ہے یا تباہی اور انتشار کی راہ پر؟

رہ گئی بات معصوم نوجوانوں کی گمراہی کی، جس کا الزام یہاں ہمارے اوپر لگایا گیا ہے، تو پہلی بات یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو ہم گمراہ نہیں بلکہ راہ راست پر سمجھتے ہیں، آپ لوگوں کے ہاں جو گمراہی ہے یہ ہمارے نزدیک ان نوجوانوں کی دینی اور سیاسی شعور کی بیداری ہے، اور جس نظام اور ڈھانچے کی بات ریاست کرتی ہے ہمارے نزدیک پاکستان میں کوئی با قاعدہ نظام ہے ہی نہیں، بلکہ پاکستان میں لا قانونیت ہے، جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

یہ نوجوان پاکستان کے ظلم و بربریت، ناانصافی، دین دشمنی اور کفر کی دوستی کے نتیجے میں پاکستان کی مخالفت پر اُتر رہے ہیں، جس نوجوان کا سارا خاندان تم نے جیٹ طیاروں کی نظر کیا ہو وہ مخالفت ہی پر اُترے گا، جس نوجوان کی عزت، ابرو اور گھر بار سب کا تم نے ستیاناس کیا ہو وہ تیرے اوپر فدائی حملہ ہی کرے گا۔ ان زمینی حقائق کے نتیجے میں نوجوانوں کو ورغلانے، گمراہ کرنے کی کونسی بات ہے ؟ یہ نوجوان خود اپنے انتقام سے اچھی طرح واقف ہیں، ان کو ہماری ترغیب کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔

۳۔ ریاست پاکستان اور پاکستانی معاشرے کو درپیش مسائل کا تجزیہ

۱-۳۔ اسلامی ریاست کے خلاف جنگ:

قارئین حضرات! ہمارے اوپر بغاوت اور خارجیت کا فتویٰ لگانے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ریاست اور اہلیان ریاست کو آج تک ہمارے موقف کا علم ہی نہیں ہے۔ کیونکہ بغاوت اور خروج یہ ہے کہ جہاں اسلامی نظام نافذ ہو، حکومتِ عادلہ ہو، اس کے

خلاف کوئی شخص یا گروہ اسلحہ اُٹھائے۔ اور خوارج وہ ہیں جو کبائر (یعنی کبیرہ گناہوں) سے مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہے، اور مسلمانوں کی جان مال سب کچھ جائز وحلال سمجھتے ہیں۔

فَالْبُغَاةُ هُمْ الْخَوَارِجُ، وَهُمْ قَوْمٌ مِنْ رَأْيِهِمْ أَنَّ كُلَّ ذَنْبٍ كُفْرٌ، كَبِيرَةً كَانَتْ أَوْ صَغِيرَةً، يَخْرُجُونَ عَلَى إمَامِ أَهْلِ الْعَدْلِ، وَيَسْتَحِلُّونَ الْقِتَالَ وَالدِّمَاءَ وَالْأَمْوَالَ بِهَذَا التَّأْوِيلِ، وَلَهُمْ مَنَعَةٌ وَقُوَّةٌ۔ (بدائع الضائع جلد ۷ صفحه ۱۴۰ فی بیان احکام البغاة)

اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہم نے امام عادل کے خلاف اسلحہ نہیں اٹھایا ہے، اور نہ ہی پاکستانی حکمران امام عادل ہیں، اور نہ ہی ہم نے گناہ کو کفر کا معیار بنایا ہے، گناہ کے متعلق ہمارا وہی علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ کسی گناہ کی وجہ سے ہم کسی کو کافر نہیں گردانتے ہیں، گناہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اور تکفیر کے متعلق ہمارا وہی اکابرین دیوبند کا نظریہ ہے (جس کا ذکر اکفارالملحدین میں تفصیلاً ہوا ہے، یہاں گنجائش نہیں ہے) نہ ہی ہم نے مسلمانوں کی جان مال سب کچھ جائز سمجھا ہے، ہم ان چیزوں کو اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں، اس لئے ہم عوامی مقامات پر حملے حرام سمجھتے ہیں، ہم نے پاکستان سے اپنی جان مال عزت وآبرو کی حفاظت شروع کر رکھی ہے، اپنے دفاع کی خاطر ہم پاکستان کے خلاف لڑرہے ہیں اور اس صورت میں دفاعی جنگ ہم افضل جہاد سمجھتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أُصِيبَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ» /الكتاب: السنة ج۱ص۱۸٦، كذا فی صحيح البخاری)

لہٰذا ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سارا مضمون ہی موجود جنگ سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ بغاوت، خروج اور دفاع میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

اس لئے ہم مقدمے میں عرض کر چکے ہیں کہ "پیغام پاکستان" ان جید علماء کی طرف سے نہیں ہے جن کے اسمائے گرامی اس مکتوب پر درج ہیں، بلکہ اسٹیبلشمنٹ کا خود لکھا ہوا مفروضہ ہے، جس کے ذریعے آج تک لڑی ہوئی پرائی جنگ پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ہورہی ہیں۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جنہوں نے عوام کا خون مباح سمجھا تھا ان کے اموال کو اپنے لئے جائز تصور کیا تھا وہ ریاست پاکستان کا تربیت یافتہ طبقہ تھا، جو دور حاضر میں پاکستان ہی کی گود میں بیٹھا ہوا ہے، جنہوں نے آج تک پاکستان کو کفری ملک کہا تھا وہ آج پاکستان ہی کی نمک کھارہا ہے۔

خلاصہ کلام:

ریاست کے خلاف جنگ نہیں ہے، بلکہ اپنے دفاع کی جنگ ہے، اس توضیح کے بعد کہ مجاہدین اور قبائلی عوام کے خلاف حکمرانوں کا ظلم روز روشن کی طرح واضح ہے پھر بھی اس ظالم حکمرانوں کے ساتھ مل کر اس مظلوم عوام کے خلاف لڑنا اور اپنے دفاع کی خاطر لڑنے والے مجاہدین کے خلاف لڑنا شریعت ہو، ثواب کا کام ہو، پھر تو سارے عوام ہمارے خلاف بسم اللہ کریں، اگرچہ آج ان مظلوموں کے ساتھ مل کر ان ظالم حکمرانوں کے خلاف لڑنا ہی شرعی حکم ہے۔ واللہ اعلم۔

۲-۳،ریاستی اداروں اور عوام الناس کے خلاف دہشت گردی

اس کی توضیح بھی سابقہ مضمون میں ہوگئی کہ ریاستی ادارے خود امریکہ کے ایماء پر عوام کے خلاف لڑرہے ہیں، دشمن کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین کو زبردستی اپنی طرف متوجہ کررہے ہیں، مجاہدین کو اپنے دفاع پر مجبور کررہے ہیں اور عوام الناس کا بھی خود ہی ستیاناس کررہے ہیں۔

۳-۳فرقہ پرستی اور تکفیریت کا رجحان:

فرقہ پرستی (جس کی شریعت میں گنجائش نہ ہو)اور تکفیری رجحانات کے متعلق ہم اپنا موقف بیان کرچکے ہیں کہ یہ چیزیں ہمارے نزدیک اسلام وحدت اور احیائے خلافت کی راہ میں خطرناک رکاوٹ ہیں،اس کے ہم قائل نہیں ہیں۔یہ رجحانات پاکستان کی پالیسی کا حصہ ہیں،موقع بموقع ان چیزوں کو یہ خود ہی ہوا دیتی ہے،جس طرح تحریک طالبان پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے اس رجحان کے حامل لوگوں کو شامل کیا،اس کو ہوا دی،کام نکالنے پر اپنے ٹولے کو واپس گود میں بیٹھالیا،اب ہماری صَف ان رجحانات سے بفضل اللہ پاک ہے۔لہٰذا ریاست کے عدم استحکام کا باعث حکومت خود ہے۔

۴-۳جہادی کی غلط تشریح کا تجزیہ

آیئے!ہم جہاد کی وہ تشریح جس کو علماء کرام نے ہمیں سمجھا کر جہاد پر اُبھارا تھا کئے دیتے ہیں،پھر اہلیان پاکستان ہی فیصلہ کریں(کیونکہ "پیغام پاکستان" عوامی ذہن سازی کیلئے مرتب کیا گیا ہے)کہ اگر ہم نے اس متفقہ تشریح کے خلاف جہاد کیا ہے،پھر تو ہم ملامت کے قابل ہیں اور اگر درست جہاد کیا ہے،علماء کرام کی راہنمائی میں جہاد کیا ہے،پھر ہماری قربانیوں کا احترام کیا جائے۔

تفصیل ملاحظہ ہو:جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو علماء کرام نے پاکستان اور امریکہ کا اس جنگ میں مداخلت کے باجود جہاد قرار دیا،یہاں تک کہ روس کو شکست ہوئی،پھر جب امریکہ نے خود افغانستان پر حملہ کیا تو اس وقت پس منظر یہ تھا کہ ہم میں سے اکثر مدرسوں میں زیرِ تعلیم تھے،کچھ اس وقت تعلیم سے فارغ ہوچکے تھے،کچھ روزمرہ زندگی کے کاموں میں مصروف تھے کہ ان حضرات نے امریکہ کے خلاف جہاد پر ہمیں ابھارا اور فرمایا کہ امارت اسلامی پر حملہ کی صورت میں دفاعی طور پر یہ جہاد ہم سب پر فرض عین ہوچکا ہے۔درجِ ذیل فقہی عبارات سے استدلال فرمایا کرتے تھے :

فاما اذا عم النفير بأن هجم العدو على بلد فهو فرض عين، يفترض على كل واحد من احد المسلمين ممن هو قادر عليه۔ (بدائع الصنائع، باب كيفية القتال)

وتارة يكون فرض عين، وذالک اذا هجموا علينا فيجب على المهجوم عليهم قتالهم ومدافعتهم، فان كان فيهم كفاية سقط عن باقي المسلمين، وان لم تكن فيهم كفاية فيجب على اقرب الناس اليهم، فان عجزوا فعلى من يليهم، حتى يفترض على هذ التدريج على كل المسلمين شرقا وغربا۔ الخ (ص٤٨)

هكذا في مبسوط للسرخسي كتاب السير۔مأخوذ از مكتبه شاملة۔

هكذا في الشامية ص ١٢٤ ج ٤،

اس وقت ان علماء حضرات نے اس نکتے کو نہیں چھیڑا کہ جنگ یا جہاد ریاست کا کام ہوتا ہے، ریاست کی اجازت کے بغیر جہاد درست نہیں ہے، بلکہ "**علی کل مسلم**" سے استدلال کرکے ہر فرد پر جہاد فرض عین قرار دیا کرتے تھے، اور یہی ریاست بھی موجود تھی، ریاست کے منہ پر خاموشی کا مہر لگا ہوا تھا۔ اس وقت علماء سے یہ نکتہ پوچھنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ جو ریاست خود فرنٹ لائن اتحادی ہو، کفر کی صف اول کی سپاہی ہو وہ اس دشمن کے خلاف جہاد کا اعلان کیسے کریگی؟

اسی طرح مولانا الیاس گھمن صاحب اپنی کتاب "جہاد فی سبیل اللہ اور اعتراضات کا عملی جائزہ " کے صفحہ نمبر ۱۹۲ پر رقمطراز ہے: دفاعی جہاد، یعنی جبکہ مسلمانوں کے کسی خطے پر کفار نے تجاوز کی تو اس قسم کیلئے کوئی شرط نہیں، نہ حکومت کی شرط، نہ دعوت، نہ اجازت والدین وغیرہ۔

اسی طرح مولانا زاھد الرشدیؒ کا ایک اقتباس ذکر کئے دیتا ہوں جو (اوصاف اخبار) میں شائع ہونے والا کالم "نوائے قلم" میں ذکر کیا گیا تھا:

کسی جنگ کے جہاد ہونے کا پہلا درجہ یہ ہے کہ باقاعدہ اسلامی ریاست قائم ہو اور امیر المؤمنین کی طرف سے جہاد کا اعلان کیا جائے، لیکن جہاں اسلامی ریاست قائم اور موجود نہ ہو یا مسلم حکمران خود غیر مسلمان حملہ آور قوتوں نے یرغمال بنایا ہو، وہاں اعلان جہاد کا یہ فریضہ علماء کرام کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، جیسے اقامت صلوٰۃ، امامت جمعہ وعیدین، نکاح، طلاق وغیرہ۔ اس طرح جہاں مسلم حکومت موجود نہ ہو یا موجو ہو اور کافروں کے نرغے میں ہو اور اس وقت کے مغروضی حالات جہاد کا تقاضا کرتے ہوں تو علماء کا فرض بن جاتا ہے کہ وہ اس خلا کو پُر کریں۔

اب تو پاکستان میں نہ شرعی حکومت ہے اور خود ہی امریکہ کی چھاونی بنا ہوا ہے، تو اس صورت حال میں ہم نے شرعی مسئلے کے مطابق علماء کی قیادت میں اُن کے فتوے سے جہاد شروع کیا۔ اب اس میں جہاد کی غلط تشریح کی کونسی بات ہوئی؟

پھر جب امریکی دباؤ کے تحت یہی مجاہدین ریاستِ پاکستان کے نزدیک دہشت گرد بنے، اور نیتجتاً وانہ میں آپریشن شروع کیا، پھر بھی پانچ سو علماء کرام نے فتویٰ جاری کیا کہ وانہ وزیرستان میں آپریشن حرام ہے۔

ذیل میں وانہ فتویٰ ملاحظہ ہو:

۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وانا آپریشن کے بارے میں پاکستان کے علماء کا متفقہ فتویٰ

۲

جواب:

الجواب باسم ملهم الصواب

(۱) موجودہ حالات میں پاکستانی فوج کا وانا (وزیرستان) میں مجاہدین اور ان کے حامی مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر کاروائی کر کے ان کو گرفتار کرنا یا ان کو قتل کرنا، کرانا قرآن وسنت کی صریح نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام اور سخت گناہ ہے، خواہ یہ کاروائی امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے ہو یا بغیر دباؤ کے ہو، دونوں صورتوں میں کافروں کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی، خواہ وہ ان کو شہید کرنے کی صورت میں ہو یا ان کو گرفتار کر کے کسی کافر کے حوالے کرنے کی صورت میں، متعدد آیات واحادیثِ مبارکہ اور عباراتِ فقہاء کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔ ان صریح آیات کی پیش نظر شریعت نے کسی مسلمان کے لئے کسی دوسرے مسلمان کے خلاف کاروائی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ نیز اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ بھی ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہیں مانا تو غیر مسلم خود ہمیں قتل کر ڈالیں گے یا کسی شدید نقصان کے اندر مبتلا کر دیں گے تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں۔

(۲) حاکمِ وقت کے کسی ایسے حکم کو ماننا اور اس کی اطاعت کرنا جو شریعت کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں، حرام ہے۔ لہٰذا حاکمِ وقت اگر کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتار کرنے کا اپنی رعایا یا اپنی فوج کو حکم دے تو اس حکم کی تعمیل ہرگز جائز نہیں۔ وانا میں مسلمانوں کے خلاف حکومتی کاروائی چونکہ شریعت کے خلاف ہے اس لئے فوج کیلئے اس کاروائی میں شریک ہونا جائز نہیں۔ لہٰذا مسلمان فوجیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف اس قسم کی کسی بھی کاروائی میں شریک ہونے سے انکار کر دیں ورنہ وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

۳

(۴) ایسے تمام افراد جوان ظالمانہ فوجی کاروائیوں میں مارے جائیں چونکہ شرعاً وہ معصوم اور بے گناہ ہیں لہٰذا شرعاً وہ شہید ہوں گے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:

(۱) وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خٰلِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا(النساء:۹۳)

(رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے)

(۲) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ (الممتحنہ: ۱)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ڈالتے ہو، حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کو ماننے سے وہ انکار کر چکے ہیں)

(۳) بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا . الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (النساء:۱۳۸، ۱۳۹)

(اور جو منافق اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں انہیں یہ مژدہ سنا دو کہ ان کے لئے دردناک سزا تیار ہے۔کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لئے ہے)

(۴) وفی الحدیث عن البراءؓ بن عازب ان النبیﷺ قال:لزوال الدنیا وما فیھا اھون عند اللّٰہ تعالیٰ من قتل مؤمن ولو ان اھل السمٰوٰت واھل الارض اشترکوا فی دم مؤمن لا دخلھم اللّٰہ تعالیٰ النار(روح المعانی،جلد:۳،ص:۱۱۶)

۴

(حدیث میں حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: دنیا و ما فیہا کا تباہ ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کے قتل کئے جانے سے زیادہ ہلکی بات ہے۔ اگر آسمانوں اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں پھینک دے گا)

(۵) عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال :المسلم اخو المسلم لا یظلمه و لا یسلمه(الی عدوه)الخ (متفق علیه،ریاض الصالحین:۱۰۸)

(حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اسے اس کے دشمن کے حوالے کرتا ہے.....)

(۶) وفی احکام القرآن للجصاص(۲/۴۰۶) وهذا یدل علی انه غیر جائز للمومنین الا ستنصار بالکفار علی غیرهم من الکفار اذ کانوا متی غلبوا کان حکم الکفر هو الغالب

(احکام القرآن للجصاص میں درج ہے کہ: یہ بات دلالت کرتی ہے کہ مومنوں کے لئے کافر دشمنوں کے مقابلے میں دیگر کافروں کی مدد طلب کرنا ایسی حالت میں جائز نہیں جب (یہ معلوم ہو کہ) فتح یاب ہونے کی صورت میں کافروں کی حکومت غالب آجائے گی)

(۷) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ :السمع و الطاعة علی المرء المسلم فیما احب و کره حق مالم یؤمر بمعصیة فان امر بمعصیة فلا سمع و لا طاعة (بخاری، جلد:۱ص:۴۱۵)

(حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مسلمان کیلئے امیر کی بات سننا اور ماننا ضروری ہے خواہ اس کی بات اسے پسند ہو یا ناپسند ہو، بشرطیکہ وہ کسی نافرمانی کا حکم نہ دے۔ پس اگر وہ معصیت کا حکم دے تو نہ بات سنی جائے، نہ مانی)

(۹) وفی شرح السیر جلد:۳،ص:۲۴۲ :وان قالوا لهم قاتلوا معنا

۵

المسلمین والا قتلناکم لم یسعهم القتال مع المسلمین لان ذلک حرام لعینه فلا یجوز الا قدام علیه بسبب تحدید بالقتل کما لو قال له اقتل هذا المسلم والا قتلتک.

(شرح السیر میں عبارت اس طرح ہے: جب کفار کہیں کہ ''ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے'' تو مسلمانوں کیلئے جائز نہیں کہ کفار سے مل کر مسلمانوں کو قتل کریں اس لئے کہ یہ حرام لعینہ (بالذات حرام) ہے، چنانچہ قتل کی دھمکی کے باوجود اس قسم کا اقدام حرام ہے..... بالکل اسی طرح جیسے یہ جائز نہیں کہ اگر کسی مسلمان فرد کو دھمکی دی جائے کہ ''فلاں مسلمان کو قتل کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا'' اور وہ عملاً ایسا کر گزرے)

(۱۰) **وکذٰلک من عدا علی قوم ظلما فقتلوه لا یکون شهیدا لانه ظلم نفسه.** (بدائع، جلد: ۲ ص: ۶۶)

(اسی طرح.....وہ شخص جس نے کسی گروہ کے خلاف ظالمانہ طور پر چڑھائی کی اور ان لوگوں نے اس (حملہ آور) شخص کو قتل کر ڈالا تو وہ (مقتول) شہید نہیں کہلائے گا کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے مرا)

(۱۱) **ومن قتل مدافعا عن نفسه اوماله اوعن المسلمین او اهل الذمة بایّ آلة قتل، بحدید اوحجر او خشب فهو شهید، کذا فی محیط السرخسی** (هندیه، جلد:۱، ص: ۱۶۸)

(جو شخص اپنی جان، مال، مسلمانوں یا اہلِ ذمہ کا دفاع کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے، خواہ وہ کسی بھی آلۂ قتل.....لوہے پتھر، لکڑی وغیرہ.....سے قتل ہوا ہو)

واللّٰه اعلم با لصواب

عبدالدیان عفا اللّٰه عنه

دارالافتاء، مرکزی جامع لال مسجد (اسلام آباد)

٦

اس فتوے پر پاکستان بھر کے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے ۵۰۰ سے زائد مفتیانِ عظّام، علمائے کرام اور شیوخ الحدیث کے دستخط ثبت ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے صرف چند علماء کے نام و دستخط ذیل میں دیئے جا رہے ہیں:

(۱) مولانا مفتی نظام الدین شامزئ شہیدؒ، شیخ الحدیث جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۲) مولانا ظہور الحق صاحب، مدیر دار العلوم معارف القرآن، مدنی مسجد، حسن ابدال۔

(۳) مولانا عبد السلام صاحب، شیخ الحدیث اشاعت القرآن، حضرو، اٹک۔

(۴) قاری چن محمد، مدرس اشاعت القرآن، حضرو۔

(۵) مفتی سیف اللہ حقانی صاحب، رئیس دار الافتاء، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

(۶) مولانا عبد الرحیم صاحب، خطیب جامع مسجد ۳۳، جنوبی سرگودھا۔

(۷) فتح محمد صاحب، مدیر جامعہ صدیقیہ، واہ کینٹ۔

(۸) مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر صاحب، مہتمم جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۹) مفتی حمید اللہ جان صاحب، جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

(۱۰) مفتی شیر محمد صاحب۔

(۱۱) مفتی زکریا صاحب، دار الافتاء جامعہ اشرفیہ، لاہور۔

(۱۲) مولانا محمد اسحاق صاحب، مہتمم مدرسہ تدریس القرآن وخطیب مرکزی جامع لالہ رخ، واہ کینٹ۔

(۱۳) مولانا عبد القیوم حقانی صاحب، عظیم سکالر و مہتمم جامعہ ابو ہریرہؓ زڑہ میانہ، نوشہرہ۔

(۱۴) مفتی حبیب اللہ صاحب۔ دار الافتاء والارشاد ناظم آباد، کراچی۔

(۱۵) مولانا محمد صدیق صاحب، مہتمم جامعہ تعلیم القرآن مدنی مسجد، لائق علی چوک، واہ کینٹ۔

(۱۶) مولانا عبد المعبود صاحب، جامع مسجد پھولوں والی، رحمٰن پورہ، راولپنڈی۔

(۱۷) قاری سعید الرحمٰن صاحب، مدیر جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی۔

(۱۸) قاضی عبد الرشید صاحب، مہتمم دار العلوم جامعہ فاروقیہ، دھمیال کیمپ، راولپنڈی۔

(۱۹) مولانا محمد صدیق اخونزادہ صاحب، ایم این اے۔

۷

(۲۰) مفتی ریاض احمد صاحب، دارالافتاء دارالعلوم تعلیم القرآن، راجہ بازار، راولپنڈی۔

(۲۱) مولانا محمد عبدالکریم صاحب، مدیر جامعہ قاسمیہ، ایف سیون فور، اسلام آباد۔

(۲۲) مفتی محمد اسماعیل طوروصاحب، دارالافتاء جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی۔

(۲۳) مولانا محمد شریف ہزاروی صاحب، خطیب جامع مسجد دارالاسلام، جی سکس ٹو، اسلام آباد۔

(۲۴) مولانا فیض الرحمٰن عثمانی صاحب، رئیس ادارۂ علوم اسلامیہ، سترہ میل، بہارہ کہو، اسلام آباد۔

(۲۵) مولانا عبداللہ حقانی صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ وجامعہ خدیجۃ الکبریٰؓ، اسلام آباد۔

(۲۶) مولانا محمود الحسن طیب صاحب، مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ۔

(۲۷) مولانا محمد بشیر سیالکوٹی صاحب، مدیر معهد اللغة العربية ومدیر بیت العلم، اسلام آباد۔

(۲۸) مولانا وحید قاسمی صاحب، جنرل سیکرٹری عالمی مجلس ختم نبوت ومدیر مدرسہ فاروقیہ، اسلام آباد۔

(۲۹) مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب، شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

(۳۰) مولانا مفتی مختارالدین صاحب، کربوغہ شریف، خلیفۂ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی۔

(۳۱) مولانا فضل محمد صاحب، استادالحدیث جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۳۲) مولانا سعید اللہ شاہ صاحب۔ استادالحدیث۔

(۳۳) مولانا سبحان اللہ صاحب، مفتی جامعہ امدادالعلوم، صدر، پشاور۔

(۳۴) مولانا محمد قاسم ابن مولانا محمد امیر بجلی گھر، پشاور۔

(۳۵) مفتی غلام الرحمٰن صاحب، رئیس دارالافتاء جامعہ عثمانیہ، صدر، پشاور۔

(۳۶) مولانا مفتی سید قمر صاحب، دارالافتاء دارالعلوم سرحد، دارالعلوم آسیا گیٹ، پشاور۔

(۳۷) مولانا محمد امین اورکزئی، شاھووام، ہنگو۔

(۳۸) مولانا شیخ الحدیث محمد عبداللہ صاحب۔

(۳۹) مفتی دین اظہر صاحب۔

(۴۰) مولانا مفتی عبدالحمید دینپوری صاحب۔

(۴۱) مفتی ابوبکر سعید الرحمٰن صاحب۔



(۴۲)مفتی محمد شفیق عارف صاحب۔

(۴۳)مفتی انعام الحق صاحب۔

(۴۴)مفتی عبدالقادر، جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۴۵)مولانا سید سلیمان بنوری صاحب، نائب مہتمم جامعہ بنوریؒ ٹاون، کراچی۔

(۴۶)مفتی جمال احمد صاحب، دارالعلوم فیصل آباد۔

(۴۷)مولانا محمد زاہد صاحب، جامعہ امدادیہ، فیصل آباد۔

(۴۸)پیر سیف اللہ خالد صاحب، مدیر جامعہ المنظور الاسلامیہ، لاہور۔

(۴۹)مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، مفتی جامعہ المنظور الاسلامیہ، لاہور۔

(۵۰)مولانا احمد علی صاحب مدرسہ الحسنین، گرین ایریا، فیصل آباد۔

(۵۱)مفتی محمد عیسیٰ صاحب، دارالعلوم اسلامیہ، کامران بلاک، لاہور۔

(۵۲)مولانا رشید احمد علوی صاحب، مدیر دارالعلوم اسلامیہ۔

(۵۳)قاضی حمید اللہ صاحب (ایم۔این۔اے)، مرکزی جامع مسجد شیراں والا باغ، گوجرانوالہ۔

(۵۴)مولانا فخر الدین صاحب، جامعہ اشرف العلوم، گوجرانوالہ۔

(۵۵)مفتی عبدالدیان صاحب، مفتی مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد۔

(۵۶)مفتی محمد فاروق صاحب، رئیس دارالافتاء جامعہ فریدیہ، اسلام آباد۔

(۵۷)مولانا محمد عبدالعزیز صاحب، خطیب مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد۔

(۵۸)مفتی سیف الدین صاحب، جامعہ محمدیہ، ایف سکس فور، اسلام آباد۔

۹

مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کا فتویٰ:

اگر کسی فوجی کو ایک مسلمان کے قتل اور ''پھانسی یا کورٹ مارشل'' کے درمیان فیصلہ کرنا پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ کے قانون میں اس کیلئے اخروی لحاظ سے آسان، سہولت دہ اور جائز یہی ہے کہ وہ اپنے لئے ''کورٹ مارشل'' اور ''تختۂ دار'' کا راستہ اختیار کرلے۔

کوہاٹ کے مفتیان کا فتویٰ:

''شریعت کی رو سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے فوجی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے باغی ہیں اور انکا مرنا حرام موت ہے اور ان کا حکم ''قطّاع الطریق'' یعنی راہزن اور ڈاکو کا ہے۔ نمازِ جنازہ کیلئے جو حکم راہزن اور ڈاکو کا ہے وہی ان کا ہے۔''

دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے مفتیانِ کرام کا فتویٰ:

''فقہ کی معتبر اور مشہور کتب درمختار و ردمختار میں ہے کہ عصبی پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی جائے گی۔''

تو پاکستانی فوج کے حد سے بڑے ہوئے مظالم کے نتیجے میں اس فتوے کی روشنی میں ہم نے امریکہ کو چھوڑ کر پاکستانی ظالم وجابر حکمرانوں اور فوج سے اپنا دفاع شروع کیا، جو آج تک جاری ہے۔

اہلیانِ پاکستان ہی کو ہم ثالث بناتے ہیں کہ اس میں جہاد کی غلط تشریح کی کونسی بات ہے؟ ان علماء حضرات کے جہاد کی تشریح کی روشنی میں ہم نے آج تک جہاد کیا اور کرتے رہیں گے، اور دفاعی قوت حاصل کرنے کیلئے ہم شرعی دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہر ممکن قوت کے حصول کے مجاز ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی فرمان ہے:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (انفال ۶۰)

فيه ست مسائل:

الأولى: قوله تعالى : {وَأَعِدُّوا لَهُمْ} أمر الله سبحانه المؤمنين بإعداد القوة للأعداء بعد أن أكد تقدمة التقوى۔ فإن الله سبحانه لو شاء لهزمهم بالكلام والتفل في وجوههم وبحفنة من تراب، كما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي المتوفى: ٦٧١ هـ ج٨ص٣٥)

خلاصہ کلام:

''پیغام پاکستان'' میں ''جہاد کی غلط تشریح'' کا عنوان عوام کی نگاہ سے موجودہ جنگ کی حقیقت کو اوجھل کرنے کی ناکام کوشش ہے۔

۵-۳۔ امر بالمعروف کے عنوان سے قانون اپنے ہاتھ میں لینے کا رجحان:

چونکہ یہاں علمیت کا اظہار مقصود نہیں، بلکہ "پیغام پاکستان" کے یک طرفہ رُخ کا دوسرا حصہ عوام کے سامنے لاکر عوام کو مجاہدین کے متعلق غلط فہمیوں سے بچانا مقصود ہے، تو اس تناظر میں ہم یوں عرض کریں گے کہ ہم پہلے عرض کرچکے ہیں کہ پاکستانی سفاک فوج کے ظلم وزیادتی سے اپنے دفاع کی خاطر ہم نے پاکستان میں جہاد شروع کیا ہے، لہٰذا امر بالمعروف کا قانون ہاتھ میں لے کر کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا، معصوم شہریوں کو قتل کرنا، نہ ہمارا مقصد ہے، نہ موقف، نہ ہدف اور نہ ہی ہم اس شنیع اور حرام فعل کے قائل ہیں۔

بلکہ یہ ریاست کا عوام کو حقیقتِ حال سے بے خبر رکھنے کا ہتھکنڈا ہے۔ ہاں! پاکستان میں سرکاری وغیر سرکاری گروپس کے ہم جواب دہ نہیں ہیں، اگر خدانخواستہ کسی گروپ نے ایسا کیا ہے تو وہ خود جواب جانتا ہوگا۔

ہاں! اتنا ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کے اہلِ حل وعقد کا امر بالمنکر اور نہی عن المعروف روزِروشن کی طرح واضح ہے، یعنی بُرائی کا حکم کرنا اور نیکی سے منع کرنا، سیکولر نظریات اور فحاشی کے اڈوں کا تحفظ اور سیکولر نظریات کو عصری تعلیم کی ضرورت کے نام پر اسلامی مدارس کے نظام تعلیم میں داخل کرنا اور مذہبی سوچ کو دہشت گردی کے بہانے ختم کرنے کا کام ان اداروں نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے، ان اداروں سے خیر کی توقع کیسے ممکن ہوسکتی ہے؟ بہرحال! ہم نے تلبیس کی نشاندہی کرنی تھی۔

۶-۳ قومی میثاق کو نظر انداز کرنے کا رجحان:

اس موضوع کو ہم قدرے تفصیل سے ذکر کرتے ہیں، کیونکہ خاص ایسی صورت حال میں کہ جب کوئی ملک اڑوس پڑوس کے اعتبار سے جنگ کے زد میں آجاتا ہے، ایسی صورت میں اس ملک کی خارجہ پالیسی قومی ملی میثاق وغیرہ اس ملک کے امن وامان میں خاص کردار اداء کرتی ہے۔

حضور ﷺ نے اقوام اور دُوَل کے ساتھ معاہدات اس لئے کئے تاکہ ان کے شر سے اسلامی حکومت اور مسلمان امن وامان میں رہے۔

فقد كان الرسول الله يتصدى لوفود الحجاج فيعرض عليهم دعوته ويرسل السفراء الى القبائل يعلمون كتباً مختلفة لتبليغ الرسالة ويعقد المعاهدات مع الاقوام لِيأمن شرهم وعدوانهم۔ (مسند احمد ج۵ ص٦٥١)

اور اسی طرح ان معاہدات کا دوسرا ہدف مملکت کے استقلال اور اقتصادیات وغیرہ میں مصالح کا تحفظ ہے۔ (رسول کریم ﷺ کی سیاست خارجہ صفحہ ۱۱)

قارئین حضرات! معاہدات توڑنے کی جتنی وعیدیں وارد ہوئی ہیں ہم سب کے قائل ہیں، یہ قرآن ہے، قرآن سے انکار کفر ہے، قومی ملی میثاق کے متعلق ہمارا موقف ملاحظہ ہو، جس کا ذکر ہم تحریرات میں بھی کرچکے ہیں۔

مثلاً: وہ کفار جو پاکستان (یا دیگر مسلم ممالک) میں رہ رہے ہیں (جیسے عیسائی، ہندو، سکھ وغیرہ، پاکستان میں آئینی لحاظ سے سات اقلیتیں لکھی گئی ہیں۔ جن کو پاکستانی آئین میں اقلیت قرار دیکر مامون رہنے کی اجازت ہے) یہ کفار نہ ذمی ہیں، اور نہ مستامن، بلکہ غیر محارب مسالم مستامن ہیں، اور ایک موادعت کے تحت پاکستان میں رہ رہے ہیں۔ چونکہ ان غیر محارب (یعنی مسالم) کفار کو پاکستان میں دو

قسم کا امن حاصل ہے: ۱- آئینی لحاظ سے (جبکہ آئین کے تیار کرنے والے علماء تھے) ۲- ان کفار کو پاکستانی عوام نے عملاً امن دیا ہے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: یعنی جب باہمی طرزِ معاشرت تعامل سے فریقین ایک دوسرے سے مامون و بے خطر ہوں، باہمی معاملات اور لین دین وغیرہ جاری ہو، یہ بھی ایک قسم کا عملی معاہدہ ہے، اس کی بھی رعایت کرنا ضروری ہے۔ اگر اس پر حملہ کرنا ہے تو پہلے نبذِ عہد کے طور پر متنبہ کرنا ضروری ہے، بغیر نبذ عہد کے (یعنی متنبہ کیے بغیر) ایک قسم کا غدر (دھوکہ) ہے، جو شریعت اسلامیہ میں کسی حال میں کسی کا فرسے جائز نہیں۔ سورہ قصص میں قبطی کا واقعہ، قبطی کا قتل موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے، یہ بھی اسی قبیل سے تھا، کیونکہ قبطی کفار اور موسیٰ علیہ السلام اور انکے متعلقین دونوں فرعونی سلطنت کے باشندے تھے، اور آپس میں ایک دوسرے سے مامون (اور مطمئن) تھے اسی حالت میں قبطی کا اچانک قتل ہو جانا عہد عملی کے خلاف تھا، اس لیے اس پر عتاب ہوا، اور استغفار و مغفرت کی نوبت آئی۔۔۔۔ پھر فرمایا: یہ میرا خیال ہے، اگر اس کا ثبوت کتاب و سنت میں یا علماء اہل حق کے کلام میں مل جائے تو اسکے حوالے لکھے جائیں۔ حضرت مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں، کہ میں نے اسی روز تحقیق کی، تو بحمد اللہ صحیح بخاری کی ایک حدیث بروایتِ مغیرہ بن شعبہ میں اس کا ثبوت اور قسطلانی شرح بخاری میں اس کی تصریح نکل آئی۔

شرعی دلیل:

وفی المقام تفریقان یتعلقان بقصة موسی علیه السلام مبنیان علی کون ما قص الله ورسوله علینا من غیر نکیر حجة لنا ----- والثانی: کون المعاہدة التی تحرم دم الحربی عاما للقالی والحالی – فان موسی علیه السلام لم یعاہدهم قالاً فلولا ینعقد العہد بالحال کان دم القبطی مباحاً فلا معنی لتسمیة قتله عمل الشیطان والا استغفاره من هذا الخ۔ (اسلام اورسیاست ص۱۹۷)

ایسے عملی معاہدے کو محقق العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ حکماً معاہدہ قرار دیتا ہے، اور ایک حدیث بھی بیان فرماتے ہیں (حدیث میں ہے کہ اگر کوئی کافر بدونِ معاہدہ کے بھی کسی مسلمان پر اطمینان واعتماد کرلے تو مسلمان کو اسکے قتل وایذا وغیرہ سے احتراز کرنا چاہیے، اور بوقت مجبوری اسکے امن واعتماد کو علانیہ ختم کر دینا ضروری ہے۔ (ملفوظات محدث کشمیریؒ ص۱۳۶)

اسطرح بوادرالنوادر میں حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: وہ عارضی معاہدہ ہے، جس کے سبب پر ایک دوسرے سے مامون ہیں، اور معاہدہ عام ہے قالی ہو یا حالی ہو، یعنی باہمی ایسا معاشرہ، کہ کسی کو کسی سے خطرہ نہ ہو اور ابو داود نے باب الصلح العدو میں اور بخاری نے باب الشروط فی الجہاد میں مغیرہ کا قصہ اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ذکر کیا ہے۔

وکان المغیرة صحب قوما فی الجاهلیة فقتلهم واخذ اموالهم، ثم جاء واسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "اما الاسلام فاقبل، واما المال فلست منه فی شیئ"۔ الحدیث اور اس پر قسطلانی نے لکھا ہے: **لان اموال المشرکین وان کانت مغنومة عند القهر فلا یحل اخذها عند الامن، فاذا کان الانسان مصاحبا لهم فقد امن کل واحد منهما صاحبه، فسفک الدماء واخذ المال عند ذالک غدر، والغدر بالکفار محظور۔ وانما تحل اموالهم بالمحاربة والمغالبة، وذکر نحوه الکرمانی وصاحب الخیر الجاری۔ (بوادر النوادر ص۳۷۷، اسلام اور سیاست ص۱۹۷)**

وَلَا يَقْتُلُوا امْرَأَةً وَلَا صَبِيًّا وَلَا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا مُقْعَدًا وَلَا أَعْمَى؛ لِأَنَّ الْمُبِيحَ لِلْقَتْلِ عِنْدَنَا هُوَ الْحِرَابُ وَلَا يَتَحَقَّقُ مِنْهُمْ۔ (فتح القدیر کتاب السیر)

لہذا معلوم ہوا کہ ان کفار کو قتل کرنا اور ان کو کسی قسم کا ایذا پہنچانا از روئے شرع حرام و ناجائز ہے، اور ان کے اکثر احکام ذمیوں کی طرح ہیں، کیونکہ یہ ایسے کفار ہیں جن سے مصالحت ہے اور امن وامان سے رہنا چاہتے ہیں۔ حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے یہی حکم ہندوستان کے کفار کے بارے میں لکھا ہے۔ تو پاکستان میں رہائش پذیر کفار بطریق اولیٰ حربی مسالم و مستامن ہونگے، فتح القدیر کی عبارت سے جو وجہ معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے: **لِأَنَّ الْمُبِيحَ لِلْقَتْلِ عِنْدَنَا هُوَ الْحِرَابُ** اور فی الحال یہ صفت ان کفار میں نہیں پائی جاتی **وَلَا يَتَحَقَّقُ مِنْهُمْ**۔

لہذا جب وہ حقیقتاً یا معنیً اجتماعاً قتال میں حصہ لیں یا بغاوت کریں تو اس وقت ان کا قتل جائز ہوگا۔ گرفتاری کی صورت میں ان کے بدلے فدیہ لینا بھی جائز ہوگا۔ اور اگر افراد خلاف ورزی کریں، تو اس وجہ سے معاہدے پر فرق نہیں پڑے گا۔

کذا فی معاصر جہاد میں غنائم کے احکام ص۷۳۔

البتہ ان کفار کی ملکی سطح پر یونین موجود ہیں، اگر ان میں سے عددِ کثیر یا فرد یا افراد کوئی خلاف ورزی کریں، مثلاً گستاخی رسول ﷺ کے مرتکب ہوں اور ان کے یونین والے ان کی تائید کریں یا خاموش ہو کر اپنے لوگوں کو منع نہ کریں تو اب یہ خلاف ورزی ان کے حق میں نقضِ عہد شمار ہوگی۔

لما فی تبیین الحقائق: (وَنُقَاتِلُ بِلَا نَبْذٍ لَوْ خَانَ مَلِكُهُمْ) لِأَنَّ النَّبْذَ لِنَقْضِ الْعَهْدِ وَقَدْ انْتَقَضَ بِالْخِيَانَةِ مِنْهُمْ، فَلَا يُتَصَوَّرُ نَقْضُهُ بَعْدَ ذَلِكَ، وَكَذَا إذَا دَخَلَ دَارَ الْإِسْلَامِ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ لَهُمْ مَنَعَةٌ بِإِذْنِ مَلِكِهِمْ، وَقَاتَلُوا الْمُسْلِمِينَ عَلَانِيَةً؛ لِمَا ذَكَرْنَا، وَإِنْ كَانَ دُخُولُهُمْ بِغَيْرِ إذْنِ مَلِكِهِمْ انْتَقَضَ الْعَهْدُ فِي حَقِّهِمْ، لَا غَيْرُ. حَتَّى يَجُوزَ قَتْلُهُمْ وَاسْتِرْقَاقُهُمْ؛ لِأَنَّهُمْ اسْتَبَدُّوا بِأَنْفُسِهِمْ، فَيُنْتَقَضُ الْعَهْدُ فِي حَقِّهِمْ، وَلَا يُنْتَقَضُ فِي حَقِّ غَيْرِهِمْ؛ لِأَنَّ فِعْلَهُمْ لَا يَلْزَمُ غَيْرَهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَنَعَةٌ لَمْ يَكُنْ نَقْضًا لِلْعَهْدِ۔ (ج۳ص۲٤٦ كتاب السير)

وفی رد المحتار: (قَوْلُهُ: وَلَوْ بِقِتَالٍ) أَيْ وَلَوْ كَانَتْ خِيَانَةُ مَلِكِهِمْ بِقِتَالِ أَهْلِ مَنَعَةٍ بِإِذْنِهِ: أَيْ لَا فَرْقَ بَيْنَ قِتَالِهِ بِنَفْسِهِ أَوْ بِقِتَالِ بَعْضِ أَتْبَاعِهِ بِإِذْنِهِ (قَوْلُهُ: انْتَقَضَ حَقُّهُمْ فَقَطْ) أَيْ حَقُّ الْمُقَاتِلِينَ ذَوِي الْمَنَعَةِ بِلَا إذْنِ مَلِكِهِمْ قَالَ الزَّيْلَعِيُّ: فَلَا يُنْتَقَضُ فِي حَقِّ غَيْرِهِمْ؛ لِأَنَّ فِعْلَهُمْ لَا يَلْزَمُ غَيْرَهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَنَعَةٌ لَمْ يَكُنْ نَقْضًا لِلْعَهْدِ اهـ أَيْ بِأَنْ قَاتَلَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ مَثَلًا ثُمَّ تَرَكَ الْقِتَالَ يَبْقَى عَهْدُهُ۔ (ج٤ص۱۳٤ كتاب الجهاد)

اگر معاہدات سے مراد ہمارے اور پاکستان کے درمیان معاہدات ہوں تو ہمارے درمیان سارے معاہدے حکومت نے توڑے ہیں، جیسے شکئی، سراروغہ وغیرہ اور ہمیں یقین ہیں کہ اس غدر کے نتیجے میں پاکستانی حکمران اور جرنیلوں کے پیچھے جھنڈوں کی قطاریں لگی ہوں گی۔

وہ بین الاقوامی معاہدے جو شریعت کے خلاف ہوں وہ معاہدے تو شرعاً حرام ہیں، ان کا پاس تو ہمیں درکنار خود حکومت کے لئے بھی جائز نہیں ہے، حالیہ جنگ میں مسلمانوں کے خلاف امریکہ کے ساتھ جو معاہدات کئے ہیں کہ پاکستانی ائربیس امریکہ کے حوالے کرنے ہوں گے، تاکہ یہاں سے یہ غلیظ دشمن امارت اسلامی اور مسلمانوں پر بمباری کرے، جیسا کہ پاکستان نے خود ۵۸ ہزار حملوں کا اقرار کیا ہے اور یہ معاہدہ کیا ہے کہ ہم (پاکستان) مسلمانوں کے خلاف امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی ہوں گے، اور اس معاہدے کے تحت پاکستان کے اقرار کے مطابق ۷۵ ہزار پاکستانیوں کا نذرانہ پیش کیا۔ تو ان علماء حضرات سے ہماری گذارش ہے کہ کیا پاکستان کے لئے ایسے معاہدات شرعی طور پر جائز ہیں؟

یا وہ بین الاقوامی کفری انسانی حقوق (Human rights) کے جو معاہدے ہیں جیسے آزادی مساوات وغیرہ جو کہ انقلابِ

فرانس کی پیداوار ہیں کہ انسان کو مذہب سے آزادی دلانا ہے وغیرہ۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے اس قسم کے غیر شرعی معاہدات ہی نے ملک کو خون میں نہالیا، پاکستان نے بین الاقوامی معاہدے اس بنیاد پر کئے ہیں کہ یہود کے مقاصد عظمیٰ کو جہاں بھی خطرہ ہوگا، ہم فرنٹ لائن کے اتحادی ہوں گے، جس کا اقرار پاکستان خود کررہاہے کہ ہم پرائی جنگ لڑرہے ہیں، ظاہر بات ہے کہ وہ پرائے یہود ونصاریٰ ہیں۔

خلاصہ کلام:

پاکستان نے غیر شرعی معاہدات کے ذریعے ملک وعوام کا ستیاناس کیا، پاکستان نے یہود کے مقاصد عظمیٰ کے تحفظ کا بیڑا اپنے سر اٹھار کھا ہے، عوام کا قتل عام کررہا ہے، حضور ﷺ نے غیروں کے ساتھ معاہدات مسلمانوں کے تحفظ اور ریاست کے استحکام واستقلال کی خاطر کئے ہیں، نہ کہ عوام کے قتل عام اور ریاست کے غیر استحکام کی خاطر۔ پاکستان نے کون سا معاہدہ اسلام، عوام اور ملک کے استحکام کی خاطر کیا ہے؟ ہمیں بتائیں، تاکہ ہم اس کا احترام کریں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ پاکستان کا اپنی غلطی ہمارے سر ڈالنا بہت نامناسب بات ہے۔ ان علماء حضرات سے ہماری گذارش ہے کہ حکمرانوں اور جرنیلوں کو حق گوئی کی تلقین کریں۔ واللہ اعلم۔

۴- متفقہ اعلامیہ:

متفقہ اعلامیہ کا بالترتیب جائزہ:

سب سے پہلے عرض تو یہ ہے کہ شاید یہ بائیس [۲۲] نکات اُن نکات کے مقابلے میں پیش کئے گئے ہیں جن نکات کو علماء حضرات نے ان سیکولر لوگوں کی منہ پر طمانچہ مارنے کے طور پر پیش کئے تھے کہ جن کا خیال تھا کہ اسلام میں منظم حکومت چلانے کیلئے کوئی لائحہ عمل نہیں ہے، تو علماء حضرات نے جواب میں ایک ایسا مثالی اور ریاست چلانے کیلئے قابلِ عمل لائحہ بائیس نکات کی صورت میں پیش کیا جو یقیناً پوری دُنیا کیلئے رول ماڈل بن سکتا ہے اور یہ بائیس نکات کا لائحہ عمل ان حضرات کا طرۂ امتیاز ہے، جس پر آج تک ہمیں فخر ہے، مگر آج کے اس اسلامک یونیورسٹی کے بائیس نکات اُن کے بالکل متصادم اور ان نکات میں ملک کو حقیقی اسلامی رنگ سے نکال کر انقلابِ فرانس کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان نکات میں سے قابل توضیح نکات کا تجزیہ کرتے ہیں:

۱) اس نکتے میں ہمیں پہلے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ ایک ہی ملک کا آئین اسلامی بھی ہو جمہوری بھی ہو، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ کیونکہ ہم نے جمہوریت کے متعلق مفتی تقی عثمانی صاحب، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور دیگر اکابرینِ دیوبند وغیرہ کی کتابوں میں جو کچھ پڑھا ہے، اس کے مطابق تو اسلام اور جمہوریت بالکل متصادم نظامہا ہیں، اسلام اسلام ہے، اور جمہوریت کفر ہے، اب ایک ہی چیز 'بکری' بھی ہو گائے' بھی، یہ فلسفہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ان اکابرینِ دیوبند وغیرہ کی کتب میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ جمہوریت تین سو سال قبل از مسیح سے ایک لادین نظریے کی حیثیت سے مذہب کے خلاف چلی آرہی تھی، یہاں تک کہ انقلابِ فرانس کے موقع پر ایک نظام کی حیثیت سے کامیاب ہوا، اور یورپ کے ممالک میں رائج ہوا، مذہب اور بادشاہت پر مبنی نظاموں کو شکست دی، اور جمہوریت کو سیکولرازم لازمی ہے، "روسو" جمہوریت کا پیغمبر نے اس نظرئے پر عمرانیات

کی بنیاد رکھی ہے کہ انسان آزاد ہے، یہ خود خالق ہے۔

آج ۷۳ کا آئین یا قرار دادِ مقاصد انتظار کی سختیاں جھیل رہے ہیں، کب نافذ ہو گا، خدا ہی جانے۔ ہماری معلومات کے مطابق پولیس ایکٹ ۱۸۶۰ء کا ہے، لینڈ ایکٹ ۱۸۹۴ء کا ہے، کورٹ پرو سیجز ۱۸۹۶ء کا ہے، فوجی نظام وہی برطانیہ کا ہے، جس کا موجد کلازوٹ ہے، معاشی نظام امریکہ کی منڈی کی معیشت کا ہے، جو سود پر مبنی ہے، اور اس نظام میں سود ریڑ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور آئے روز ہم دیکھ رہے ہیں کہ بین الاقوامی معیارات کو سامنے رکھ ملک کے قوانین میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔

اب ہم تمام عوام اور علماء کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ سابقہ بائیس نکات (جو علماء حضرات نے ملک خدا داد کو چلانے کیلئے پیش کئے تھے) کی بالادستی کی کوشش کیجئے، ہم خدمت میں پیش پیش رہیں گے، مگر موجودہ صورت حال میں ۱۹۷۳ء کے آئین کے مقابلے میں اسٹیبلشمنٹ کا اپنے بنائے ہوئے لائحہ عمل کے اجراء میں تعاون سے دور رہنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

باقی ہم پاکستان میں آئین اور دستور سے صرف نظر کرکے اپنا دفاعی جنگ لڑ رہے ہیں، یہ تھوڑی سی توضیح تلبیس سے پردہ اُٹھانے کی عرض سے کی ہے۔

۲) اس شک میں بنیادی حقوق کے حصول کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ ہم سے عوام خود ہی اچھی طرح جانتے ہیں۔ یہ روز کی تحفظ حقوق کی ریلیاں یا تو مستی ہے یا پھر حقوق کی پامالی ہو رہی ہے اس بے بنیاد دعوے پر بحث وقت کا ضیاع ہے

۳) اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ہم نظام کی وجہ سے اسلام ریاست نہیں کہہ سکتے، کیونکہ ہم پاکستان میں لاقانونیت کے قائل ہیں۔ ہاں! پاکستان کے متعلق ہم اتنی بات کے قائل ہیں کہ یہ ملک اسلام کے نام پر آزاد ہوا ہے، اور اب اس پر قبضہ اسٹیبلشمنٹ کا ہے، جو نہ تو اسلام اور نہ ہی مکمل جمہوریت کو نافذ ہونے دیتی ہے۔

۵) ہم سمجھتے ہیں کہ "پیغام پاکستان" حقائق سے ہٹ کر عوام کی ذہن سازی کی کوشش ہے، اپنے کئے پر مٹی ڈالنے کی کوشش ہے، لہٰذا ہم اہلیانِ پاکستان کے سامنے اس موضوع کے متعلق اپنا موقف واضح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ حقیقتِ حال سے اہلیانِ پاکستان باخبر ہو جائیں۔

تو اہلیانِ پاکستان اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ ہم حکومت پاکستان کی فوج یا دوسرے سیکورٹی اہلکاروں کے خلاف اپنے دفاع کی خاطر لڑ رہے ہیں، کسی نے بھی اپنی طرف سے حکومت کے خلاف مسلح محاذ نہیں کھولا ہے، حکومت نے خود پرائی جنگ اپنے ملک میں شروع کرکے معصوم عوام کا قتل عام شروع کیا ہے، جس کے نتیجے میں عوام حکومت کے خلاف اسلحہ اُٹھانے پر مجبور ہوئے، اسی طرح ان ہی علماء حضرات کے فتوے پر دشمن کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کا رُخ زبردستی اپنے ملک کی طرف پھیر دیا، جس کا اقرار حکومت نے پچھلے دنوں خوب واضح الفاظ میں کر دیا۔ بغاوت، فساد، دہشت گردی تو وہ ہوتی ہے جو کوئی گروہ اٹھ کر حکومتِ عادلہ کے خلاف لڑنا شروع کر دیں، یہاں تو معاملہ بالعکس ہے۔

"راہِ نجات"، "ضرب عضب" اور "ردالفساد" وغیرہ آپریشنز تو امریکہ کو خوش کرنے کیلئے یہود کے مقاصد عظمیٰ کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے پاکستان نے شروع کیے ہیں، جس کا اقرار پاکستان خود کر چکا ہے۔ تو عوام کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان کے اندر نہ بغاوت ہے، نہ دہشت گردی۔ مگر پاکستان نے زبردستی لوگوں کو پکڑ کر ملک میں لڑنے پر مجبور کیا ہے، جس کو یہ

دہشت گردی کانام دیتاہے اور مقصود ان کا اپنے کئے پر مٹی ڈالناہے۔

علماء کرام حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ مذکورہ تفصیل کے تناظر میں اور آپ حضرات کے اپنے مشاہدے کی روشنی میں (کہ آپ حضرات بھی حقائق سے ناواقف نہیں ہیں) "راہ نجات"، "ضرب عضب" اور "ردالفساد وغیرہ آپریشنز جو کہ پاکستان کے اقرار کے مطابق یہود ونصاریٰ کی حمایت میں معصوم عوام اور آپ حضرات کے قائل کردہ مجاہدین بیچاروں کے خلاف شروع کئے ہیں، توایسے کفر نفاق اور ظلم پر مبنی آپریشنوں کی حمایت سے کنارہ کش رہیئے، اللہ تعالیٰ کافرمان ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ واللہ اعلم۔

(۶) دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں ہے، بلکہ پاکستان کے اقرار کے مطابق یہود ونصاریٰ کی حمایت میں یہ جنگ شروع ہے، جس میں معصوم عوام کا قتل عام ہورہاہے۔ لہٰذا اس میں علماء مشائخ اورعوام سب کا تعاون قطعاً حرام ہے، ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(۸) فرقہ وارانہ منافرت (جس کی شریعت میں گنجائش نہ ہو) اور شریعت کے مخالف امور کے ہم بھی قطعاً مخالف ہیں، فرقہ واریت حکومت کی سستی کی وجہ سے بڑھ رہی ہے، اس چیز پر کنٹرول حکومت کی ذمہ داری ہے۔

ہمارے نزدیک دینی مدارس کے قیام کا مقصد تعلیم وتربیت کے ساتھ تعلیماتِ الٰہی اور عقائدہ کا نظریاتی تحفظ بھی ہے۔ ہاں! مدارس کے اندر عسکری ونگ قائم کرنا وقت کا تقاضہ نہیں ہے، مگر باطل کے نظریاتی حملوں سے اسلامی عقائد، عبادات اور نظریات کا تحفظ ان مدارس کا نصب العین ہے، کیونکہ ان مقدس مقامات ہی کی برکت سے آج تک اسلام اپنی اصل شکل وصورت میں اس دھرتی پر قائم ودائم ہے۔

۱۳) آج تک ہم نے ان علماء حضرات سے سنا تھا اور تمام کتب میں بھی یہی بات مذکورہے کہ فتویٰ دینا حضرات مفتیان کاکام ہوتاہے اور عقائد کے متعلق فتویٰ، کفر اورنہ کفر کا ہی ہوتاہے، ورنہ غلط اور صحیح کا کیا مطلب؟ ہاں! اجراء اگر اسلامی ریاست ہو توریاست کا کام ہوتاہے، یہ پارلیمنٹ معلوم نہیں کب سے مفتی بناہواہے، پھر خاص کر ایسے پارلیمنٹ جس میں ایک چھوٹی سی (سورۃ اخلاص) کئی مرتبہ غلط پڑھی جاتی ہو، یہ خاک "کفرنہ کفر" کافتویٰ دے گا، جہاں سیکولر نظریات کے حامل لوگوں کا مجموعہ ہو ان سے شرعی فتوے طلب کرنا پتہ نہیں کون سا قانون ہے؟ کونسا اسلام ہے ؟

۲۰) ہمارے علم اور مشاہدے کے مطابق "غیرت کے نام پر قتل" کی اصطلاح مغربی اصطلاح ہے اور اس اصطلاح سے مقصود زنا وفحاشی کو فروغ دیناہے، اور ساتھ ہی ان فحاشیوں کو تحفظ فراہم کرنا مقصود ہے۔

کیونکہ ہم اسلام کادعویٰ کرتے ہیں توا پنے ملک میں مغربی اصطلاح کے بجائے 'حدزنا' کی اصطلاح استعمال کی جائے اور حدو دکا نفاذ کیا جائے، تاکہ معاشرے میں زنا اور دیگر فحاشیوں کو فروغ نہ مل سکے، اور بے گناہ قتل کا دروازہ بھی بند ہوجائے۔ ہمارے خیال میں مطلقاً غیرت کے نام پر عدم قتل کا قائل ہونا اسلام کے قطعی حکم حد زنا سے انکار کو متلازم ہے، جو یقیناً کفر تک پہنچانے والی بات ہے، کیونکہ زنا کے کیس میں قتل کرنے کو مغرب "غیرت کے نام پر قتل" کانام دیتے ہیں۔ اور عورتوں کے حقوق سے مراد اگر مغربی ادارے (Wemen rights) کے متعین کردہ حقوق ہیں، پھر تو عورت اللہ تعالیٰ کی بندی نہیں

"دجاجة مخلات" گندی نالو، گلیوں میں پھرنے والی مرغی بن جائے گی، جس کا کوئی بھی غیرت مند مسلمان قائل نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ کلام:

پاکستان نظریاتی، سیاسی، عسکری، اقتصادی ہر قسم کے انتشار کا شکار ملک ہے، یہ اسلام کے نام پر آزاد ہوا، مگر آج تک شرعی ملک نہ بن سکا، تین قسم کے طبقے اس ملک کو اپنے نظریات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش میں مصروف ہیں:

(الف) سیکولر لادین طبقہ، **(ب)** جدّت پسند اسلامی طبقہ، **(ج)** راسخ العقیدہ اسلامی طبقہ۔

مگر خارج میں ملک پر اسٹیبلشمنٹ کا قبضہ ہے، جس نے پیچھے مذکور لائحہ عمل تیار کیا ہے اور اس سے ملک کو ہٹنے نہیں دیتا ہے، ملک میں کوئی باغی نہیں، کوئی خوارج نہیں، کوئی فساد فی الارض پھیلانے والا نہیں، بلکہ حکومت کے ظلم وستم اور غلط پالیسیوں سے تنگ اور مجبور عوام ہیں، جنہوں نے اپنے ایمان، اعمال، عزت وآبرو کے دفاع اور تحفظ کی خاطر اسلحہ اٹھایا ہے، جو شرعاً ان کیلئے فرض کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا ان تمام اہلیانِ پاکستان اور بالخصوص علماء حضرات سے ہماری گذارش ہے کہ حکومت کے اس ظلم اور جبر اور غیر شرعی پالیسیوں میں شامل ہو کر معصیت میں تعاون کے مصداق نہ بنیں، بلکہ ملک میں امن و امان کیلئے حکومت کو ظلم وجبر سے باز رہنے اور اسلام مخالف پالیسیوں سے باز رہنے پر مجبور کیجئے۔ واللہ اعلم۔

۱-۵۔ استفتاء

ہمارے علم اور مشاہدے اور تجربے کے مطابق استفتاء کے اس تمہید میں تلبیس ہے، حقیقت یہ ہے کہ حکومت پاکستان اور پاکستان کی مسلح فوج نے متفقہ دشمن کے خلاف لڑنے والے مجاہدین (جنہوں نے تمام علماء کرام کے فتوے سے اور ریاست کی رضامندی سے جہاد شروع کیا تھا) کے خلاف اور معصوم عوام کے خلاف مسلسل خونریزی شروع کر رکھی ہے، جس کے نتیجے میں مجاہدین حضرات اور عوام اپنی عزت، آبرو، جان، مال، ایمان اور اعمال کے تحفظ کی خاطر حکومتِ پاکستان اور پاکستان کی مسلح افواج کے خلاف برسر پیکار ہوئے، اگر یہ لوگ حکومت کے خلاف اس لئے لڑتے کہ حکومت شریعت نافذ نہیں کرتی تو پاکستان آج کا بنا ہوا نہیں ہے، پاکستان بننے کے تو بہتر (۷۲) سال ہو چکے ہیں، تو اس وقت سے لڑائی کا سلسلہ ہوتا۔ ہاں! پاکستان میں شریعت کے خواہاں ضرور ہیں، مگر موجودہ جنگ اپنے دفاع کی جنگ ہے۔

لہٰذا اپنا دفاع ہم مقدس جہاد سمجھتے ہیں، اور اس جنگ کیلئے مالی وجانی قوت مہیّا کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں، نوجوانوں کو مسلمانوں کی جان، مال، عزت وآبرو کے تحفظ کا احساس دِلانا ہماری دعوت کی اولین ترجیح ہے۔

اس تمہید کے بعد سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

(۱) پاکستان کی شرعی حیثیت سے متعلق ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر آزاد ہوا ہے اور اس میں رائج کوئی مستقل نظام نہیں ہے، بلکہ پاکستان لاقانونیت کا شکار ہے، لہٰذا ہم پاکستان کے شرعی حکومت ہونے کے قائل نہیں ہیں، فی الحال ملک پر اسٹیبلشمنٹ کا قبضہ ہے، جو نہ تو اسلام اور نہ ہی مکمل جمہوریت کو نافذ ہونے دیتی ہے۔

حکومت یا افواج کے ارتداد کا مسئلہ:

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے عدم نفاذ شریعت کی وجہ سے کسی کو کافر یا مرتد قرار نہیں دیا ہے اور ارتداد کے متعلق ہم

یہاں اکابرِ دیوبند کے فتوے ذکر کئے دیتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنے کئے اور کرنے کا خوب علم ہے۔

تفسیر حقانی میں ہے:

کوئی کفار کے ملت ومذہب کو تو بُرا جانتا ہے، مگر بمقابلہ اہل اسلام کے قرابت محبت یا کسی دُنیاوی نوکری وغیرہ کی عرض سے ان کی مدد کرتا ہے، یہ کفر نہیں، لیکن سخت گناہ ہے، انجام اس کا کفر ہو جاتا ہے: ﴿لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ﴾ اور ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤی اَوْلِیَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (المائدۃ: ۵۱)

دوسری جگہ مذکور ہے کہ کفار سے دِلی دوستی اور محبت اعلیٰ درجے کی موالات ہے، یعنی کافروں کی ملت اور مذہب کو اچھا جان کر ان سے تعلق قلبی یا دلی مؤدت ومحبت کی جائے، یہ قطعاً حرام ہے، بلکہ جو ایسا کرے گا قطعی کافر ہو گا۔ دلی محبت صرف مومنین کے ساتھ خاص ہے، غیر مؤمن کے ساتھ ایسا تعلق کسی بھی حال میں قطعاً حرام ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

ایک طرف حضرت مدنیؒ کا فتویٰ ہے کہ اگر مسلمانوں اور کافروں کے مابین جنگ ہو تو اس میں مسلمانوں کے خلاف کافر کا کسی بھی قسم تعاون بدترین کفر ہے۔ واللہ اعلم۔

چونکہ ہمیں پاکستانی فوج سول اور مختلف اداروں کے وہ اہلکار جو ہمارے خلاف برسر پیکار ہیں، ان کو مارنے کیلئے ان کے خلاف لڑنے کیلئے انہیں مرتد یا کافر بنانے کی ضرورت نہیں ہے، اپنے دفاع کی خاطر ان تمام کا قتل ہمارے لئے جائز ہے اور مقدس جہاد ہے، لہٰذا ہم اس ارتداد کے مسئلے کو زیادہ چھیڑنا نہیں چاہتے، مختصراً ایک قاعدہ ہم نے ذکر کیا اس آئینہ میں ہر کوئی اپنا چہرہ تلاش کرے۔

(۲) موجودہ حالات میں دفاع کے نام پر حکومت اور افواج کے خلاف مسلح کاروائیاں شروع ہیں، جو کہ تمام علماء کے فتوے کے علاوہ تمام کتبِ احناف کی رو سے جائز ہے۔

فدائی یا استشہادی حملہ:

سب سے پہلے ہم مطلقاً فدائی حملے کے جواز اور عدم جواز پر بحث کرتے ہیں، مولانا الیاس گھمن صاحب مدظلہ نے اپنی کتاب "جہاد فی سبیل اللہ اور اعتراضات کا علمی جائزہ" میں بہت اہتمام کے ساتھ لکھا ہے، ملحوظہ کے عنوان سے کہ طلباء اور علماء کے لئے عرض کروں گا کہ خودکش حملے کا جواز قرآن کریم سے بطور دلالۃ النص ثابت ہے۔

مولانا صاحب نے شیخ التفسیر حضرت مولانا منیر احمد صاحب کے حوالے سے فرمایا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں خودکش حملے کے جواز پر قرآن کریم سے یہ دلیل دیا کرتا ہوں، اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾۔ (سورت الانفال: ۶۰)

اور استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ہر اس ہتھیار کو تیار کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے کافر ڈرتے ہوں اور ان پر رُعب طاری ہوتا ہو، اور حقائق بتلا رہے ہیں کہ اس دور میں کفار جس قدر خودکش حملہ سے ڈرتے ہیں شاید ہی کسی اور چیز سے ڈرتے ہوں۔ لہٰذا خودکش حملہ کفار کے خلاف بطورِ اسلحہ کے استعمال کرنا اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔

دوسری جگہ اسی کتاب میں مولانا رقمطراز ہیں :

"یہ خودکشی نہیں ہے بلکہ کفر کشی ہے"، اور اس کے آگے مولانا نے اس سے بھی بہترین تعبیر کی ہے: "یہ قتلِ نفس نہیں جس کی شریعت میں ممانعت آئی ہے اور جسے حرام قرار دے کر اس پر سخت سے سخت وعیدیں سنائی گئیں ہیں، بلکہ یہ فدائے نفس ہے یعنی اپنی سب سے قیمتی چیز جان کو بھی اللہ تعالیٰ کی خوشی کی خاطر اس کے دین پر فدا اور قربان کرنا ہے اور یہ عمل قابلِ ملامت نہیں قابلِ تحسین ہے۔

یہاں پر ہم پاکستان ہی میں خودکش حملے کے متعلق شائع ہونے والا ایک فتویٰ درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں، تاکہ یہ بات بے غبار ہو جائے کہ پاکستان کے علماء اور ریاست خود کش حملے (فدائی) کے قائل ہیں، بلکہ ان کے نزدیک یہ قابلِ افتخار ہے اور مؤمن کا بہترین ہتھیار ہے۔ جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور دارالا فتاء والارشاد سے باضابطہ استفتاء پوچھا گیا جو کہ ملاحظہ ہو۔

استفتاء

کیا آفاق، بلال شہید رحمۃ اللہ علیہما کی طرح گاڑی میں بارود بھر کر یا اپنے جسم سے بم باندھ کر بھارتی افواج یا دیگر ظالم یا طاقتور کفار پر بمبار حملہ کرنا، جس میں حملہ آور مجاہد کی موت یقینی ہو جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کے ذہنوں میں خودکشی کے حوالے سے خلجان پایا جاتا ہے، اگر یہ جائز ہے تو اسے جہاد اور اس موت کو شہادت کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور دارالافتاء الارشاد کے مفتی حضرات کا متفقہ جواب یہ ہے:

اس نوعیت کا بمبار حملہ نہ صرف جائز ہے بلکہ جہاد اور شہادت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

پھر اس تاریخی فتوے کو جامعہ بنوری ٹاؤن نے جناب مفتی عبدالسلام چاٹگامی، جامعہ کے شیخ الحدیث اور نگران تخصص فی الفقہ جناب مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ اور مفتی عبدالمجید دین پوری کے دستخطوں کے ساتھ جاری کیا۔

یہ فتویٰ چونکہ ریاست کے اندر سے شائع ہوا ہے، یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ پاکستان کے علماء اور ریاست کے حکمران فدائی حملے کے جواز کے قائل ہیں اور اسی تناظر میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ علماء استشہادی (خودکش) حملے کے قائل ہیں اس لئے انہوں نے صرف پاکستان میں فدائی حملہ حرام قرار دیا ہے، پاکستان میں شائع ہونے والے اس فتوے کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت ہم محسوس نہیں کرتے، مگر تشفی کیلئے چند دلائل اور ذکر کئے دیتے ہیں۔

احکام القرآن للقرطبی میں ہے :

میرے نزدیک یہ صحیح ہے کہ اگر کسی میں طاقت ہو تو فوج پر حملہ کر سکتا ہے، اس کی چار وجوہات ہیں:

(۱) شہادت، (۲) دشمن کا نقصان، (۳) مسلمانوں کو دشمن پر جرأت دلانا، (۴) دشمن کا بزدل بنانا۔ (خودکش حملوں سے متعلق واضح دلائل صفحہ ۳۹)

احکام القرآن للجصاص میں ہے : اکیلئے کوئی مجاہد مشرکین کے لشکر پر حملہ کرے، جبکہ مسلمانوں کی نجات یا دشمن کو نقصان پہنچانے کی امید نہ ہو، مگر یہ مقصود ہو کہ مسلمانوں کیلئے مثال نمونہ بن جاؤں گا، تاکہ وہ بھی ایسا کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

یہ تب مکروہ ہوگا جب اس میں کسی کسی قسم کا فائدہ یا مقصود نہ ہوتا ہو۔ اگر نجات ونقصان نہ ہو مگر دشمن کو ڈرانے اور مرغوب کرنے کا ذریعہ بنتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ یہ بھی نقصان پہنچانا ہے۔ (بحوالہ سابقہ)

کفایت المفتی میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے:

جو فعل براہ راست قتل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے اپنا گلہ کاٹ لیا یا پیٹ پھاڑ ڈالا یا بندوق یا پستول سے گولی مار لی یا خود کو کنویں میں گرادیا یا تنور میں کھود پڑا یہ تو خودکشی ہے اور یقیناً کبیرہ گناہ ہے۔ اور جو فعل کہ براہ راست قتل نہیں بلکہ مفضی الی القتل ہو سکتا ہے مثلاً تنہا ہزاروں دشمنوں پر حملہ کر دیا، ان کی صفوں میں گھس گیا، یا کھانا ترک کر دیا کہ جب تک فلاں مطالبہ پورا نہ ہوگا کھانا نہ کھاؤنگا، ایسے افعال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں، یعنی ان کو علی الاطلاق خودکشی قرار دینا اور بہر صورت حرام اور گناہ کہہ دینا درست نہیں۔ (ص۱۸۷ج۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ فدائی حملہ دشمن کو شکست دینے کا مؤثر ترین ہتھیار ہے، لہٰذا صرف جائز ہی نہیں ہے بلکہ افضل ترین شہادت ہے۔

لہٰذا آج ہمارے پاس اپنی جان، مال، دین کے دفاع کی خاطر فدائی حملے سے زیادہ کارگر اور کوئی ہتھیار نہیں ہے، جہاں دفاع کی خاطر غیر فدائی حملے جائز ہیں وہاں فدائی حملے بدرجہ اولیٰ جائز ہیں، "پیغام پاکستان" میں فدائی حملوں پر خودکشی کی آیات واحادیث کی تطبیق سابقہ وضاحت کی روشنی میں یا تو مداھنت یا تجاہل عارفانہ ہے، مگر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا ٹیپہ دیکھ لیا جائے تو یہ کوئی قابلِ غور وفکر اور باعث تفتیش مسئلہ بھی نہیں کہ اسلام کو کفری دُنیا کیساتھ ایڈجسٹ کرنا اس کا میشن ہے۔ واللہ اعلم

(۴) پچھلے تین نکات سے یہ بات واضح ہوئی کہ پاکستان کے خلاف مسلح کاروائیاں پاکستان کی طرف سے معصوم عوام اور خاص کر قبائل کے خلاف اور اسلام کے دشمن کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین کے خلاف جاری ظلم وجبر کے رد عمل میں ہو رہی ہیں، لہٰذا اس حقیقت کے تناظر میں پاکستان کا ان مسلح گروہوں اور نہتے عوام کے خلاف مختلف ناموں سے آپریشن ظلم اور زیادتی ہے اور عوام کا پاکستانی فوج کا اس ظلم وزیادتی میں تعاون کرنا ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ کے تحت حرام اور ناجائز ہے۔

پیغام پاکستان کی چشم پوشی:

"پیغام پاکستان" میں تصویر کا ایک رُخ بیان ہوا ہے، جس میں پاکستانی جرنیلوں اور حکمرانوں کے ساتھ وفاداری کا حق اداء ہوا ہے، بلکہ اسلام کو بین الاقوامی نظام (New world order) کے ساتھ Adjust کرنے کی بھی ایک حد تک خدمت ہوئی ہے، مگر تصویر کے دوسرے رُخ سے مکمل طور پر چشم پوشی ہوئی ہے، اور یقیناً یہ چشم پوشی حقائق سے ناواقفیت کی بناء پر بھی نہیں ہوئی ہے۔

خیر! تصویر کے ایک رُخ کا جواب تو ہم نے دیا جو بالکل حقائق پر مبنی ہے، اب تصویر کا دوسرا رُخ ہم پیش کرتے ہیں جو تلبیس سے بالکل پاک ہوگا، حقائق پر مبنی ہوگا، عوام تک سے مخفی نہیں ہوگا، پوری دُنیا کے مشاہدے کے مطابق ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

پیغام پاکستان میں پاکستان کے اندر جاری خونریزی کو دہشت گردی ثابت کرنے کی کوشش ہے اور پاکستان کو ان تمام کاروائیوں میں بے گناہ ثابت کرنے کوشش کی گئی ہے اور پاکستان کو ایک پاک صاف اسلامی ریاست ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مگر پیغام پاکستان میں پاکستان کے اس برملا اعلان سے چشم پوشی ہوئی کہ

(۱) میں نے آج تک پرائی جنگ لڑی ہے۔

(۲) پاکستان نے اپنے ائربیس جو امریکہ کے حوالے کئے ہیں جن سے بقول پاکستان کے پچپن ۵۸ ہزار حملے امارتِ اسلامی اور بے گناہ عوام پر ہوئے ہیں، پیغام پاکستان نے اس حقیقت پر خاموشی اختیار کی ہے۔

(۳) نیٹو کا پورا کمال پاکستان کے راستے سے ہو رہا ہے، مگر "پیغام پاکستان" میں اس کا ذکر تک نہیں ہے۔

(۴) پاکستان نے اپنے مجرم ریمنڈ ڈیوس کو باعزت طریقے سے مقدمہ چلائے بغیر امریکہ کے حوالے کیا اور امریکہ کی مجرم مسلمانوں کی بہن عافیہ صدیقی کو تحفظ نہ دے سکا، بلکہ بہت بے احترامی کیساتھ اللہ کے دشمنوں کے حوالے کیا "پیغام پاکستان" نے اس دردمند حقیقت کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا ہے۔

(۵) پاکستان نے سینکڑوں مجاہدین مرد و عورتیں اللہ کے دشمنوں کے حوالے کئے۔

(۶) آج تک کسی بھی ملک نے اپنے عوام پر جیٹ طیاروں سے بمبار نہیں کیا ہے، پاکستان نے قبائل پر بمباری کے نت نئے طریقے آزمائے، ایک ایک گھر کے کئی مردوں کو پکڑ کر جعلی مقابلوں میں شہید کر کے روڈوں پر پھینک دئے۔ خدا کی قسم! اس ظالم حکومت نے مظلوم گھروں کے چراغ بجھادئے، بعض گھروں میں بالغ مرد تک نہیں چھوڑا۔ مگر افسوس کہ پیغام پاکستان میں ان حقائق کو بیان نہیں کیا گیا ہے۔

اب ہم علماء کرام سے چند سوالات پوچھتے ہیں:

۱. مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کے فرنٹ لائن اتحادی بننے کے بعد پاکستان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۲. پاکستان کے اپنے اعلان کہ "میں پرائی جنگ لڑ رہا ہوں" کے مطابق پاکستان میں جاری جنگ کی حیثیت کیا ہے؟

۳. راہ نجات، ردالفساد، ضرب عضب وغیرہ اس پرائی جنگ کے حصے ہیں، ان آپریشنوں میں تعاون کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۴. اس پرائی جنگ میں قتل ہونے والے بقول پاکستان کے پچھتر ۷۵ ہزار لوگوں کا قاتل کون ہے؟ جبکہ پاکستان نے اقرار کیا کہ افغانستان کی جنگ ہم نے اپنے اوپر مسلط کی ہے۔

۵. امریکہ نے جو ستاون ۵۸ ہزار حملے پاکستانی سرزمین سے افغانستان کے عوام پر کئے، جس کی اجازت پاکستان نے دی۔ ان حملوں میں شہید ہونے والے لاکھوں عوام کا قاتل کون ہو گا؟

۶. کیا اپنی جان مال دین سے دفاع بغاوت ہے؟

۷. اپنی جان، مال اور دین سے دفاع کرنے والوں کے خلاف ظالم حکومت کے ساتھ تعاون کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

۸. مسلمان مرد اور عورتوں کو پکڑ کر دشمن کے حوالے کرنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟

۹. یہود و نصاریٰ کی خوشنودی کیلئے مساجد، مدارس اور اس میں پڑھنے، پڑھانے والے علماء اور طلباء کو شہید کرنے والوں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

۱۰ ان تمام جرائم کے حامل ملک کے خلاف نہ لڑنے والوں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(المستفتین: مجاہدین تحریک طالبان پاکستان جنوبی وزیرستان حلقہ محسود)

میں یہاں ان خطوط اور آڈیو پیغام میں سے چند کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں جن کو مفتی ابوہشام نے امیر محترم خالد مسعود صاحب کے امر سے وقتاً فوقتاً علماء کرام کی خدمت میں ارسال کئے ہیں۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم نے علماء نظر انداز نہیں کیے ہیں، بلکہ ان حضرات کی سرپرستی میں اپنا جہادی سفر جاری رکھنے کی کوشش کی ہے۔

امیر محترم خالد محسود کی طرف سے علمائے کرام کے نام آڈیو پیغام

قابلِ صد احترام علماء کرام واکابرین اسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بصد احترام آپ حضرات کی خدمت اقدس میں یہ عرض کرتا ہوں کہ خداوند قدوس میرے سینے کی کیفیت پر حاضر وناظر ہے کہ میں آپ حضرات سے بالمشافہ ملاقات کا کس قدر خواہش مند ہوں، اور آپ حضرات کے سامنے دوزانوں بیٹھ کر آپ حضرات کے فیوض وبرکات کے حصول کیلئے کتنا بے قرار ہوں، اور آپ حضرات کے مبارک زبانوں سے اپنے حق میں تائیدی کلمات سننے کا کتنا خواہشمند ہوں، مگر افسوس صد افسوس کہ حالات کے ہاتھوں اس نعمتِ عظمٰی سے محروم ہوں، اور اس ایک آڈیو کے ذریعے تمام علماء کرام کو مخاطب کرنا یقیناً آپ حضرات کے حق میں گستاخی ہے، مگر حالات کے پیشِ نظر دل پر پتھر رکھ کر یہ جسارت کرتا ہوں۔ لہٰذا تہہ دل سے اس گستاخی پر میں معذرت خواہ ہوں، اور مجھے امید ہے کہ آپ حضرات کی شفقت اس گستاخی پر غالب آئیگی، انشاءاللہ تعالیٰ۔

میں خود کو آپ حضرات کیساتھ مربوط سمجھنے کی وجہ سے اور آج کل جہاد کے میدان میں ملے جلے مختلف افکار و نظریات کی بنا پر اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ دین کے نام پر محنت میں مصروف ہیں، اور ہر جماعت قرآن وحدیث ہی کو اپنی جہد کا معیار ٹھہراتی ہے، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی ہمارا مشاہدہ ہوا کہ اکثر لوگ موجودہ حالات پر قرآن وحدیث کی تطبیق اپنی ہی نظر وفکر کی روشنی میں کرتے ہیں، مگر الحمد للہ ہم اپنا نجات اسی میں سمجھتے ہیں کہ قرآن وحدیث کی جو تشریحات ہمارے اکابرین نے کی ہیں اپنے اکابرین کے جو تعلیمات اور تجربات ہیں اسی کی روشنی میں ہم اپنا لائحہ عمل تیار کریں، اور اسی کے ضمن میں اپنی جہد برقرار رکھیں۔

حضرات کرام! یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ آج کے اس پر فتن دور میں ہم آپ حضرات کو اپنے اکابر اور اپنے بڑے سمجھتے ہیں، آپ حضرات ہی کی راہنمائی میں اپنی عملی اور نظریاتی زندگی کا تحفظ تصور کرتے ہیں، یقیناً ہم نے بے پناہ قربانیاں دی اور دے بھی رہے ہیں، مگر ان تمام قربانیوں کا نتیجہ آپ حضرات کی راہنمائی پر موقوف سمجھتے ہیں، لہٰذا آپ حضرات ہماری راہنمائی فرمائیں اور اس بات کو ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ محض قربانیوں سے اللہ کا دین زندہ نہیں ہوتا جب تک کہ قربانیوں کا رخ درست نہ ہو۔ بلکہ یہی قربانی اگر اپنے اکابرین اور علماء دین کی راہنمائی میں نہ ہو تو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا ذریعہ بنے گی۔

محترمو! ہمارے سیدھے سادھے لوگوں کا یہ تجربہ ہوا کہ دشمن کے خلاف میدان میں اترنا اتنا مشکل نہیں جتنا اپنی محنت، مشقت اور قربانیوں کا رخ درست رکھنا، اور ان کا نتیجہ سمیٹنا مشکل ہے، کیونکہ اس سے پہلے بھی علماء کرام سے لے کر عوام الناس تک نے احیائے دین کی خاطر کافی قربانیاں دی ہیں، مگر ان قربانیوں کے ثمرات پر وقت کے مکار لوگوں نے قبضہ جمالیا ہے، اور قربانی دینے والے حضرات صرف تاریخی اوراق ہی میں محصور رہے، اور آج بھی صورت حال کچھ یوں نظر آرہا ہے، کہ اگر علماء کرام نے میدان جنگ میں برسرپیکار لوگوں کی سرپرستی اور راہنمائی نہ فرمائی، تو یقیناً ان تمام قربانیوں کے ثمرات پر کسی اور کا قبضہ ہو جائیگا۔

حضرات کرام!نہایت درد کے ساتھ عرض کر رہاہوں کہ ہم انتہائی مشکل احوال کے مقابلے پر آئے ہوئے ہیں، لہٰذا گزارش ہے کہ ہمیں لاوارث نہ چھوڑیں۔ دین کے جتنے بھی محنت کرنے والے ہیں، یقیناً ان تمام کا احترام ہمارے دلوں میں ہے اور حقیقت میں یہ ساری جہد ایک دوسرے کے معاون ہیں، ہم ان تمام جدوجہد کے مجموعے کو دین سمجھتے ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ آج کے دور میں ان تمام محنتوں میں ہماری محنت پوری دنیا کی نظروں میں سر فہرست ہے، اور اگر ہمارا قبلہ درست نہ ہوا ہمارے اندر کمی بیشی رہی تو اس کا اثر براہ راست باقی تمام محنتوں پر پڑے گا، اور مشاہدہ بھی یہی ہوا ہے کہ ہماری بعض کمزوریوں کو عبارت بنا کر باطل والے باقی تمام دین کی محنت کرنے والوں پر کسی نہ کسی بہانے ہاتھ اٹھاتے رہتے ہیں، لہٰذا اگر آپ حضرات نے ہماری کمزوریوں کی اصلاح فرمائی تو ہم اور آپ سب محفوظ ہو جائیں گے، اور اگر آپ حضرات نے ہمیں ہماری غلطیوں اور کمزوریوں کے حوالے کیا تو یقیناً صرف ہمارا نقصان نہیں ہو گا، بلکہ اجتماعی نقصان ہو گا۔

قابلِ قدر حضرات !یقیناً جس طرح بر سر عام آپ حضرات کا ہمارے ساتھ تعاون خطرے سے خالی نہیں، اس سے زیادہ ہمارے درمیان عَدَمِ رَبْط، اور عَدَمِ سرپرستی خطرناک ہے۔ لہٰذا جس طرح ممکن ہو ہماری راہنمائی فرمائیں۔ اللہ کی قسم!ہم آپ حضرات سے مستغنی نہیں ہیں۔ ہم اپنی اس قربانیوں کا ثمرہ علماء دیوبند کی زیر نگرانی ایک بہتر انداز میں دیکھنا چاہتے ہیں، تاکہ تاریخ میں ہماری قربانیوں کا ذکر مثبت انداز میں ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاد کے نام پر آج کل بہت کچھ ہو رہا ہے جسے دیکھ کر اور سن کر اندر ہی اندر سے ہم کُڑ رہے ہیں، مگر کچھ اعذار اور مجبوریاں ایسی لاحق ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قدرت کے انتظار میں ہیں اور آپ حضرات کے سامنے بھی اپنے خیالات کا مختصراً اظہار اس لئے کیا تاکہ آپ حضرات بھی اس مقدس صف کے حق میں اللہ تعالیٰ کے سامنے دست بہ دعا ہو جائیں، کہ جو بھی اس مقدس فریضے کو بدنام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے گرفت میں لے لیں۔

محترم حضرات !کیا عرض کروں، بہتر تو یہ ہوتا کہ آپ حضرات کے سامنے دوزانوں بیٹھ کر پوری داستان سناتا، اور اپنا غم ہلکا کرتا اور آپ حضرات اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھ کر دعا فرماتے، مگر اللہ کو منظور ایسا ہی ہو گا۔ آخر میں یہی گذارش ہے کہ اگر الفاظ یا لہجے میں کسی قسم کی گستاخی ہوئی ہو، آپ حضرات کی شان کیخلاف کوئی بات ہوئی ہو، تو خدارا! مجھے معاف فرمائیں کہ ہم سیدھے سادھے پہاڑی لوگ ہیں، بات کا سلیقہ نہیں آتا۔ والسلام

آپ حضرات کا خادم "خالد مسعود"

علماء اکرام سے راہنمائی کی درخواست

(خط)



محترم و مکرم علمائے پاکستان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ حضرات کی دعاؤں کی برکت سے ہم سارے ساتھی خیر و عافیت سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہماری استدعاء ہے کہ اللہ رب العزت آپ حضرات کو عمر دراز عطاء کر کے امت مسلمہ کیلئے وسیلۂ خیر بنائیں۔

بعد ازیں! آپ حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ ہمارے امراء حضرات کا یقیناً آپ حضرات سے رابطہ اور واسطہ تھا اور یقیناً وہ لوگ آپ حضرات کا دست شفقت اپنے لئے باعث نجات اور مسرت تصور کرتے تھے، اور ان کو بڑوں کے ساتھ ربط اور وحدت فکر پر یقیناً فخر بھی تھا۔

محترم حضرات! اگرچہ ہمارے وہ حضرات ہم سے بذریعہ شہادت جدا ہو گئے، ہمیں داغ فراق سے آشنا کیا، مگر الحمد للہ ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار تھے اور ہیں، وہ حضرات یہی فکر ہمارے لئے وراثت میں چھوڑ کر ہم سے رخصت ہوئے ہیں۔

آج کے اس پر فتن دور میں اگرچہ ہم ایک طرف اس عظیم محنت اور جہد کو مدارس، مساجد، علماء، اور مشائخ کے تحفظ کا ذریعہ سمجھتے ہیں، ممبر و محراب کی آزادی اسی پر موقوف سمجھتے ہیں کہ جب تک ان ظالموں کی شان و شوکت ٹوٹے گی نہیں اس وقت تک ممبر و محراب، علم و علماء مختلف پابندیوں میں جھکڑے ہوئے ہونگے، تو دوسری طرف اس بات کا بھی ہمیں صرف احساس نہیں بلکہ پورا یقین اور بصیرت حاصل ہے کہ اگر آپ حضرات جیسے علماء کی نگرانی میں ہمارا یہ عمل نہ رہا یا بلا واسطہ آپ حضرات کا دست شفقت و تربیت ہمارے سروں پر نہ رہا تو ہماری یہ جدوجہد اسلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بنے گی، ممکن ہے کہ ایک ایسی صورت میں ہم سے نظام شریعت کا ظہور ہو جائے، جس صورت کو تنافر عوام لازم ہو۔

اس بات کو ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہماری اس محنت اور جہد کا مقصد محض تمکین فی الارض نہیں جو کہ آج کل ان کفار اور ملحدین کو بھی حاصل ہے، بلکہ تمکین فی الارض کیلئے جن قربانیوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ ہم دے رہے ہیں اور ان کا ثمرہ ہم کھلی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں، اور پوری دنیا اس کا مشاہدہ بھی کر رہی ہے، ان قربانیوں میں بھی ہم آپ حضرات کے سرپرستی کے محتاج ہیں کہ قربانیوں کا رخ کہیں بدل نہ جائے اور جو مقصودِ اصلی ہے، یعنی اقامتِ دین اس میں تو ہم بدرجہ اولی آپ حضرات کی سرپرستی کے محتاج ہیں، ہم اپنی قربانیوں کا پس منظر اپنے علماء دیوبند کی نگرانی میں دیکھنا چاہتے ہیں، جن کے عقائد اور دوستورِ زندگی پر ہمیں فخر ہے۔

حضرات کرام! صحابہ اکرام تو خوش نصیب تھے کہ اپنی قربانیوں کے عوض حاصل شدہ درد و غم کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت شفقت اور تائید سے دور کر لیتے تھے، جنت کی بشارتیں پھر سے ان حضرات کو تازہ دم بنا لیتیں، مگر آج ہم ان تمام چیزوں سے محروم ہیں، زمین کا شائد ہی کوئی ایسا ٹکڑا ہو جس پر ہمارا گوشت اور خون بکھرا ہوا نہ پڑا ہو، شائد ہی کوئی ایسا درندہ یا پرندہ ہو جس نے ہمارے گوشت کا

ذائقہ نہ چکاہو، مگر اس کے باوجود ہمیں داد دینے والا کوئی نہیں، ہر سو ہمیں دھتکارہ جارہاہے، اگر ایسی حالت میں آپ حضرات نے بھی ہماری لغزشوں سے در گزر نہیں کیا، ہمارے سروں پر دست شفقت نہیں رکھا، تو ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے حوصلوں کو پست کرنے کا ذریعہ بنے، ہم اپنی جانوں کا نذرانہ تو پیش کریں گے مگر امت مسلمہ پر مسلط طاغوتی ہاتھ کا توڑنا جملہ مذہبی حضرات کے ذمے رہ جائیگا۔ لہٰذا آپ حضرات ہمارے حوصلے بڑھائے، ہمیں ہماری کوتاہیوں سے اگاہ کریں، ہم ان شاءاللہ آپ حضرات کی صف اول کے سپاہی ہیں، راہنمائی آپ حضرات کا کام، راستے سے روڑے دور کرنا ہمارا کام، چٹانوں سے ٹکرانہ ہمارا کام، منزل تک پہنچانا اللہ رب العزت کا کام۔

والسلام

خادم العلماء خالد مسعود

مفتی نور ولی (المعروف ابو منصور عاصم) اور اراکینِ شوریٰ کا

علمائے پاکستان کے نام خط

من جانب: امیر تحریکِ طالبان پاکستان "مفتی نور ولی المعروف ابو منصور عاصم اور اراکینِ شوریٰ"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إلى فضيلة المعالي.....(حفظك الله ورعاك)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دنیا کی واحد اسلامی حکومت اسلامی امارت افغانستان پر حملہ کیا، افواجِ پاکستان اور خفیہ اداروں نے عالمی کفری اتحاد کا ساتھ دیکر امارت اسلامی کی حکومت کو گرانے اور مجاہدین اسلام کو شہید یا گرفتار کرکے امریکہ کو ڈالر کے عوض فروخت کرنے میں کلیدی کردار ادا کرنا شروع کیا، حتی کہ بچوں اور خواتین تک صلیبیوں کے ہاتھوں بیچ ڈالا، سابق صدر، چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے خود اس کا اعتراف کیا ہے۔

پاکستان سمیت پوری دنیا کے اہلِ حق علماء کرام کے شرعی فتاوی کی روشنی میں ڈیورنڈ لائن کے آس پاس آباد آزاد قبائل (جو کہ اصولاً نہ پاکستان کا حصہ ہیں نہ افغانستان کا، بلکہ ڈیورنڈ معاہدے کے تناظر میں دونوں ممالک کے درمیان حدِ فاصل ہے، ان آزاد مسلمان قبائل) نے طالبان کی نصرت اور تعاون دینی فریضہ سمجھ کر شروع کی اور امریکہ کے خلاف دفاعاً علمِ جہاد بلند کیا۔

الحمد للہ! قبائل ہی سے جاری دفاعی جہاد کی ابتدا ہوئی، جہادی ماحول مہیا ہوا، امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف استشہادی حملے شروع ہوئے۔

افواجِ پاکستان نے عالمِ کفر کو مزید خوش کرنے کے لیے اور عالمی کفری نظام کو مزید مستحکم کرنے کے لیے قبائل پر یلغار کرکے آپریشنوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کیا، علماء دیوبند (کثر اللہ سوادھم) سے تعلق رکھنے والے پانچ سو جید علماء کرام اور مؤقر دینی اداروں نے فوج کے اس اقدام کے خلاف فتوی جاری کیا، جس میں واضح طور پر لکھا کہ قبائلی مجاہدین کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے، اور یہ بھی لکھا کہ

ان آپریشنوں میں جو فوجی شریک ہو گا تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا اور اگر اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ ہر گز شہید نہیں کہلائے گا، جہاں تک ایسے لوگوں کی موت واقع ہونے کی صورت میں نماز جنازہ پڑھانے اور اس میں لوگوں کے شریک ہونے کا تعلق ہے تو ایک مسلمان کی غیرت، حمیت اور دینی جذبے کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی نمازِ جنازہ میں بھی کوئی شریک نہ ہو۔اور ایسے تمام افراد جو اِن ظالمانہ فوجی کاروائیوں میں مارے جائیں چونکہ شرعاًوہ معصوم اور بے گناہ ہیں،لہذا شرعاًوہ شہید ہوں گے۔

ہم نے اکابر اہلِ حق علماء کرام کے فتویٰ کی روشنی میں مجبوراً اپنا رخ افواجِ پاکستان اور خفیہ اداروں کی طرف پھیر دیا، اورافغانستان سمیت پاکستان میں بھی دفاعی جہاد کا محاذ کھول دیا۔

ہم نے خروج کا مسئلہ نہ چھیڑا ہے اور نہ اس کو سوچا ہے، ہم نے دفاعاً افواجِ پاکستان کے خلاف اپنے اکابر اور اساتذہ کرام کے فتاوی کی روشنی میں مقدس دفاعی جہاد شروع کیا، جو کہ تاحال جاری ہے اور اپنے شرعی اہداف کے حصول تک جاری رہے گا، ان شاء اللہ۔

پیغامِ پاکستان اور دیگر اعلامیوں میں ہمارے خلاف جو موقف اختیار کیا گیا ہے وہ مبنی بر انصاف نہیں۔

جب بھی پاکستان کی قابض افواج پر حملے تیز ہو جاتے ہیں تو ایسی حالت میں ہمارے متعلق کوئی نہ کوئی ایسا موقف اختیار کیا جاتا ہے، جس کی نسبت ہماری طرف صحیح نہیں ہوتی۔ ہم نے کوئی تفرّد یا تجدّد اختیار نہیں کیا ہے، بلکہ اپنے اساتذہ کرام اور اکابر عظام (دامت برکاتہم العالیة) کے فتاویٰ، ترغیب و تحریض کی روشنی میں رواں مقدس دفاعی جہاد شروع کیا ہے۔

ملک میں مصروف و مشغول دیگر اسلامی تحریکوں کو ہم مثبت نظر سے دیکھتے ہیں، ان کی ترقی اور قوت سے الحمدللہ ہم خوش ہیں۔

اسلامی تحریکیں اور بالخصوص علماء حق (علماء دیوبند، **کثر الله سوادهم**) سے وابستہ جماعتوں کی ہم آہنگی، وحدت اور ایک جھنڈے تلے جمع ہونا، اسلامی اقدار کو بچانے اور اسلامی نظام تک پہنچنے کے لیے ہم نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔

پاکستان پر قابض خفیہ ٹولہ کسی بھی صورت برداشت نہیں کر سکتا کہ علماء حق کی قیادت میں مسلمانانِ پاکستان متفق و متحد ہوں، بلکہ وہ اہل حق کی وحدت، اتفاق اور قوت کو اپنے ناجائز قبضے، تسلط اور لادینیت کے لیے نہایت خطرہ سمجھتا ہے۔

اہلِ حق میں سے جس عالمِ دین کا بھی معاشرے میں اثر و نفوذ بڑھتا ہے، انہی خفیہ ہاتھوں کی کوشش ہوتی ہے کہ زبردستی اسے زیرِ اثر لائیں، ورنہ اسے شہید کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے، اور ایسے اہلِ حق علماء کرام کی شہادتوں کی ایک طویل فہرست ہے۔

مثلاً شہید اسلام مولانا یوسف لدھیانوی، شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، استاذ الحدیث مفتی عتیق الرحمن، مفسّرِ قرآن مولانا اسلم شیخوپوری، شیخ القرآن مولانا ولی اللہ کابلگرامی، شیخ الحدیث مولانا سلطان غنی عارف، استاذ الحدیث مولانا شیخ نصیب خان، شیخ الحدیث مولانا حسن جان، شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، مولانا معراج الدین، مولانا محسن شاہ، مولانا محمد حنیف وغیرہم (رحمهم الله)۔

جناب محترم! ان خفیہ اسلام دشمن ہاتھوں نے اپنے بعض ایجنٹوں کے ذریعے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ مجاہدینِ اسلام اور اکابر علماء کے درمیان بُعد اور فاصلے پیدا کریں۔

ہمارے دیوبندی مدارس اور مکتبہ فکر کی طرف منسوب بعض اربابِ مدارس اور شخصیات (جو دینی حلقوں میں بھی خفیہ اداروں کے اہلِ کار سمجھے جاتے ہیں) کوشش کرتے ہیں کہ مجاہدینِ اسلام اور علماء حق کے درمیان بُعد وفاصلے ہوں، جبکہ یہ مجموعی طور پر اہل حق کی اجتماعیت کے لیے سود مند نہیں ہے۔

اسی ہدف کے حصول کے لیے اپنے فتنہ پرور ایجنٹوں کو مجاہدین اسلام کی صفوں میں شامل کرا کے جہادی صف کو غلط استعمال کرنا شروع کیا، ان کم بدختوں کے خلاف ہم نے مضبوط قدم اٹھا کر بہت ساروں کو اپنے انجام تک پہنچایا، مولانا معراج الدین صاحب اور مولانا محسن شاہ صاحب (رحمہما اللہ) کے قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانا اس سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

وہ فتنہ باز ٹولہ یا تو سرنڈری کے نام پر دوبارہ افواجِ پاکستان کی گود میں چلا گیا اور یا خارجی افکار کی حامل جماعت (داعش) کے یہاں چلا گیا۔

بہر حال! ہم اس بات کی دوبارہ وضاحت کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے اساتذہ کرام اور اکابر عظام کے فتاوی سے رواں مقدس جہاد شروع کیا تھا، اور الحمد للہ! معاصر جہادی تحریکات میں صرف ہماری جہادی تحریک کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ پانچ سو جید علماء کرام اور مؤقر دینی اداروں نے بدون ہمارے استفتاء کے ہمارے حق میں دفاعی جہاد کے حوالے سے مدلّل فتوی دیا ہے۔ (جزاھم اللہ خیراً)

ہماری آپ حضرات سے استدعا یہ ہے کہ آپ ہمارے بڑے ہیں، ہم سب نے آپ حضرات کے مشرب سے پیا ہے، ہمارے عقیدے اور نظرئے کے استاد آپ حضرات ہی ہیں، موجودہ جہادی سفر آپ لوگوں کے فتوؤں کی روشنی میں ہم نے شروع کر رکھا ہے، آپ حضرات نے ہمیں فتویٰ دیا کہ افغانستان میں جہاد فرضِ عین ہے، ہم نے امر کی تعمیل میں جانوں کے نظرانے پیش کئے، آپ حضرات نے فرمایا کہ پاکستان کا قبائل میں آپریشن ناجائز اور حرام ہے اور قبائل کو دفاع کا شرعی حق حاصل ہے، ہم نے پاکستانی فوج سے اپنا دفاع شروع کیا، جو آج تک جاری ہے، اب اس قسم کے جہاد میں کسی کو کیا تامل ہے؟ اس دفاعی جہاد کو ریاست کے خلاف مسلح خروج کا رنگ دے کر غیر شرعی قرار دینا، اور اس بنا پر ہمارے خلاف خوارج کے فتوے صادر کرنا اور پیغامِ پاکستان مرتب کرنا، جس میں اس غدار فوج کو پاکستان کا محافظ اور پاسبان ثابت کرنا (جس کے خلاف آپ حضرات ہی نے ہمیں لڑنے کا فتویٰ دیا تھا) اور ہمیں پاکستان کے دشمن اور غدار ثابت کرنا (حالانکہ ہم نے آپ حضرات ہی کے فتوے پر اپنا سب کچھ لٹا دیا) یقیناً ہمارے ساتھ ناانصافی، اور ہمارے لئے باعثِ شکوہ ہے۔ ہم نے ابھی تک پاکستان میں مسلح خروج کی بات چھیڑی ہی نہیں ہے، ابھی تک تو ہم اپنے دفاع کی بات کر رہے ہیں، جس کا فتویٰ آپ حضرات نے دیا ہے، پھر ہم پر انڈیا کے ایجنٹ کا فتویٰ لگانا، یقیناً ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔

حضرات کرام! اگر آپ حضرات کو اپنے فتوؤں میں کوئی غلطی نظر آئی ہو، یا ہمارا کردار ان فتوؤں کے خلاف نظر آرہا ہو، تو آپ ہمارے بڑے ہیں، ہمارے راہنما ہیں۔ آیئے! ہماری اصلاح کیجئے، ہمیں مطمئن کیجئے، یہ ہم لوگ آپ حضرات کے ذمے اپنا شرعی حق سمجھتے ہیں۔ جس طرح آپ حضرات نے ہمیں مطمئن کر کے جہاد شروع کرایا تھا اسی طرح آج ہمیں مطمئن کر کے جہاد رُکوائیں، جب آپ حضرات ہمیں شرعی دلائل سے مطمئن کریں گے تو آپ پھر اہل حق مجاہدین کی اطاعت کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کریں گے (انشاء اللہ) کیونکہ ہمیں اللہ تعالی کا حکم ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ رِوَايَةٌ وَالْحَسَنُ وَعَطَاءٌ وَمُجَاهِدٌ: أَنَّهُمْ أولوا الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ-------- وَالْعُلَمَاءَ يَلُونَ حِفْظَ الشَّرِيعَةِ وَمَا يَجُوزُ مِمَّا لَا يَجُوزُ، فَأَمَرَ النَّاسَ بِطَاعَتِهِمْ وَالْقَبُولَ مِنْهُمْ مَا عَدَلَ الْأُمَرَاءُ وَالْحُكَّامُ، وَكَانَ الْعُلَمَاءُ عُدُولًا مَرْضِيِّينَ مَوْثُوقًا بِدِينِهِمْ وَأَمَانَتِهِمْ فِيمَا يؤدون، وهو نظير قوله تعالى ﴿ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ (احكام القرآن للجصاص)

لیکن اگر ہمیں اپنا دفاعی حق حاصل ہے، پاکستان ظالم اور ہم مظلوم ہیں، اور پاکستان کو ظالم اور خطا کہنے میں آپ حضرات کی مجبوری ہو، اور ہمیں مطمئن کرنا بھی آپ حضرات کی بس میں نہ ہو، تو خدارا! ہمیں اپنے شاگرد، اپنے چھوٹے سمجھ کر ہمارے اوپر کم از کم "خارجیت، انڈیا کے ایجنٹ، ملک کے غدار" جیسے فتوے تو نہ لگائیں، کیونکہ یہ تو مشاہدے کی بات ہے کہ جب "پی، ٹی، ایم" نے حقوق کی بات کی تو اس پر ملک دُشمن اور انڈیا ایجنٹ کا ٹپہ لگانے کی کوشش کی گئی، اب حال میں جب آپ حضرات اپنے حقوق کے دفاع کی بات کر رہے ہیں آپ حضرات پر بھی ملک کو غیر مستحکم کرنے، ملک میں انتشار پیدا کرنے وغیرہ کے ٹپے لگ رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دُشمن تو ہمیں جو بھی کہے کہنے دیجئے کہ دُشمن کا تو کام ہی برا بھلا کہنا ہوتا ہے، کم از کم ہم تو ایک دوسرے کو بدنام نہ کریں، ہم تو ایک دوسرے کو ناکام کرنے کی کوشش نہ کریں، کہ اس سے براہ راست اسلام دُشمن قوتوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

بہر حال! آپ ہمارے بڑے ہیں، ہم آپ حضرات کو کیا مشورہ دیں گے، صرف اپنا شکوہ شکایت ہی آپ حضرات تک پہنچا سکتے ہیں۔ آپ ہمارے بڑے ہیں، آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ ہمارے درمیان اگر اس قدر تناؤ ہو، اس قدر نفرت ہو، ایک دوسرے پر کفر اور خارجیت کے فتوؤں کی فضا ہو، تو اس کا ہم پر اور پوری امتِ مسلمہ پر کیا اثر ہو گا؟ اور دُشمن ہمارے اس اختلاف سے کتنا فائدہ اُٹھائے گا؟

سوئے ادبی معاف! آج علماء اور مجاہدین کا ایک دوسرے کے خلاف کفر، ارتداد اور خارجیت کے فتوے، مجاہدین کے بیس میں اداروں کے اور خارجی ذہنیت رکھنے والے مجاہدین کے یہ قاتلانا حملے، یہ سب کچھ ان غلط فہمیوں کا نتیجہ ہے اور یہ غلط فہمیاں عدمِ ربط کا ثمرہ ہے کہ آج استاد شاگرد دست و گریباں ہو پڑے ہیں، اور اغیار تماشہ دیکھ رہے ہیں۔

البتہ یہ بات یاد رکھی جائے کہ تحریک طالبان پاکستان کے جنگی اہداف میں مذہبی سیاسی اور غیر سیاسی مذہبی جماعتیں شامل نہیں۔ کیونکہ یہ ٹکراؤ عالم اسلام کے مفاد میں نہیں۔ ہاں! اگر کوئی ہمارے اس مقدس دفاعی جہاد میں ہمارے لئے رکاوٹ بن جائے اور ہمارے دشمن کا ساتھ حقیقتاً یا معنیً، اجتماعاً یا انفراداً دے تو ازروئے شرع اس کا حکم ہمارے دشمن جیسا ہے۔ لیکن پھر بھی ہم ایسے لوگوں سے نظریں چراتے ہیں۔

محترم حضرات! ایک بار پھر ہم نہایت ہی انکساری کے ساتھ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمارے بڑے اور استاد ہیں، آپ ہمیں ہماری غلطیوں کی نشاندہی کرائیں، ہماری راہنمائی فرمائیں، ان شاء اللہ ہمیں تابعدار پائیں گے۔ ہاں! اگر آپ حضرات کی مجبوری ہو تو خدارا! شاگردی استادی کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہمارے اوپر خارجیت، ملک دُشمن وغیرہ جیسے الزام نہ لگائیں، ہم آپ حضرات کے بڑے مشکور رہیں گے۔

آخر میں ہم مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ سے لے کر آج مولانا محمد حنیف شہیدؒ تک کے تمام شہداء کی تعزیت کرتے ہیں۔

والسلام

مفتی نور ولی (ابو منصور عاصم) اور اراکینِ شوریٰ

۱۴/ نومبر ۲۰۱۹ء

تمام مصلح، غیر مصلح اور دیگر اصلاحی اداروں اور جماعتوں کے مابین

وحدتِ فکر کے متعلق ہمارا نقطہ نظر

مذہبی جماعتوں میں موجود خلیج کے ہوتے ہوئے نفاذِ شریعت ممکن نہیں:

کچھ عرصے سے یہ بات ہماری ذہن میں گردش کرتی رہتی تھی اور چیدہ چیدہ لوگوں کے ساتھ مذاکرے و مباحثے بھی وقتاً فوقتاً کرتے، کہ اسلام زندہ کرنے کے نام پر جو مختلف شعبے کام کر رہے ہیں، جیسے دعوت و تبلیغ، جہاد، سیاست اور تصوف، اور پھر ان میں کام کرنے والے منفرداً اپنا ہی شعبہ احیائے دین کیلئے ذریعہ تصور کرتے ہیں، اور اگر کوئی بہت ہی منصف مزاج بندہ ہو تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ بس جو جس شعبہ میں مصروف ہے وہ وہاں بہتر ہے اور وہ شرعاً بری الذمہ ہے، اگرچہ وقت کی ضرورت کی وجہ سے دوسرے شعبہ میں لگنا فرض کیوں نہ ہو چکا ہو۔ لہٰذا مذکورہ صورت حال ہم یہ کہنے کی جرات کریں گے کہ جس طرح موجودہ غیر شرعی سیاست اور جمہوریت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا دین زندہ نہیں ہو سکتا؛ اسی طرح مذہبی جماعتوں میں موجود خلیج کے ہوتے ہوئے اللہ کا دین زندہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ جو چیزیں لازم و ملزوم ہوتی ہیں ان میں جب تضاد و تقابل کی فضا پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اس تیسری چیز کا وجود ممکن نہیں ہو سکتا جو ان دونوں کے امتزاج پر موقوف ہو۔ تو بفضل اللہ ہمیں اپنی سوچ و فکر کی تائید میں مولانا قاری محمد طیبؒ کا وہ خط ملا جو حضرت نے مولانا الیاسؒ صاحب کے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا، اگر ہمارے ناقص فہم اور موجودہ حالات کے مشاہدے (جس کو ہم اختصار کی خاطر کچھ مختصر کر کے مقتداء اسلام کی خدمت میں پیش کرینگے، اگر ہمارے سے حاصل شدہ تجربہ) مولانا کے علمی تحقیق کے مطابق ہوا، اور یقیناً آج تک مسلمانوں کی قربانی کی ناکامی کا ذریعہ یہی عدم امتزاج ثابت ہوا ہو، تو پھر اخلاص اور اس مظلوم امت پر شفقت کا تقاضہ یہی ہے کہ علماء، مقتداء اور دین کے احیاء کا درد رکھنے والے حضرات ٹھنڈے دل سے غور و فکر کر کے اس درمیانی خلیج، تنافر اور عناد کو ختم کرنے کا طریقہ تلاش کریں، باہمی امتزاج کے ذرائع پیدا کریں، ورنہ قیامت کے دن مسئولیت ہمارے ذمہ ہو گی، یا ہماری رائے کو کم فہمی مگر اخلاص پر مبنی سمجھ کر معاف کیا جائے۔ اب اس اجمال کی کچھ تفصیل عرض کر کے آپ حضرات کے حوالے کریں گے۔

چونکہ انسان مدنی الطبع ہے، یعنی ضرور کسی شہر یا معاشرے میں رہتا ہے، جیسا کہ علامہ ابن خلدونؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: "**مدنی الطبع ای انه لا بد ان یعیش فی مدینة ای فی مجتمع**"

کہ انسان مدنی الطبع ہے وہ ضرور شہر یا کسی معاشرے میں رہتا ہے۔

علامہ اصفہانی اپنی کتاب "**الذریعة الیٰ احکام الشریعة**" میں لکھتے ہیں:

ترجمہ۔ انسانی مدنی الطبع ہے، یعنی اس کے لئے جامعیت سے الگ ہو کر رہنا ممکن نہیں، بلکہ وہ دنیاوی مصالح میں ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔"

اور علماء اس حقیقت پر اس بات کے ثبوت کے طور پر دلیل قائم کرتے ہیں کہ جب اس انداز میں انسانوں کا اجتماع اور اختلاط ہو تو پھر ضروری ہے کہ لوگوں میں اختلاف اور تنازع پیدا ہو جائے اور یہی اختلاف کینہ، حسد، جنگ، جدال، قتل و قتال، خونریزی اور تعطل بلکہ ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے اور یہ تمام مفاسد اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب انسانوں کو کسی حاکم کے بغیر آزاد اور بے مہار چھوڑا جائے۔

علامہ محمد موصلیؒ اپنی کتاب حسن السلوک میں تحریر فرما ہیں:

اللہ تعالیٰ نے روئے زمیں پر اپنے بندوں پر حاکم وقت مقرر کرنے میں احسان کیا ہے کہ اس کی وساطت سے مظلوم کا دفاع ظالم سے ہو سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ۔ اور اگر نہ ہوتا دفاع کرا دینا اللہ تعالیٰ کا ایک دوسرے سے تو خراب ہو جاتا ملک"

مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر ایسے حاکم مقرر نہ کیے ہوتے جو قوی کو کمزور پر ظلم سے روکے اور مظلوم کا حق لیں، تو طاقت ور لوگ کمزوروں کو ہلاک کر دیتے اور ان کا حال بد ترین ہوتا اور زمین اور اہل زمین فاسد ہو جاتے اور جب بادشاہ ہی ظالم ہو تو فساد اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ (حسن السلوک ص ۶۴)

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بنی نوعِ انسان کے مسائل کا حل حکومتی نظام میں منحصر ہے، اب اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے مشکل کے حل کیلئے نظام الٰہی مرتب فرمایا ہے، تاکہ بنی نوع انسان اس نظام کے تحت زندگی گزار کر آخرت کی تیاری کر سکیں۔

مگر بد قسمتی سے بنی نوع انسان کے خود ساختہ نظاموں نے نظام الٰہی کے مقابلے میں مسائل اور بھی الجھا دیے، لوگوں کا روزانہ سڑکوں پر نکل کر حکمرانوں کے خلاف نعرہ بازی موجودہ خود ساختہ وضعی نظاموں کی ناکامی کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اب ہم اس بات کو ثابت کرنے کیلئے تحقیقی بحث کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ اس موضوع پر کتابیں بھری پڑی ہیں، چونکہ آج اکثریت جمہوریت کی ہے، تو اس موضوع پر بحث کے بجائے موجودہ معاشرے کے مشاہدات پر اکتفا کر کے جمہوریت میں مسائل کے عدم حل پر اور جمہوریت کی ناکامی پر مختصر تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

تقریباً تین قسم کے ماحول سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے: (۱) گھر کے اندر، (۲) گھر سے باہر ملک کے اندر کا ماحول، (۳) ملک سے باہر باقی ممالک سے واسطہ۔

اب ان تینوں واسطوں کا جائزہ لے کر ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ نظام نے ہمیں کیا دیا ہے؟

تو گھریلوں اعتبار سے ہم دیکھتے ہیں کہ خاندانی غیرت مفقود ہو چکی ہے، والدین بے حس ہو چکے ہیں، اولاد ان کے ہاتھ سے روشن خیالی کی بدولت نکل چکی ہے، جوان بھائی اپنی جوان بہن کے ساتھ اور باپ اپنی جوان سالہ بیٹی کیساتھ فحش فلمیں دیکھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا، گھر کے تمام افراد کے کمرے الگ الگ ہیں اور ہر کمرے میں انٹرنیٹ اور کیبل کی سہولت موجود ہے، بیٹے اور بیٹی کی من پسند دوست بلا روک ٹوک آجا رہے ہیں، ماں، باپ اولاد کے بوائے اور گرلز فرینڈ کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، کسی کو کسی کی زندگی میں دخل انداز ہونے کی کوئی مجاز نہیں ہے، روشن خیال حضرات کہتے ہیں کہ رات کو جب بیٹا، بیٹی آئے اسے کچھ مت کہنا کہ یہ ذہنی اذیت ہے، اولاد کیلئے والدین تک نسبت پہنچانا مشکل پڑ چکا ہے۔

اس کے علاوہ گھر سے باہر کی فضا تو بہت آلودہ ہے، فحاشی اور عریانی کے اڈے ہر جگہ کھلے ہیں۔ شراب نوشی، فحاشی، بے حیائی صرف عام ہی نہیں ہے، بلکہ حکومتی سطح پر اس کی سرپرستی ہوتی ہے، کسی کی ماں بہن گھر سے نکلنے پر جان سے بچ بھی جائے تو عزت سے ضرور ہاتھ دھو بیٹھتی ہے، غریبوں کو غریب تر اور امیروں کو امیر تر بنانے والے سودی نظام نے ملک کا امن تہہ و بالا کر دیا ہے، امراء طرح طرح کے

جائز و ناجائز طریقے سے اپنا خزانہ بڑھانے کے چکروں میں ہیں، عوام کا خون نچوڑ کر اکاؤنٹ بھر رہے ہیں، رہ گئی نسبت ہماری باقی ممالک کے اعتبار سے ! تو بحیثیت مسلمان ہر طرف سے ہم پر آوازیں کسی جارہی ہیں۔ ہمیں، ہمارے مذہب اور ہمارے وطن کو ایک غنڈہ اور ایک دہشت گرد بنا کر پیش کیا جارہا ہے، ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارہا توہین کی جارہی ہے، ہمارے ملک پر حکمران متعین کرنا، اس کی مدت اور یہ کہ ان حکمرانوں نے کیا کرنا ہے؟ یہ کام ہمارے دشمن یہود و نصاریٰ ہی کرتے ہیں۔

ہمارے سارے ائر بیس ان کے قبضے میں ہیں، ملک کی خارجہ اور داخلہ پالیسی ان کی خواہش کو مد نظر رکھ کر وضع کی جاتی ہیں۔ غیروں کو تحفظ اور ہموطنوں کو ذلیل کرنا ہمارے حکمرانوں کا شیوہ ہے، لہٰذا جس ملک کے نظام میں وہاں کے رہنے والوں کو کسی بھی صورت میں تحفظ مہیا نہ ہو تو اس نظام کو توپ کا گولہ مارو اور ایسے بے ضمیر لوگوں کو دو مرتبہ توپ کا گولہ مارنا چاہیے جو اس منحوس نظام پر مصر ہو کر حالات کی درستگی کا مطالبہ کرتے ہیں، جب یہ بات واضح ہوئی کہ خود ساختہ وضعی نظام میں بنی نوع انسان کے مسائل کا حل نہیں ہے، تو لازمی بات ہے کہ نظام الٰہی ہی میں بنی نوع انسان کے مسائل کا حل مضمر ہے۔

خلافت یا نظام الٰہی پر تفصیلی اور تحقیقی بحث کو طول کے خوف سے نظر انداز کر کے کچھ اوصاف پر اکتفا کرتے ہیں، جس سے اندازہ ہو جائیگا کہ تمام انسانوں کے تمام مسائل کا حل نظام الٰہی میں ہے۔

نظام الٰہی کی خصوصیات:

جس طرح اس نظام کا بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم ذات اور قدیم حادثات پر علم رکھتا ہے، اور تمام انسانوں پر شرقاً، غرباً، ظاہراً، باطناً، شمالاً اور جنوباً اس کا علم محیط ہے، تو اس طرح اس نظام میں اس کے روحانی، جسمانی، دیناوی، اخروی، ظاہری، باطنی تمام قسم کے لوگوں کیلئے یہ نظام عام نفع بخش ہے۔

۱۔ یہ ربانی نظام ہے: اسلامی نظام کا ماخذ وحی الٰہی ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو کی ہے، اسی وجہ سے یہ نظام دیگر نظاموں سے ممتاز ہے۔

۲۔ یہ عقیدوی نظام ہے: یہ ایک عقیدے والا نظام ہے، جو کہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہے، اگرچہ ایک مسلمان گناہ پر قادر ہے، حاکم، قاضی، پولیس وغیرہ سے بھی نہیں ڈرتا، لیکن عقیدہ اور ایمان کی وجہ سے گناہ کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچاتا ہے، بخلاف دیگر نظاموں کے، مثلاً اسلام سے پہلے شراب اتنی عروج پر تھی کہ گھر گھر میں شراب کے ذخائر تھے، ہر گھر ایک میخانہ تھا، لیکن جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا، تو حکم سنتے ہی تمام مٹکے بہا دیئے "فاجتنبوہ" کلمہ کی ایسی طاقت تھی کہ فوج اور پولیس کی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

دوسری طرف بیسوی صدی میں امریکہ نے شراب کی بندش کا حکم جاری کیا، اس حکم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اجتماعی دعوت پر ۲۵ بلین ڈالر خرچ کیے اور شراب کے نقصانات بتلانے کے لئے ۹۰۰۰ ملین صفحات نشر کئے۔ اس فرمان کو نافذ کرنے کیلئے ۲۰۰ انسانوں نے اپنی زندگی کا خاتمہ کیا اور ۵۰ لاکھ قید ہوئے اور حکومت کے مخالفین نے اس کی تنفیذ کی وجہ سے چار ہزار ڈالر کا نقصان اٹھایا اور لوگوں سے بطور جرمانہ ۱۰ ہزار ملین لئے گئے۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ بالآخر ۱۹۳۳ء میں شراب کی ممانعت کا حکم واپس لیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اسلام ایسے عقیدے والا نظام ہے جو کہ لوگوں کے نہ صرف جسموں پر بلکہ دلوں پر بھی حکومت کرتا ہے۔

۳. یہ عالمی نظام ہے: ہر زمانہ میں ہر انسان کیلئے قابل عمل ہے، ایک خاص گروہ یا خاص وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ﴾ (السبا: ۲۸)

ترجمہ:۔اور تجھ کو ہم نے بھیجا سارے لوگوں کے واسطے خوشخبری اور ڈرانے والا۔

اسلامی نظام کی خصوصیات کا مطالعہ کرنا ہو تو اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے، "اسلام کا نظام سیاست وحکومت" کا مطالعہ خاص طور سے ضروری ہے، ہم نے تو ایک نمونہ پیش کرنا تھا۔

مذکورہ تفصیل سے تقریباً یہ بات واضح ہوئی کہ بنی نوع انسان کے تمام انسانوں کے تمام مسائل کا حل شریعت (یعنی نظام الٰہی) میں ہے نہ کہ جمہوریت یا کسی اور خود ساختہ وضعی نظام میں۔ برسوں سے سیاسی وغیر سیاسی مذہبی جماعتیں اس مسئلے کو حل کرنے میں مصروف ہیں کہ انسانیت کو جمہوری خود ساختہ نظاموں سے چھٹکارا دلا کر شرعی، الٰہی نظام سے وابستہ کریں، مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آرہا ہے۔ ہزاروں مخلص، شریعت خواہ انسان مذہبی مقتداؤں سے امیدیں باندھ کر دنیا کو خیر باد کہہ گئے اور موجودہ حالات کو دیکھ کر ہر سنجیدہ آدمی حضرت عیسیٰ ؑ ہی کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے۔ چونکہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اتنی طویل مدت سے تمام دینی جماعتوں کی اتنی قربانیوں کے باوجود عدم نفاذ شریعت کی بنیاد دینی جماعتوں میں موجود خلیج اور عدم امتزاج ہے، بلکہ عدم امتزاج سے بڑھ کر تقابل و تعارض ہے، تو اس صورت میں نفاذِ شریعت بلکہ خود کامل دین کی بقا معلوم نہیں کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟ اس بات کی تائید کیلئے ہمارے بزرگ راہنما قاری محمد طیب صاحبؒ کا خط کچھ اختصار کیساتھ ملاحظہ ہو:

قاری محمد طیب صاحب کا خط

قاری محمد طیبؒ آیت ﴿هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ۔۔۔۔الخ﴾

ترجمہ:۔وہی ہے جس نے اٹھایا اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں، پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں۔(سورۃ الجمعہ آیت ۲) کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"دین کائنات" موالید ثلاثہ کا مجموعہ ہے:

(۱) تعلیم الاحکام، یعنی شریعت،

(۲) تہذیب الاخلاق، یعنی طریقت،

(۳) تنظیم الاعمال، یعنی سیاست۔

اسلام میں ان تینوں کے بغیر چارہ کار نہیں اور نہ ہی ایک دوسرے کے بغیر ان کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

شریعت سے راہ معلوم ہوتی ہے۔ اگر راستہ ہی سامنے نہ ہو تو قطع مسافت کیسے ممکن؟

طریقت سے راہ پر چلنے کی اخلاقی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اگر راہ چلنے کی طاقت نہ ہو تو محض درستگی سے کیا ہوتا ہے؟

سیاست سے راہ کے روڑے صاف ہوتے ہیں۔ اگر راستہ پر خار اور چٹانوں سے بھرا ہوا ہو تو راہ پر چلنے کی طاقت کیا کام دے سکتی ہے؟ اور اگر پھر چلنے کی ہمت کی جائے تو ساری طاقت راستہ پر ہی صرف ہو کر رہ جائیگی اور منزل مقصود تک رسائی مشکل پڑ جائیگی۔

لہٰذا شریعت راستہ ہے، طریقت راستہ چلنے کی قوت اور سیاست راستے کی صفائی۔ قوت ہمیشہ مخفی چیز ہوتی ہے، راستہ ہمیشہ نمایاں ہوتا ہے اور راستہ کا کام یعنی صفائی نمایاں ہی نہیں شور و شغب بھی لئے ہوتا ہے، اس لیے قدرتی چیز ہے کہ طریقت اور تصوف کی بنیاد یکسوئی اور

انفرادیت پر ہو، لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ صوفی بحیثیت ایک صوفی کے ساری دنیا سے الگ تھلگ اور یکسو ہوتا ہے۔ دوسروں سے اگر ملتا ہے تو اس کو بھی مخلوق سے منقطع کر دیتا ہے۔

اور شریعت کی بنیاد تعلقات کی کثرت اور ادائے حقوق پر ہے۔ ہدایت وارشاد کی خاطر مخلوقِ خدا میں گھسنا اور ان کی کڑوی کسیلی جھیلنا شریعت میں بھی ضروری ہیں۔ طریقت اور تصوف میں **فرار عن الخلق** ہے، شریعت میں **ذہاب الی الخلق** ہے اور سیاست میں تعلقات کی نوعیت اور بھی شدید ہو جاتی ہے، طریقت میں آدمی نفس تک محدود تھا، شریعت میں نفس سے نکل کر عباد یعنی دوسرے لوگوں تک آتا ہے، یہاں سیاست سے نکل کر صرف بلاد تک نہیں بلکہ صحرا، پہاڑ، دریاؤں اور حیوانات، غرض ساری کائنات کی تنظیم تک آدمی پہنچ جاتا ہے، یعنی مادی اور روحانی قوتوں کے ذریعے ایصال حقوق، ظلم کے دفع، نفاذِ حدود وتعزیرات، جہاد وجان بازی، غنائم کی تقسیم کی حفاظت، مفسدوں کو دبانا، مصلحوں کو سربلند کرنا، باطل والوں کا زور توڑنا اور حق والوں کی مدد کرنا، ایک سیاسی کام ہوتا ہے، ان تینوں عناصر کو اگر ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے تو ان کی باہمی امتزاج کے مخلوط منافع منقطع ہو کر ایک مخصوص مضرت میں سرپڑ جائیگی۔

چونکہ طریقتِ محض "وحشت وجالت" محض ہے۔ شریعتِ محض "شدت وجمود" محض ہے۔ اور سیاستِ محض "نخوت وتجبر" محض ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تینوں صفات منفرداً کمال نہیں ہیں، بلکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کیلئے مصلح ہے اور اس لیے دین نے ان سب کو جمع کر کے اپنا نام دین رکھا ہے۔

پس شریعت وطریقت کی کسمپری، عاجزی اور بے بسی کا مصلح سیاست ہے، جس کی مادی شوکت ان دونوں کیلئے سرمایہ عظمت و حفاظت ہے۔ کیونکہ شریعت وطریقت بے بسی اور بے کسی کے عالم میں عام نگاہوں میں بے وقعت بے قدر ہو جانے کی وجہ سے عام قبولیت اختیار نہیں کر سکتی ہیں، بلکہ ان کی تحقیر واستہزا کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور شان وشوکت، قوت والے (مغربی تہذیب یافتہ) طبقے اس کی تحقیر کو اپنا مشن اور مقصد بنا لیتے ہیں، جس کا آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ محض شریعت اور طریقت والے لوگ اپنے مشن کے دفاع پر قادر نہیں ہیں اور بر سر عام ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے، بلکہ ان کی عاجزی، بے بسی، شرم وحیا اور دین سے عاری مغرب زدہ طبقوں کیلئے کفر کا ذریعہ بن رہا ہے۔ اور سیاست کی نخوت وتجبر کا مصلح شریعت وطریقت ہے، جن کی آمیزش سے مخلوق پر شفقت اور تربیت عالم کا ظہور ہوتا ہے اور خلافت نمایاں ہو کر نفسیاتی جبر وقہر فنا ہو جاتا ہے۔

پس جب ایک طرف طریقت اور تہذیب الاخلاق کے ذریعے نفس میں عدالت پیدا ہو گئی اور شریعت کے ذریعے علم احکام اور تعلیم خیر کا جذبہ شفقت قائم ہو گیا اور سیاست وقوت کے ذریعے اس علم اخلاق اور حسن اخلاق کی تنفیذ کی قدرت پیدا ہو گئی تو اب سیاست میں سے نخوت وکبر، وقار وخودداری اور شہامت نکل جائیگی، طریقت سے رسم خلوت نکل کر حقیقت خلوت کیلئے تعلق مع اللہ اور انقیاد احکام کا ملکہ پیدا ہو جائے گا اور ادھر اتباع شریعت میں خشکی وجمود وتنگ نظری نکل کر وسعت نظری، جامعیت، ہمہ گیری، تعاون باہمی کے جذبات ابھر آئیں گے، جس سے قوم کے مادی وروحانی عروج کا نقشہ خود بخود قائم ہو جائیگا، جس کے مجموعہ کو دین کہتے ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین بغیر ان تینوں عناصر کے جمع کئے ہوئے مکمل نہیں ہوتا، اور خدامِ دین اس وقت تک صحیح معنوں میں خدمتِ دین نہیں کر سکتے (اللہ کا دین زندہ نہیں کر سکتے) جب تک کہ (ہر خادم) بیک وقت متشرع، صوفی اور سیاسی نہ ہو۔ افسوس ہے کہ آج تک یہ تینوں چیزیں الگ الگ مستقل شمار کی جارہی ہیں اور ان کے حامل الگ الگ اور مستقل منہج سمجھ لیا گیا ہے، اور نہ صرف اسی پر اکتفا کیا گیا، بلکہ

صوفیاء اپنے تصوف کی تکمیل اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ علماء کے مد مقابل آئے، علماء صوفیوں کے مقابلے پر ہوں اور سیاسی ان دونوں طبقوں کے بالمقابل کھڑے ہوئے ہوں اور یہ دونوں طبقے سیاست دانوں کے مقابلے میں۔ اس لیے قوم میں مستقل طبقے قائم ہیں اور بجائے اس کے کہ مل کر کسی ایسی طاقت کے بالمقابل آئیں جس نے ان کا علم بھی غلط کر رکھا ہے اور عمل کا راستہ بھی غلط رخ پر ڈال دیا ہے، اپنی اپنی طاقتیں اپنی اپنی آویزشوں میں ختم کر دیتے ہیں۔ جس سے تفرقہ بازی زیادہ طاقتور اور زیادہ قوی اور دلیر ہو جاتی ہے، میرے خیال میں جب تک یہ تینوں طبقے مل نہ جائیں اور نہ صرف افراد مل جائیں بلکہ ان کے یہ تینوں فنون اس طرح باہم آمیختہ نہ ہو جائیں کہ قوم کا ہر فرد متشرع خاص، صوفی صافی، اور سیاسی مخلص ہو جائے اس وقت تک قوم بحیثیت مجموعی مکمل قوم ہی نہیں کہلا سکتی اور اسلامی نقطۂ نظر سے کامیابی کا منہ بھی نہیں دیکھ سکتی۔

یہ تھا مولانا صاحب کے زمانے میں تفرقہ کا حال اور اس کے متعلق مولانا صاحب کی رائے۔

آج ہم اپنے زمانے کی دینی جماعتوں کا جائزہ لیتے ہیں، تو ہم دیکھتے ہیں کہ تصوف کی جگہ آج تقریباً دعوت و تبلیغ کی محنت نے لی ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس محنت سے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی زندگیاں بدل گئیں، مساجد و مدارس وجود میں آئے، مگر طویل مدت میں صرف ایک گاؤں یا بستی بھی کامل دین کا نمونہ نہ بن سکا اور آج تک مسلمان اپنے فرائض کو کفر کے زیر سایہ ادا کر رہے ہیں اور جس حکم کی ادائیگی سے کفر کے تسلط کو خطرہ ہو ان کے ہم قریب بھی نہیں جاسکتے ہیں، ان کا نام تک نہیں لے سکتے ہیں اور یہ خطرات اپنی اس محدود محنت کو انبیاء علیہم السلام کی محنت کا درجہ دیکر منفرداً ہی پورے دین کے زندہ ہونے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اب ان حضرات نے اپنے ہی شعبے کی حفاظت کرنی ہے، چاہے اس کی حفاظت کی خاطر باقی احکام الٰہی کو خیر باد کہنا پڑے تو کوئی حرج نہیں، باقی دین کی حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ کسی اور سے لے گا اور اگر اس شعبے کے ذریعے اللہ کا دین زندہ کرنا مقصود ہو، پھر اس شعبے کے منبر و محراب کی آزادی جن دوسروں شعبوں پر موقوف ہو ان کے ساتھ جڑے بغیر چارہ کار نہیں، ورنہ اسی طرح محنت و عبادت کے محدود دائرے میں مزید سو سال گزر جائیں تو اللہ کا دین زندہ نہیں ہو گا۔

باقی درس و تدریس کا شعبہ یقیناً دین اسلام کی آبیاری کر رہا ہے، قرآن و حدیث کا تحفظ ان مبارک شعبوں کے ذریعے ممکن ہوا ہے، مگر دوسرے شعبوں کیساتھ عدم ربط کی وجہ سے بدگمانیاں بڑھتی جارہی ہیں، اس عدم ربط اور دجالی میڈیا کی وجہ سے حالات پر قرآن و حدیث کی تطبیق علماء حضرات کے لیے مشکل پڑ رہا ہے، یہاں تک کہ قرآن و حدیث کی آزادی تو درکنار خود قرآن و حدیث، مساجد و مدارس کے وجود کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے، علماء و خطباء حضرات کیلئے آزادی کیساتھ قرآن و حدیث کو بیان کرنا ناممکن ہو چکا ہے، اور جو عالم آزادی کا یہ حق اپنے لیے ثابت کرتا ہے وہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہو چکا ہوتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مخلص علماء روزانہ شہید ہو رہے ہیں، آئے دن مدارس پر پابندیاں لگ رہی ہیں، تو معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ اور درس و تدریس وغیرہ کے شعبے، سیاسی یعنی جہادی شعبے کے بغیر اصل حالت پر قائم نہیں رہ سکتے، جہاد کی قوت پیچھے نہ ہو تو منبر و محراب کی آواز اس طرح پابندیوں میں جکڑی ہوئی ہو گی جس کا آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں، کہ عالم اسلام پر ڈھائے جانے والے مظالم کیخلاف کسی بھی منبر و محراب کو لب کشائی کی جرأت نہیں ہے، تو نتیجہ یہ نکلا کہ جہادی شعبہ کے علاوہ صرف ان دو شعبوں کے ہوتے ہوئے نفاذ شریعت تو درکنار پابندیوں میں جکڑا ہوا دین اپنے وجود کے تحفظ سے بے بس نظر آرہا ہے، لہٰذا احیائے دین کیلئے تینوں شعبوں کا امتزاج ضروری ہے۔

باقی رہ گئی بات سیاسی شعبے کی جو سب سے اہم شعبہ ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں سیاست سے میری مراد مروجہ سیاست نہیں

ہے، بلکہ شرعی سیاست مراد ہے، جن کے پانچ اجزاء ہیں:

(۱) جماعت (۲) سمع (۳) طاعت (۴) ہجرت (۵) جہاد۔

موجودہ جمہوری سیاست میں شرعی سیاست کے دو اہم اجزء ہجرت اور جہاد کا نام تک نہیں بلکہ الٹا عیب ہے، لہٰذا اس سیاست کے ذریعے اقتدار تک پہنچ کر بھی اللہ کا دین زندہ نہیں ہو سکتا، اس نکتہ پر تحقیقی بحث اسی موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں، ہم چند مشاہدات پر مبنی مثالیں عرض کریں گے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ مروجہ جمہوری انتخابی سیاست کے ذریعے سے اللہ کا دین زندہ نہیں ہو سکتا۔

(۱) مصر میں گزشتہ اسّی سال کے طویل عرصے سے "اخوان المسلمون" اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے غیر معمولی سرگرمیوں میں مصروف ہے، لیکن جب بھی مصری حکومت کو "الاخوان" کی طرف سے کسی دینی تبدیلی کے آثار نظر آتے ہیں تو وہ فوری طور پر ان کیلئے کوئی مصیبت کھڑی کر دیتی ہے، یا تو ان کے قائدین کو جیلوں میں ڈال دیا جاتا ہے یا ان کے مالی اثاثے ضبط کر لیے جاتے ہیں، اور ان کے قائدین کو سیاست اور کام کے میدان میں غیر مؤثر کر دیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مصر میں گزشتہ اسی سالوں میں اسلامی حکومت نہ بن سکی اور نہ ہی کوئی اسلامی معاشرہ سامنے آیا اور "الاخوان" بھی اپنے ان اصولی بنیادوں پر ثابت قدم نہ رہ سکے، جنہیں حسن البناء اور سید قطب شہیدؒ نے اپنی تقاریر اور تالیفات میں "الاخوان المسلمون" کے نظریاتی و علمی راستے کی حیثیت سے واضح کیا تھا، بلکہ زمانے کے گزر کے ساتھ ساتھ جمہوریت نے ان کے عزم کو سست اور دستور کو بدل کر رکھ دیا۔

(۲) ترکی میں "نجم الدین اربکان" کی اسلام پسند تنظیم نے انتخابات میں جمہوریت کے اصولوں کے مطابق اکثریت حاصل کر کے حکومت تو بنالی لیکن جب ترکی سیکولر اور جمہوریت کا دفاع کرنے والی فوج نے اسلام کے مفاد میں ہونے والی تبدیلیاں دیکھی تو فوراً ان کی حکومت گرادی، "اربکان" تنظیم پر پابندیاں لگادی اور تنظیم کے قائدین کو سیاست میں حصہ لینے سے منع کر دیا۔

(۳) شمالی افریقہ کے سب سے بڑے ملک "الجزائر" میں جب "جبھۃ الانقاذ الاسلامیۃ" پارٹی نے مغربی جمہوریت کے اصولوں کے مطابق انتخابات میں اکثریت حاصل کر لی، تو وہاں بھی سیکولر فوج نے مداخلت کر کے انتخابات کے نتائج کو لغو قرار دیا اور اسلامی پارٹی کے قائدین و کارکنوں کو جیلوں میں ڈال دیا، اور الجزائر کے مسلمانوں کو ایسے داخلی جھگڑے میں پھنسا دیا جس کے شعلے آج تک بھڑک رہے ہیں اور ہزاروں مسلمان اس آگ میں جل چکے ہیں اور ابھی تک جل رہے ہیں۔

(۴) پاکستان میں بھی جمعیت علماء اسلام نے ۲۰۰۲ء میں صوبہ خیبر پختونخواہ انتخابات جیت کر اپنی حکومت بنائی تو اپنے دور حکومت میں کوئی اسلامی قانون نافذ نہ کر سکی، بلکہ مشکل سے ان رفاہی کاموں کو کچھ آگے بڑھایا جنہیں سیکولر حکومتیں بڑی آسانی سے چلاتی رہتی ہیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس جمہوری حکومت کو مرکز کی طرف سے اجازت نہیں ملتی تھی کہ وہ اسلام نافذ کر سکے۔ اس طرح پوری دنیا میں اسلامی شریعت کو عملاً نفاذ سے دور رکھا جاتا ہے اور اس کے ماننے والوں کو حکومت سے دور کر دیا جاتا ہے اگر چہ وہ جمہوریت کے راستے سے ہی اقتدار تک پہنچے ہوں، لہٰذا معلوم ہوا کہ جمہوریت میں صحیح اسلام کیلئے کوئی جگہ نہیں، البتہ یہ ممکن ہے کہ جمہوریت کے راستے میں کفر کو اسلام کی شکل میں متعارف کر کے جرمِ عظیم کا ارتکاب کیا جائے۔

رہ گئی شرعی سیاست جس پر دین کی تکمیل موقوف ہے اور وہ آج کل جہاد کی صورت میں متعارف ہوئی ہے۔ جو لوگ تہذیب و تمدن اور اسلامی علم و اخلاق سے نا آشنا ہوں تو صرف سیاست سے ان کی تربیت ناممکن ہے، چونکہ سیاست شرعیہ (یعنی جہاد و ہجرت) کے

ذریعے اللہ تعالی کا دین پوری دنیا میں زندہ کرنا مقصود ہوتا ہے، غیر اللہ کے تسلط کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لوگوں کو لانا ہوتا ہے، توجو لوگ اگر خود غیر مہذب ہوں اسلامی اخلاق وعادات سے کوسوں دور ہوں، اللہ تعالیٰ کی بندگی کے بجائے آزاد زندگی کو ترجیح دیتے ہوں، اسلامی علم وتہذیب تو درکنار علماء کرام کیساتھ نشست وبرخاست کو بھی ناپسند کرتے ہوں، کمانڈری اور امارت کی آڑ میں خواہشات کی تکمیل میں مصروف ہوں تو ایسے لوگ دنیا کے سامنے جس سیاست شرعیہ، جہاد یا اسلام کو پیش کریں گے یا اسلامی نظام کا یہ نمونہ پیش کریں گے تو یقیناً ساری دنیا ایسے من پسند اسلام یا جہاد وسیاست کی نفی اور اس سے نفرت کریگی اور ایسے لوگ اسلام کو زندہ کرنے کے بجائے اسلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بنیں گے، خود کو خادم اسلام سمجھتے ہونگے اور حقیقت میں عادم اسلام ہوں گے۔

لہٰذا تہذیب الاخلاق اور تعلیم الاحکام کیساتھ عدم ربط کی صورت میں ایک سیاسی جہادی آدمی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا، کیونکہ کسی جگہ پر غلبہ کے بعد وہاں اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنا مقصود ہوتا ہے، تو جو صاحب اسلامی تعلیمات، اخلاق، تہذیب سے یکسر جاہل ہو وہ خاک وہاں اسلام زندہ کرے گا۔ ہاں! اگر صرف وہاں پر قبضہ مقصود ہو، وہاں کے لوگوں پر بذریعہ قوت اپنا لوہا منوانا مقصود ہو پھر اسی کے ضمن میں تکمیل خواہشات مقصود ہو تو یہ سب کچھ ایک عرصے کیلئے شاید حاصل ہو جائیں، مگر نتیجہ دنیا اور آخرت میں ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوگا، لہٰذا وہ علم واخلاق والی صفات کے بغیر آدمی حقیقی مجاہد اور سیاسی نہیں بن سکتا، ورنہ اپنے شعبے کو بدنام کرنے کا ذریعہ بنے گا، لہٰذا سیاسی شعبہ باقی دو شعبوں کیساتھ ملکر ہی اسلامی نظام نافذ کر سکتا ہے اور خود کامل ہو سکتا ہے۔

خلاصہ کلام:

مذکورہ بیان اور موجودہ حالات کے مشاہدہ سے یہ نتیجہ نکالنا کوئی بعید اور حقیقتِ واقعہ کے خلاف نہیں کہ جب تک ان مختلف دینی شعبوں کا مستقلاً اور الگ طور پر تصور ختم نہ ہو جائے (یعنی ہر شعبہ سے الگ طور پر دین کے زندہ ہونے کا تصور جب تک ختم نہ ہو جائے) اس وقت تک کامل دین زندہ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح "چائے" دودھ، پانی، چینی اور پتی کے مجموعہ کا نام ہے اور ان میں سے کوئی چیز الگ طور پر چائے نہیں ہو سکتی، اسی طرح مذکورہ تین چیزوں (طریقت، شریعت اور سیاست) کے اِمتزاج کے بغیر کامل دین زندہ نہیں ہو سکتا کہ دینِ اسلام ان موالیدِ ثلاثہ کا مرکّب ہے اور ان کے درمیان ایسا گہرا باہمی ربط ہے کہ اگر ان کے مخلوط منافع منقطع ہو جائیں تو ایک مخصوص مَضرّت واقع ہو جائے گی۔ اب ظاہر ہے کہ اللہ کے کامل دین کو زندہ کرنا ہماری زندگی کا مقصد ہے اور ہم میں سے ہر ایک اسی کوشش میں مصروف ہے، لیکن اس کے باوجود موجودہ دینی شعبوں میں سے ہر ایک کی تقریباً ایک صدی (سو سال) پوری ہو رہی ہے، مگر نتیجہ میں شاید کوئی گھر بھی ایسا نہ ملے جس میں اللہ تعالیٰ کا کامل دین زندہ ہو، تو اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ کامل دین زندہ کرنے کا جو طریقِ کار ہے، ہم میں سے ہر ایک کا طریقہ اس کے خلاف ہے کہ شریعت نے جن شعبوں کو ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم قرار دیا ہم نے ان کو ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرایا ہے، نتیجتاً ہر شعبہ کے افراد اور ضروریات میں اضافہ ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے ہر ایک شعبہ اپنے مخصوص معاملات ومصروفیات میں الجھتا جارہا ہے اور عدمِ ربط کی وجہ سے ہر شعبہ میں دشمنانِ دین کا تصرّف بڑھتا چلا جارہا ہے اور اب تو یہاں تک مشاہدہ ہو رہا ہے کہ جو شعبہ دوسرے کے لیے جزءِ لازم ہے اب وہ اُسی کی راہِ ترقی میں حائل تصور کیا جارہا ہے اور دشمن کی مسلسل محنت کی وجہ سے درحقیقت ہر شعبہ دوسرے کے لیے رکاوٹ کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔

لہٰذا اس طرح مدِّمقابل ہو کر ایک ایک شعبہ پر الگ الگ محنت کرنا دین کو زندہ کرنے کے بجائے احیائے دین کو لوگوں کے ذہن

میں ایک مشکل اور ناممکن کام بنانے کے مترادِف ہے اور ہم دیکھ بھی رہے ہیں کہ لوگوں کے ذہن سے اسلامی خلافت اور اسلامی حکومت کا خیال اور تصور ہی محو ہو رہا ہے۔ دین دار سے دین دار آدمی بھی صرف اپنی ۲۴ گھنٹے کی انفرادی زندگی کو شریعت کے مطابق لانے کی فکر میں ہے، اگرچہ حاکمیتِ غیر کی وجہ سے یہ بھی ناممکن ہے کہ زندگی سے متعلق تمام شعبوں پر اغیار نے مکمل قبضہ جمایا ہوا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں انفرادی زندگی کو بھی کامل شریعت کے مطابق ترتیب دینا ایک مشکل امر ہے۔

آج تقریباً ہر دینی شعبہ سے وابستہ افراد نے اپنے تحفظات کا ایک ایسا معیار قائم کر رکھا ہے جو دوسرے شعبہ کے بالکل مُنافی ہے، یعنی ایک ایسی عجیب حد بندی ہو چکی ہے کہ ایک شعبہ میں رہ کر دوسرے میں کام کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔ دعویٰ ہر ایک کا دینِ کامل کا ہے مگر کامل دین کی بات کرنا ان شعبوں سے دشمنی مول لینے کے مترادِف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان خود ساختہ حدود کو توڑ کر اِمتزاجِ عملی کا تصور تک کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ عملی اِمتزاج مذہب کو چھوڑ دینے کا مترادِف سمجھا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھ ہے ہیں کہ اس کڑوے گھونٹ کے بغیر کامل دین کا تصور ناممکن ہے۔ اگر ممکن ہوتا تو سو سال میں کوئی جھلک ہم ضرور دیکھتے۔

لہٰذا آج ایسے مُنصف مزاج مخلص افراد کی ضرورت ہے جو ان قیود اور حدود کو احسن طریقہ سے توڑ کر اِمتزاجِ عملی پیدا کر دیں۔ یقیناً ایسے لوگ اس مصیبت زدہ امت کے حق میں بہت بڑے محسن شمار ہوں گے، ورنہ تا قیامت ان حد بندیوں میں جکڑے لوگ احیائے دین کے صرف خواب ہی دیکھتے رہیں گے۔ واللہ اعلم۔

دورانِ ہجرت افغانستان میں
محسود مجاہدین پر امریکی چھاپوں
کی روئیداد

جون ۲۰۱۴ء میں آپریشن ضربِ عضب شروع ہوتے ہی پاکستانی مجاہدین کی اکثریت افغانستان منتقل ہوئی اور وہاں سے دورانِ ہجرت پاکستان میں کاروائیوں کا سلسلہ جاری رکھا، (ہاں! افغانستان میں اپنی سرگرمیاں مکمل طور پر ترک کر دی) مگر اس کے باوجود افغان اور نیٹو فورسز پاکستان کو خوش کرنے کیلئے پاکستانی مجاہدین کو اپنا ہدف بناتی رہی، جس کی تفصیل یہ ہے:

پکتیکا برمل لمن میں امریکی چھاپہ:

۲۱ اور ۲۲ جنوری ۲۰۱۸ء کے درمیانی شب پکتیکا ولسوالی برمل کے علاقے لمن مہاجر کیمپ میں واقع محسود مجاہدین کے گھروں پر امریکی اور افغان کمانڈوز نے ڈرون، جیٹ طیاروں اور گن شیپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر بمبار طیاروں کی مدد سے چھاپہ مارا، ۲۱ اور ۲۲ جنوری ۲۰۱۸ء کی درمیانی شب رات ۱۲ بجے مجاہدین اور امریکی وافغان کمانڈوز میں فائرنگ کا تبادلہ شروع ہوا، جو کئی گنٹھوں تک جاری رہا، مجاہدین نے اپنے کو کفار کے حوالے کرنے کی بجائے شہادت کو ترجیح دی، جب یہ ظالم کفار مجاہدین پر قابو نہ پا سکے تو ان کے گھر پر جیٹ طیارے سے بمباری کر کے انہیں شہید کیا، جس کے نتیجے میں حلقہ لدھا سے تعلق رکھنے والے ۳ مجاہدین (مسمٰی حبیب اللہ عرف ترابی ولد بندی گل گرڑائی۔ علاو الدین ماما لنگر خیل اور قدرت اللہ عرف عاطف ولد میر غلام گرڑائی) جام شہادت نوش کر گئے، جب کہ ان کے قریب ہی شمالی وزیرستان سے تعلق رکھنے والے مہاجرین کے دو گھروں پر بمباری کر کے ۱۰ افراد کو شہید کیا۔

پکتیکا برمل رخہ میں افغان نیشنل آرمی کا چھاپہ اور ظلم:

۲۴اور ۲۵اپریل ۲۰۱۸ء کی درمیانی شب افغان نیشنل آرمی نے افغانستان کے علاقے پکتیکا برمل رخہ میں چھاپہ مارا ۲۵اپریل کی صبح ۵ بجے بروز بدھ بمطابق ۱۱ /۸ /۱۴۳۹ھ کو چند محسود طالبان کا اس فوج سے آمنا سامنا ہوا، پہاڑی میں چھپے فوجیوں نے ان پر فائر کھول دیا، جس کے نتیجے میں حضرت مولانا احسان اللہ (عرف استاد جواد) شہید ہوئے، جبکہ کمانڈر خالد (ملک شائی) اور کمانڈر عدنان محسود نے جوابی کاروائی شروع کی، جس میں بقول خالد ملکشائی دو فوجی ہلاک ہوئے اور ایک زخمی ہوا، جبکہ افغان حکومت نے دو فوجیوں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی، اسی لڑائی میں کمانڈر عدنان نے لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا۔

یاد رہے کہ مولانا احسان اللہ عرف استاد جواد کا تعلق حلقہ تنگئی گور گورہ دانی خیل مچی خیل سے تھا، آپ نے ورثاء میں دو بیوہ، چھ بچے، کئی بھائی اور والدین چھوڑے، جبکہ کمانڈر عدنان محسود کا تعلق حلقہ بدر سے تھا اور اسی حلقے کے امیر بھی تھے، آپ نے ورثاء میں بیوہ، چند بھائی اور والدین چھوڑے۔ اس درندہ صفت فوج نے مذکورہ دو محسود مہاجرین شہداء کے علاوہ وہاں مقیم شمالی وزیرستان کے مہاجرین میں سے پانچ کو گھروں سے نکالا اور ان کو لائن میں کھڑا کر کے گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ ان شہدا کے رشتہ داروں نے بطور احتجاج انکی لاشیں نوے اڈہ کیمپ لے گئے، تاکہ اپنے مظلوم شہداء کی مظلومیت سے وہاں کی سول اور فوجی حکومت کو مطلع کیا جائے اور ان سے انصاف کا مطالبہ کیا جائے، مگر ان ظالموں نے بھی اس احتجاج کا کوئی نوٹس نہیں لیا، صرف اتنا کہنے پر اکتفاء کیا کہ "غلطی ہوئی"۔

پکتیکا برمل لمن میں امریکی چھاپہ کے بعد بمبار:

۲۲جنوری ۲۰۱۸ء کو بعد از نماز عصر جب مہاجرین شہداء کے کفن دفن سے فارغ ہوئے اور مہمان خانہ آپہنچے تو مغرب سے قبل امریکی جیٹ طیاروں نے آکر اس پر بمباری کی، جس کے نتیجے میں ۱۰ محسود مہاجرین شہید ہوئے، جن کے نام یہ ہیں:

(۱)شاہ سلیمان عرف کمانڈر ولد میر بوز شمن خیل بو دین زائی لدھا (۲)اختر مال خیل لدھا (۳)احمد شاہ عرف طوفان ولد رفیق شمن خیل (۴)اکبر شمن خیل بو دین زائی لدھا (۵) سید الرحمن عرف لالا ولد غم خون شمن خیل بو دین زائی لدھا (۶)حضرت اللہ عرف بارود بابا ولد بادشاہ جان (۷)عبد اللہ عرف زیتون شمن خیل (۸)مولانا حفیظ اللہ عرف شہاب ولد عبد اللہ شابی خیل زنگاڑہ (۹)صلاح الدین عرف ایوبی ولد رحم دین شابی خیل زنگاڑہ(۱۰)رحمن ولی ولد گل فراز شابی خیل زنگاڑہ۔

پکتیکا برمل مرغہ میں امریکی چھاپہ:

۲۷اور ۲۸اکتوبر ۲۰۱۸ کی درمیانی شب پکتیکا ولسوالی برمل کے علاقے مرغہ میں واقع محسود مجاہدین چھاپے کے خوف سے اپنے گھروں سے نکلے تھے کہ اسی اثنا میں گن شپ ہیلی کاپٹروں اور دیگر بمبار طیاروں نے ان پر فائرنگ شروع کی، جس کے نتیجے میں تین مجاہدین موقع پر شہید ہوئے اور تین معمولی زخمی ہوئے، شہدا میں دو کا تعلق علاقہ بروند سے تھا، جن کے نام یہ ہیں:

خادم ملک دینائی، اصغر عرف کوثر شمیرائی ٹوٹکیے۔ جبکہ ایک کا تعلق حلقہ مومی کڑم سے تھا، جس کا نام نقیب اللہ تھا، جس کی شادی شہادت سے تقریباً آٹھ یا دس دن قبل ہوئی تھی۔

محسود مجاہدین پر ڈرون حملے:

ہر جنگ میں دشمن کوئی نہ کوئی ایسا ہتھیار تیار کرتا ہے جسے وہ جنگ جیتنے کیلئے استعمال کرتا ہے۔ صحابہ کرام کے خلاف ایرانیوں نے

ہاتھی استعمال کئے، جس سے مجاہدین کا کافی نقصان ہوا۔اس طرح محمد بن قاسم نے راجہ داہر کے خلاف منجنیق کا استعمال کیا وصلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی نے منجنیقوں میں آگ کی ہانڈیاں بھر کر فائر کی، جس سے صلیبیوں کا نقصان ہوا، انیسویں صدی عیسوی میں مشین گن برطانیہ اور فرانس کا ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوا، اور کئی جنگوں کی فتح میں اہم کردار ادا کیا، اس طرح پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں ٹینک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوا ہے، افغانستان میں روسی یلغار کے وقت روس کی جانب سے گن شپ ہیلی کاپٹر فیصلہ کن ہتھیار بن کر سامنے آیا۔

نائن الیون کے بعد شروع صلیبی جنگ میں ڈرون ایک فیصلہ کن ہتھیار بن کر سامنے آیا ہے۔اب تک کی جنگ میں مجاہدین کے خلاف سب سے مؤثر ثابت ہوا ہے۔اس سے مقصد مجاہدین کی قیادت کو ہدف بنانا ہے، جس میں کچھ حد تک انہیں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔اسی طرح مجاہدین کی طرف سے اس کے مقابلے میں فدائی عملیات کا آغاز ہوا، جن کا توڑ کفار کے پاس نہیں ہے۔

اگر ہم ذرہ غور کریں تو ہمیں باآسانی معلوم ہو جائے گا کہ ہر دور میں مد مقابل فریق نے اس کا کوئی نہ کوئی توڑ نکالا ہے۔آیا ڈرون کے توڑ کا آج تک مجاہدین نے سوچا تک بھی ہے۔اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کے بارے میں مجاہدین نے سوچا تو ہو گا، لیکن عملی اقدامات پر زیادہ توجہ نہیں دی، اسکی واضح مثال یہ ہے کہ بارود سیکھنے کو اہمیت دی تو سیکھ گئے۔گوریلہ جنگ پر توجہ دی تو اسکی تربیت سیکھ گئے وغیرہ، لہذا یہ کام مجاہدین قیادت کے ذمہ باقی ہے۔

ڈرون دور حاضر کی جدید ٹیکنالوجی ہے اور دور حاضر میں دشمن کی جانب سے میرے خیال میں ایک فیصلہ کن ہتھیار ہے، لیکن جتنا نقصان اس سے مجاہدین کا ہوا ہے اس سے کچھ کم عام مسلمان عوام کا بھی ہوا ہے، جس پر پاکستان کی ہر برسر اقتدار آنے والی حکومت نے اندیشہ ظاہر کیا ہے اور اسے ملکی خود مختاری اور سالمیت کے خلاف قرار دیا ہے، اسی طرح انسانی حقوق کی تنظیموں نے اسے انسانی حقوق کی خلاف ورزی شمار کی ہے، لیکن امریکی بہر صورت اسکو کامیاب گردانتے ہیں۔اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور عام عوام کے قتل وغارت کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔علاقہ محسود میں صرف زانگاڑہ ڈرون حملے میں سو سے زیادہ عام عوام شہید کئے گئے۔۳۰ اکتوبر ۲۰۰۶ء کو ڈاماڈولہ میں ڈرون حملے میں اسلامی مدرسے کے ۸۰ طلباء شہید کئے گئے۔شمالی وزیرستان دتہ خیل میں جرگہ پر بمبار نہ بھولنے والی کاروائیوں میں سے ہے وغیرہ۔

پاکستان اور امریکی انتظامیہ:

The US administration and Pakistani authorities have publicly claimed that civilian deaths

Leaked military documents reveal that -from the attacks are minimal the vast majority of people killed have not been the intended targets, with approximately 13% of deaths being the intended targets, 81% The identities of [19][18]-being other militants, and 6% being civilians collateral victims are usually not investigated by US forces, who systematically count each male military-age corpse as an "enemy killed in action" unless there is clear proof to the contrary, as long as Estimates for civilian [19]-the male was in a militant facility at the time [10][6]-deaths range from 158 to 965

انسانی حقوق:

found that a number of victims were unarmed Amnesty International

-and that some strikes could amount to war crimes[20]

انسانی حقوق کمیشن آف پاکستان کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۰ میں ۹۰۰ بے گناہ عاعوام ڈرون حملوں کے شکار ہوئے ہیں

نواز شریف :

Pakistan's Prime Minister, Nawaz Sharif, has repeatedly demanded an end to the strikes, stating: "The use of drones is not only a continual violation of our territorial integrity but also detrimental to our resolve and efforts at eliminating terrorism from our country"[1] [2]-

The Peshawar High Court has ruled that the attacks are illegal, inhumane, violate

پشاور ہائی کورٹ:

the Universal Declaration of Human Rights and constitute a war crime[22]-

اوبامہ انتظامیہ کا رد :

The Obama administration disagrees, contending that the attacks do not violate international law and that the method of attack is precise and effective[23][21]-

However, Pakistan's government publicly condemns these attacks[24]- it also allegedly allowed the drones to operate from Shamsi Airfield in Pakistan until 21 April 2011[25]- According to secret diplomatic cables leaked by Wikileaks, Pakistan's Army Chief Ashfaq Parvez Kayani not only tacitly agreed to the drone flights, but in 2008 requested that Americans increase them[26]- However, Pakistan's Interior Minister Rehman Malik said, "drone missiles cause collateral damage A few militants are killed, but the majority of victims are innocent citizens"[27]- The strikes are often linked to anti-American sentiment in Pakistan and the growing questionability of the scope and extent of CIA activities in Pakistan-

The Obama administration disagrees, contending that the attacks do not violate international law and that the method of attack is precise and effective[23][21]-

لیکن اصل حقیقت کچھ اور ہے کہ حکومت بظاہر تو اس کا رد کرتی ہے، لیکن اصلاً قانونی لحاظ سے ۲۱/ اپریل ۲۰۱۱ء تک شمسی ائر بیس سے ہی ڈرون طیارے بمباری کرتے رہے ہیں۔ وکی لیکس کے مطابق جنرل کیانی تکنیکی لحاظ سے راضی تھے، لیکن جب زیادہ ہوئے تو انہوں نے ۲۰۰۸ء میں درخواست کی کہ اسے بند کیا جائے، لیکن جب نومبر ۲۰۱۱ء کو سلالہ چیک پوسٹ پر نیٹو حملے میں ۲۴ فوجی اہلکار مارے گئے تو ردِ عمل میں پاکستان نے شمسی آئر بیس بند کر دیا۔



برمل مرغہ سرزیغمائی میں ڈرون حملہ:

افغانستان کے علاقے پکتیکا ولسوالی برمل میں ۲۷ جنوری ۲۰۱۸ کو بعد از نماز عصر محسود مہاجرین (مجاہدین) کے ایک مہمان خانے پر ڈرون حملہ ہوا، جس میں ایک مجاہد (مسمی زر قاوی) شہید ہوا، جبکہ ایک گھنٹہ بعد دوبارہ ڈرون حملہ ہوا، جس میں دو اور مجاہدین (مسمی خالد وزیر خوشحالی اور صدام محسود) شہید ہوئے۔

خان سعید (عرف سجنا المعروف خالد) محسود پر ڈرون حملہ:

خان سعید عرف سجنا المعروف خالد محسود جانی پہچانی شخصیت تھی ۲۹ مئی ۲۰۱۳ کو مولانا ولی الرحمن صاحب کی ایک ڈرون حملے میں شہادت کے بعد ۳۰ مئی ۲۰۱۳ کو حلقہ محسود کی شوریٰ نے بالاتفاق انہیں مولانا ولی الرحمن صاحب کا جانشین مقرر کیا، کچھ ہی عرصہ بعد امریکہ نے انہیں بلیک لسٹ میں شامل کیا، ۳۰ مئی ۲۰۱۳ء سے آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے اپنی تنظیم کی ذمہ داری سنبھالی اور ساتھ ہی ۲ فروری ۲۰۱۷ء سے ۸ فروری ۲۰۱۸ء تک تحریک طالبان پاکستان کے نائب امیر کی حیثیت سے آپ کی محنت قابلِ رشک ہے۔

خان سعید ولد حاجی محمد خان شابی خیل کی پیدائش ۱۹۷۹ء کو دواتوئی میں ہوئی، بچپن ہی میں گومل ٹانک میں عصری تعلیم شروع کی، تقریباً گیارویں جماعت تک عصری تعلیم حاصل کی، بعد ازاں ڈی آئی خان میں حلوے کی دوکان کھولی اور اسی اثناء میں تبلیغی جماعت سے بھی منسلک رہے، نائن الیون کے واقعات کے بعد جب امریکہ نے امارت اسلامی افغانستان پر حملہ کیا تو تقریباً آپ بھی ۲۰۰۳ء میں کاروان بیت اللہ محسود میں شامل ہوئے، شروع ہی سے اپنی صلاحیتوں اور ہنس مکھ مزاج کی وجہ سے طالبان میں مشہور ہوئے۔ جلد ہی آپ ایک جنگی کمانڈر کی حیثیت سے ابھرے، پاکستان اور افغانستان کی جنگوں میں آپ ہمیشہ ایک جرأت مند اور باصلاحیت کمانڈر کی حیثیت سے شریک رہے۔ بیت اللہ محسود اور مولانا ولی الرحمن صاحب مشکل ایام میں اہم محاذوں پر آپ کو بھیجا کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر آپ فاتح اور کامران واپس آتے۔

بالآخر ۲۰۱۰ء کے آواخر میں اپنی اچھی کارکردگی اور صلاحیتوں کی وجہ سے محسود مجاہدین میں معتمد ثابت ہو کر تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود کے نائب امیر مقرر ہوئے۔ (مولانا ولی الرحمن اور حکیم اللہ محسود کے درمیان اختلافات کے یہ مشکل ایام تھے) اور ۲۹ مئی ۲۰۱۳ء کو مولانا ولی الرحمن صاحب کی شہادت کے بعد آپ کے زیر اثر مجاہدین نے بالاتفاق خالد محسود سے بیعت جہاد کی۔ (اس کے بعد کی تفصیل تحریک طالبان کے عروج وزوال کے ایام میں موجود ہے)

آپ بڑے ہی وسیع النظر مستقل مزاج اور بڑے حوصلے کے مالک تھے، تمام تر مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے تھے، حالات سے نہیں گھبراتے تھے۔ میں نے آپ صاحب کا جتنا بھی مطالعہ کیا میں نے آپ کو ایک ولی کی حیثیت میں پایا، جب بھی کسی اہم کام کے متعلق کوئی مشورہ ہوتا تو میں تشویش میں پڑ جاتا کہ شاید امیر محترم یہاں کوئی بہتر فیصلہ نہ کر پائے، مگر ہر دفعہ قادر مطلق کی مدد شاملِ حال دیکھی اور آپ ایسا فیصلہ صادر فرماتے کہ مجھے آپ سے اسکی توقع نہیں ہوتی۔ علماء کے بڑے ہی تابع تھے اور مسائل کے علاوہ انتظامی امور میں بھی اکثر و بیشتر بغیر شوریٰ کے فیصلہ کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ نظم وضبط کے پابند اور جہادی سیاست سے باخبر شخصیت تھی۔

۳۰ مئی ۲۰۱۳ء سے ۸ فروری ۲۰۱۸ء تک آپ کی محنت حلقہ محسود کی سطح پر اور ساتھ ہی ۲ فروری ۲۰۱۷ء سے تحریک طالبان پاکستان کے نائب امیر کی حیثیت سے تحریک طالبان پاکستان کیلئے آپ کی محنت قابل رشک ہے۔

بالآخر ۸ فروری ۲۰۱۸ء کی رات مجاہدینِ اسلام کیلئے افسوسناک ثابت ہوئی اور آپ ایک ڈرون حملے میں اپنے گارڈ محمد آصف بن

محمد دین شاہ سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔ جبکہ صبح آٹھ بجے آپ کی خیریت معلوم کرنے والی گاڑی پر بھی ڈرون حملہ ہوا جس میں محمد اسماعیل اور سیمک نے جام شہادت نوش کیا۔

برمل مرغہ افغانستان میں کمانڈر انور شاہ پر ڈرون حملہ:

۲۰۱۸ء میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جنوبی ایشیاء کیلئے نئی حکمت عملی کے تحت پاکستان کی تمام تر دغابازیوں کے باوجود پاکستان کی مدد سے پیچھے نہ ہٹے اور اس سلسلہ میں پاکستانی مجاہدین کو ٹارگٹ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، چنانچہ افغانستان کے علاقے پکتیکا برمل میں محسود مجاہدین پر چھاپوں اور ڈرون اور جیٹ بمبار کی بھرمار کرلی، اسی سلسلہ میں کئی افسوسناک واقعات پیش آئے، جن میں ایک واقعہ ۱۳ فروری ۲۰۱۸ء کو بعد از نماز ظہر ایک بیجو گاڑی پر بمقام لمن برمل ڈرون حملے کا تھا، جس میں حلقہ محسود کے کمانڈر محمد انور شاہ بن مولانا محمد شفیق محسود ملک شائی مکین اور محمد اللہ دواتوئی اور سید ولی مکین نے جام شہادت نوش کیا۔

برمل مرغہ افغانستان میں کمانڈر مولانا ضیاء اللہ عرف ریحان و کمانڈر سلمان پر ڈرون حملہ:





۲۲ فروری ۲۰۱۸ء کو بعد از نماز عصر ایک ڈبل ڈور ٹویٹا گاڑی پر بمقام مرغہ برمل ڈرون حملہ ہوا، جس میں حلقہ محسود کے نظام رابطہ کے ذمہ دار (مولانا ضیاء اللہ عرف ریحان اور حلقہ جاڑائے کے کمانڈر عبدالرحمن عرف سلمان) مقام شہادت حاصل کر گئے۔

یادرہے کہ کمانڈر عبدالرحمن عرف سلمان مچی خیل اپنے علاقے میں پاکستانی فوج کے خلاف کاروائیوں کی وجہ سے فوج کو مطلوب تھے، اور اسی وجہ سے مجاہدین محسود کو بھی محبوب تھے، بڑے ہی ذہین اور اوصاف حمیدہ کے مالک انسان تھے۔ مولانا ضیاء اللہ عرف ریحان بن مولانا شیر عالم فریدائی سندیا فتہ عالم دین تھے، بڑے ہی نرم مزاج اور حسن اخلاق کے مالک تھے، دونوں حضرات مفتی نورولی محسود المعروف مفتی ابو منصور عاصم کے قریبی ساتھی سمجھے جاتے تھے۔ لیکن تمامتر صلاحیتوں کے باوجود زندگی نے وفا نہ کی اور جوانی ہی میں اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے اپنے عزیز جوانیوں کو قربان کیا۔ اہل علاقہ کے بقول دونوں شہداء کے جسم کے ٹکڑوں سے خوشبوں مہک رہی تھی اور ایک دوسرے کے اعضاء کی تمیز مشکل تھی۔

۲۰۱۹ء میں پکتیکا برمل میں محسود مجاہدین پر امریکی چھاپوں کی روئیداد:

علاقہ برمل مرغہ کی فضاء ۱۰ مارچ ۲۰۱۹ء سے ڈرون طیاروں کے شور وغل سے بہت خراب تھی، اسی اثنا میں پاکستانی مجاہدین پر ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع ہوا، جس میں دو حملے سیدگئی مہاجرین پر ہوئے، جن میں کل آٹھ مہاجرین کی شہادت واقع ہوئی، جبکہ تیسرا حملہ محسود مجاہدین پر ہوا، جس میں مولوی شیر عالم عرف زعفران اپنے بھائی اور ایک رشتہ دار اور ایک مقامی باشندے سمیت شہید ہوئے۔

جبکہ ۳ اور ۴ اپریل ۲۰۱۹ء کی درمیانی شب مجاہدین محسود کی ایک کالونی پر امریکیوں اور افغان سپیشل فورس نے چھاپہ لگایا، اسی دوران فریقین میں زبردست فائرنگ کا تبادلہ ہوا، جب ان کفار کو پتہ چلا کہ مجاہدین پر قابو پانا ناممکن ہے تو ان پر بمباری کرکے ان میں دو کو شہید کیا، جن کے نام یہ ہیں: محمد موسیٰ بن مولانا بشیر احمد محسود جنوبی وزیرستان لالژئے کوکٹ خیل، (۲) محمد طفیل بن ثناء اللہ بن عبدالباری

ظفر خیل گور گورئے، جبکہ ایک تیسرا نامور مجاہد کبریٰ حلقہ دواتوئی فائرنگ کے تبادلہ میں شہید ہوا۔ جبکہ دشمن کے نقصان کا آزاد ذرائع سے پتہ نہ چل سکا۔

مولانا شیر عالم کی شہادت:

پاکستانی خدمات کے صلہ میں امریکہ بھی پاکستان دشمن قوتوں (پاکستانی مجاہدین) کو ٹارگٹ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہی ہے، چنانچہ اسی سلسلہ میں ہر نئے سال کے ابتدائی مہینوں میں محسود مجاہدین کے خلاف ایک آپریشن کرتی ہے، جس میں ڈرون حملے اور رات کے وقت چھاپوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اسی طرح مارچ ۲۰۱۹ء سے یہی سلسلہ پھر سے شروع ہوا، جس میں پہلا ڈرون حملہ ۲۶ مارچ کو مولانا شیر عالم محسود پر ہوا، جس میں آپ اپنے بھائی اور ایک رشتہ دار اور ایک مقامی باشندے سمیت مقام شہادت پر فائز ہوئے۔

لمن اور لموستائی میں ڈرون حملے:

۱۵ اپریل ۲۰۱۹ء کو لمن مہاجرین کیمپ میں محسود مجاہدین کے ایک مہمان خانے پر ڈرون حملہ ہوا، جس میں دو افراد (مسمی شرافت عرف میویکئی حلقہ شکتوئی محسود اور ایک مہمان جس کا تعلق وزیر قوم سے تھا) شہید ہوئے۔ جبکہ دوسرا ڈرون حملہ لموستائی میں محسود فدائین پر ہوا جس میں استشہادی فورس میں شریک سیدگی قوم سے تعلق رکھنے والا فدائی شہید ہوا، جبکہ دو اور شدید زخمی ہوئے۔

یتیموں اور بیواؤں کے نام پیغام:



وزیرستان میں ناپاک فوج کی دوستی کا انجام:

شمالی اور جنوبی وزیرستان میں جب سے غیر ملکی مجاہدین کے داخل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اسی دن سے وزیرستان

عالمی دنیا کی نظروں میں ایک کانٹے کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ مارچ ۲۰۰۴ء سے باقاعدہ پاکستانی فوج نے امریکی اشارے پر وزیرستان میں بلکہ پوری قبائلی پٹی میں آپریشن شروع کر رکھا ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں پاکستانی فوج نے فرنگی دور کی پالیسیوں کو اختیار کر کے اہلِ علاقہ کے بڑے بڑے قلعہ نما کوٹ اور اونچے اونچے برج گرانے اور ان کے باغات وجنگلات تباہ کرنے کا عمل اپنایا ہے۔ اور ساتھ ہی مسلسل قوموں پر دباوڈال کر اور پیسے دیکر طالبان کے خلاف لشکر بنانے پر مجبور کر رہی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ۹ ستمبر ۲۰۰۴ء کی جنگ میں محسود ایریا میں جن قبائلی ملکان نے پاکستانی فوج کا ساتھ دیا تھا، ان کو سراروغہ معاہدہ کے بعد بیت اللہ محسود نے عام معافی دی تھی، لیکن ساتھ ہی یہ اعلامیہ جاری کیا تھا کہ اگر آج کے بعد کسی نے فوج کا ساتھ دیا تو اسے معاف نہیں کیا جائے گا۔ لہذا سراروغہ معاہدہ کے بعد جن لوگوں نے فوج سے جس قسم کے رابطے بحال رکھے، یا ان سے تعاون کیا، یا جاسوسی کی، تو ان کو معاف نہیں کیا گیا۔ بلکہ جہاں بھی طالبان کو موقع ملا تو انہوں نے ان حکومت نواز لوگوں کو کچل ڈالا۔

البتہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اس سلسلہ میں طالبان سے کچھ غلطیاں ہوئیں:

جن میں بعض لوگوں کا معمولی معمولی رابطوں یا کسی کی ناکافی معلومات دینے پر قتل کرنا، اسی طرح کسی ایک مجرم کے ساتھ دوسرے بے گناہ لوگوں کا قتل، فوج اور پولیٹیکل انتظامیہ کو جاسوسی کے نام سے بعض لوگوں نے فائدہ اٹھا کر اپنے ذاتی دشمنوں کو بدنام کر کے طالبان کے ہٹ لشٹ میں داخل کر کے انہیں مار ڈالا، وغیرہ جیسے جرائم کے طالبان مرتکب ہوئے۔ ان جیسے مظالم کے پاکستانی سیکورٹی ادارے بشمول فوج کے بھی مرتکب ہوئے ہیں کہ جس نے بھی طالبان کی کوئی تھوڑی سی مدد کی تھی ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جس کی تفصیل پاکستانی فوج کے مظالم کے نام سے باب میں لکھی جائے گی۔

اس باب میں ان لوگوں کے نام اور تفصیلات کے جمع کرنے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے، جو طالبان کے ہاتھوں یا طالبان کے نام سے کسی دوسرے نے فائدہ اٹھا کر اپنے مخالفین کو تارگٹ کیا ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بیت اللہ محسود اور آپ کے دوسرے بڑے کمانڈروں نے ملا پوندہ کی سنت زندہ کی، جو انہوں نے فرنگی کے معاونین کے خلاف آزادی کی جنگ کے دوران اپنائی تھی۔ جس میں انہوں نے کئی ملکان کو قتل کیا اور کئی کو جلاوطن کیا۔ چنانچہ ۵۵ سال بعد جب ۲۰۰۱ء میں امریکہ بمع نیٹو افغانستان میں داخل ہوا، جس کی حمایت پاکستان نے کی اور پاکستانی افواج کی حمایت بعض قبائل نے کی، تو محسود مجاہدین نے ان کے خلاف ٹارگٹ آپریشن ۵۸ سال پہلے کی طرح ۲۰۰۵ء کے اواخر سے شروع کیا، جو تاحال ستمبر ۲۰۱۷ء تک جاری ہے، جن کا تعلق علاقہ محسود یا ٹانک، ڈی آئی خان کے قریبی علاقوں سے تھا، اس دوران طالبان کے ہاتھوں جو قبائلی مارے گئے یا طالبان کی روپ سے فائدہ اٹھا کر ذاتی دشمنوں کو قتل کیا گیا، ان کی کل تعداد تقریباً ۱۷۰ ہے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں :

(۱) مولوی محسود الرحمن سلیمی خیل سکنہ نانو عبد اللہ محسود کے چچازاد بھائی تھے۔ عبد اللہ محسود کی شہادت کے بعد ان کے ساتھیوں نے اُسے عبد اللہ محسود کا جانشین مقرر کیا۔ تھوڑے عرصے میں انہوں نے بیت اللہ محسود اور ان کے اہم کمانڈروں کے خلاف سازشیں شروع کی اور علاقہ محسود میں متوازی نظم تشکیل دیا۔ بیت اللہ محسود نے ان کی اصلاح کی بھر پور کوشش کی۔ لیکن وہ نہ سمجھے، بالآخر ستمبر یا اکتوبر ۲۰۰۷ء میں بیت اللہ محسود گروپ نے برونڈ گورگورے سڑک پر ان کے آبائی گاؤں نانو کے قریب ایک ریموٹ بم کے ذریعے نشانہ بنا کر ہلاک کیا۔

(۲) یوسف خان شمن خیل ملک بنوت شمن خیل کا بھائی تھا، حکومت نواز امن کمیٹی جو کئی ناموں سے مشہور ہے عبداللہ محسود گروپ المعروف قاری زین الدین یامصباح گروپ کی اہم شخصیات میں سے سمجھا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے ضلع ٹانک میں ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۸ء کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

(۳) کمال۔ ملک بنوت خان شمن خیل عبداللہ محسود گروپ کی اہم شخصیات بلکہ ذمہ داروں میں سے ہے، جسکی وجہ سے ۲۰۱۳ء کے اوائل میں ان کے بیٹے محمد کمال کو ڈی آئی خان کے بھرے بازار میں نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کیا۔ ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

(۴) قاری زین الدین جس نے عبداللہ محسود کے نام سے گومل ٹانک ڈیرہ اسماعیل خان میں گروپ بنایا، اُسے حکومت کی سرپرستی حاصل تھی، جو عبداللہ گروپ سے مشہور ہوا۔ جس نے بیت اللہ محسود کے ساتھیوں اور ان کے رشتہ داروں وغیرہ کے خلاف مسلح جنگ شروع کی بیسیوں لوگ طالبان سے رابطے کے جرم میں شہید کیا۔ بالآخر بیت اللہ محسود نے گلبدین نامی ایک مجاہد کو ان کے ساتھ بھرتی کیا۔ گلبدین کے میجر اصغر سلیمی خیل نانو (جو عبداللہ محسود کے بھائی تھے) سے قریبی تعلقات تھے، ان کے ذریعے قاری زین الدین تک رسائی حاصل کی۔ اور اس کے معتمد خاص قرار پائے۔ بالآخر جولائی ۲۰۰۹ء میں گلبدین نے موقع پاکر ڈی آئی خان میں قاری زین الدین پر فائرنگ کرکے اسے ہلاک کیا اور راتوں رات وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو کر جنوبی وزیرستان بخیریت پہنچ گئے۔

(۵) پہلوان ولد حم لالا سپنکئی گاوں بروند، اور نور سلام یہ دونوں قاری زین الدین گروپ کے کارکن تھے، انہوں نے حضرت مولانا معراج الدین قریشی (سابق ایم این اے) کو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد گومل مرتضیٰ میں مسجد سے واپس گھر جاتے ہوئے گولی مار کر شہید کیا۔ ان جرموں کی پاداش میں یہ دونوں بالآخر طالبان کے ہاتھ آ لگے اور ان دونوں کو زیارت ژئی کے قریب ہلاک کیا۔

(۶) شیر پاو گرڑائی محسود عبداللہ محسود گروپ کے گومل یونٹ کا سربراہ تھا، اس نے کئی عام محسود افراد شہید کئے، بالآخر اسے اپریل ۲۰۱۵ ء کے ابتدائی دنوں میں طالبان نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(۷) ملک میر داعلی شمن خیل نے پہلے مولے خان سرائے کے علاقے میں طالبان کے خلاف لشکر کشی کی، جس کی کی وجہ سے اسے سراروغہ معاہدہ کے بعد ٹانک سے آتے ہوئے شہور تنگئی میں مسلح افراد نے گاڑی میں ہی ان پر فائرنگ کرکے ہلاک کیا۔

(۸) مولوی عصمت اللہ ولد ارسل خان بھی جاسوسی کے الزام میں مجاہدین گرفتار کر رہے تھے کہ اس نے مجاہدین پر فائرنگ کی جس میں محمد یعقوب شہید ہوا۔ دوسرے مجاہدین نے اسے گرفتار کرکے قصاصاً قتل کیا۔

(۹) مزار خان دواتوئی۔

(۱۰) مدین ولد نٹ خان۔

(۱۱) عبدالرحمن لدھا۔

(۱۲) ابراھیم لدھا، ان چاروں افراد نے بیت اللہ محسود کے قتل کا پروگرام بنایا تھا۔ ان سے راز فاش ہوا۔ بعد ازاں مدین، مزار خان، عبدالرحمن ان تینوں کو طالبان نے گرفتار کرکے ہلاک کیا، ابراھیم کے بارے میں فیصلے کا پتہ نہ چلا۔

(۱۳)ممتاز سکنہ لدھا، چونکہ مشہورِ زمانہ ڈاکو تھا، جس کو حکومت نے گرفتار کیا، بعد میں (غالباً ۲۰۰۵ءیا ۲۰۰۶ءمیں) رہا کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیت اللہ محسود کے قتل کی سازش جیسے جرائم اور سابقہ چار افراد سے تعلق وغیرہ جرائم میں ممتاز ولد شیر بہادر لنگر خیل کو گرفتار کرکے علاقہ مکین منڈی میں نامعلوم افراد نے قتل کیا۔

(۱۴) محمد عالم ہیبت خیل ملیشیا صوبیدار، اس نے لدھا چیک پوسٹ پر ۴ یا ۵ ترکمن مجاہدین کو شہید کیا اور بیت اللہ محسود کو بھی دھمکی دی تھی۔ کچھ عرصہ بعد وہ چھٹی پر گھر جارہا تھا کہ طالبان کے ہاتھوں لگا، ان جرائم کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔

(۱۵)ملک ابراہیم مکین میں امن لشکر کے اہم سربراہاں میں تھا۔ انہوں نے ۲ شہداء (محمد حنیف اور صلاح الدین) کی لاشوں کو حکومت کے حوالے کیا تھا۔ بالآخر جنوری ۲۰۰۵ء میں عید الاضحیٰ کے دن دو مجاہدین ان کے گھر داخل ہوئے اور ان کے ساتھ لڑمین بھی کھالیا۔ جب ظہر کے وقت وہ ان کو رخصت کرنے کیلئے ان کے ساتھ گھر سے نکلا تو گھر کے دروازے میں اس کو گولیوں سے بوند ڈالا۔

(۱۶)دین محمد نظر خیل کووانہ میں اپنے گھر سے اٹھایا گیا۔ یاد رہے! دین محمد نظر خیل طالبان مخالف سرگرمیوں میں مشہور تھا اور علاقہ محسود میں فوج کے لیے جو اسیس مہیا کرنا انہی کے ذمہ تھا۔ مذکورہ دو افراد (نیاز علی اور مالک دونوں ہی) اس سے منسلک تھے۔ کافی تفتیش کے بعد اسے ہلاک کیا گیا اور اس کی لاش بھی تاحال غائب ہے۔

(۱۷) حاجی گل شاہ خان محسود قبیلہ کے اہم ملکان میں سے تھا۔ اور علاقہ محسود میں چوروں ڈاکوں کے خلاف سخت مہم چلا رہا تھا، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ طالبان سے قبل اس نے علاقہ محسود کو کافی حد تک ان بدمعاش لوگوں سے صاف کیا تھا تو بے جاہ نہ ہوگا، لیکن جب افغانستان پر امریکی حملے کے بعد غیر ملکی مہاجرین وزیرستان میں داخل ہوئے اور مارچ ۲۰۰۴ء میں پاکستانی فوج نے ان کے خلاف آپریشن شروع کیا، تو اس دوران حاجی گل ثا خان نے غیر ملکیوں اور مقامی مجاہدین کے خلاف کچھ حد تک محسود قوم میں نفرت پھیلانے کی کوشش کی، شاید یہی کوشش اس کی ہلاکت کا سبب بنی۔ اسکے علاوہ بھی بیسیوں لوگوں سے اس کی دشمنی تھی۔ شاید انہوں نے اس کو ہلاک کیا ہو؛ لیکن زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ اس کو طالبان نے قتل کیا۔

(۱۸) میر الرحمن ستمبر ۲۰۰۴ کی جنگ میں ایک ازبک مجاہد کے قتل میں ملوث تھا، جس کو کئی سال بعد کراچی میں قتل کیا گیا۔

(۱۹) آئنول ورمڑ خیل نے طالبان کے خلاف فوج کا ساتھ دیا اور ازبک مجاہدین کو قتل کرنے میں شرکت کی، کچھ عرصہ کے بعد اس کو وانہ میں بیٹے سمیت قتل کیا۔

(۲۰)مکین کے مشہور ملک محمد نواز کو ضلع ٹانک میں نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کیا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ طالبان نے قتل کیا ہے، کیونکہ طالبان کے خلاف سرگرمِ عمل تھا۔ اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اپنے دشمنوں نے قتل کیا ہے اور انہوں اقرار بھی کیا ہے کہ ہم نے قتل کیا ہے۔

(۲۱)شہاب الدین ضلع ٹانک مصباح گروپ کی جانب سے امیر تھا، اس کو اپنے ایک وفادار دوست عمر نے اس شرط پر قتل کیا کہ انہیں پھر بیت اللہ محسود گروپ کی طرف سے معافی دی جائے گی۔ چنانچہ جب انہیں قتل کیا تو عمر کو معافی ملی اور وزیرستان فرار ہوا، جبکہ مصباح گروپ نے جذبۂ انتقام کے تحت اس کے دوسرے چچازاد نذیر کو ڈی آئی خان میں شہید کیا۔

(۲۲) ۳۰ نومبر بروز جمعرات ۲۰۱۷ء کو بعد از نماز ظہر جنوبی وزیرستان کے علاقہ بروند سپنکی میں امن کمیٹی کے سربراہ ملک ولی جان دیگر تین افراد سمیت ایک ریموٹ بم دھماکے میں ہلاک ہوئے۔ یاد رہے کہ ملک ولی جان ۲۰۰۸ء سے طالبان مخالف سرگرمیوں میں حکومتِ پاکستان کے شانہ بشانہ ملوث تھا اور لڑ رہا تھا، جو بالآخر ۱۰ سال بعد طالبان کے ہاتھوں موت کے بھینٹ چڑھ گیا، یہ کاروائی مجاہدین حلقہ جاڑائے و حلقہ بروند نے سر انجام دی۔ اس دھماکہ میں دیگر ہلاک شدگان امن کمیٹی کے اہم ارکان میواہ خان شمن خیل، ماسٹر احمد گل شمن خیل، نیک زمان عرف نیکزو بدر والا، (ملک اردل خان عرف اردلی، آخر الذکر ملک اردل خان حکومت نواز ملک نہیں تھا، جس کی شہادت پر مجاہدین افسردہ تھے۔

(۲۳) محمد علی عرف ٹاٹو جلاخیل، اس کا تعلق مصباح گروپ سے تھا، جس کو رات کے تاریکی میں موت کے بھینٹ چڑھادیا۔

کفر و شرک، ارتداد و زندیقیت اور اسلام کے درمیان شروع معرکہ ۲۰۱۸ء میں داخل ہوا، اور ساتھ ہی کشت و خون کا سلسلہ جاری رہا، چنانچہ حکومت کی حمایت یافتہ طالبان کے نام سے قائم نئی امن کمیٹی (جگری گروپ) کے تین افراد قتل کئے، جن میں سے محمد ایوب چگملائی میں اور شاجڑ اور بختہ خاں عرف بختڑے وچہ درہ میں کیفر کردار تک پہنچائے گئے اور اس کے علاوہ دیگر کئی افراد ٹانک وغیرہ علاقوں میں جاسوسی کے الزام میں قتل ہوئے۔ یوں یہ تعداد ۱۷۰ سے بڑھتی ہوئی ۱۷۶ ہوئی۔ حکومت نواز طالبان کے خلاف آپریشن میں مئی ۲۰۱۸ء میں بھی ایک کاروائی کے دوران مشتہ میں غوٹ حاجی کے نام اور دواتوئی میں عجب خان کے نام اور ۲۱ جون کو تحصیل سراروغہ میں فوج کو مخبری کے جرم میں عرضی خان اور ۲۶ جون کو سپین کمر میں سرنڈر طالبان میں سے ایٹمی وغیرہ جیسے افراد موت کے گھات اتار دیئے، جبکہ اسی اثناء میں بمقام مومی کڑم۔۔۔۔ افراد بھی قتل ہوئے، جن کی ذمہ داری تاحال کسی نے قبول نہیں کی، جبکہ مئی کے اخیر عشرہ میں ایک شخص بمقام خیسورہ طالبان پر حملہ کے دوران جوابی فائرنگ میں ہلاک ہوا، اسی ہی سلسلہ میں بمقام سپین کمر شریف اللہ نامی اور علاقہ جنتہ میں بھی ایک شخص مارا گیا۔

کفر و شرک، ارتداد و زندیقیت اور اسلام کے درمیان شروع معرکہ ۲۰۱۹ء میں داخل ہوا، اور ساتھ ہی کشت و خون کا سلسلہ جاری رہا، چنانچہ حکومت کی حمایت یافتہ طالبان کے نام سے قائم نئی امن کمیٹی (جگری گروپ) کے کمانڈر جاوید ۱۱/جون ۲۰۱۹ء کو مشتہ میں ایک ریموٹ حملہ میں نشانہ بنا کر کیفر کردار تک پہنچایا، اور ان کے علاوہ دیگر کئی افراد جاڑائے، جنتہ، شکتوئی، لدھا، مکین میں جاسوسی کے الزام میں قتل ہوئے۔ یوں یہ تعداد ۱۷۰ سے بڑھتی ہوئی ۱۸۰ تک پہنچی۔ حکومت نواز طالبان کے خلاف آپریشن میں مئی ۲۰۱۹ء میں بھی ایک کاروائی کے دوران مشتہ میں جاوید اور گور گورے جاڑائے میں یونس دیڑ اور لدھا میں زروالی، جبکہ مکین میں سعادت خان ملک فوج کو مخبری کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔

قبائلی پٹی کی خیبر پختون خواہ میں شمولیت اور قبائل میں آپریشن سے مقاصد:

پاکستان سے پہلے رائل انڈین آرمی کی تاریخ پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو پتہ چلے گا کہ اس فوج کی بنیاد ہی اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی پر قائم ہے، خلافتِ عثمانیہ کے سقوط میں بنیادی کردار اسی فوج نے ادا کیا اور اس کے بعد جب سے یہ فوج پاک آرمی بن گئی، تب سے یہ ملکی سیاست، اقتصاد اور پالیسیوں پر ملکی سالمیت اور دفاع کے بہانے سے مکمل قابض ہوئی۔ ۱۹۴۷ء سے آج تک آدھے سے زیادہ عرصے ملکی اقتدار ان کے ہاتھ میں رہا ہے، سیاسی جوڑ توڑ سے لیکر سیاسی پارٹیوں کی تشکیل تک اس فوج نے ہر شعبے میں اپنے حدود سے نکل کر

سرگرمی دکھائی ہے، اور اس ملک کو اپنی جاگیر سمجھتے ہوے جس کو بھی اپنی پالیسی کے خلاف پایا اُسے سامنے سے ہٹایا، جب بنگلہ دیش کی علیحدگی کی بات ہوئی تو اس درندہ صفت فوج نے پاکستان کی سالمیت کے نام پر بنگالیوں پر قیامت ڈھائی۔ انسانیت، اخلاق اور ہر قسم کے قوانین سے آزاد اس فوج نے بنگالیوں کا قتل عام کیا، عورتوں پر ایسی جنسی زیادتی کی جس کی مثال دُنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی، اور یہ نعرہ لگایا کہ ہمیں بنگال کے عوام نہیں بلکہ اس کی مٹی چاہیئے، اور ان کی بداعمالیوں میں ان کی مدد پر آج بھی بنگال میں مختلف عناصر پھانسی پر چڑھائے جارہے ہیں۔

حال ہی میں جب بلوچ عوام نے تنگ آکر علیحدگی کی بات کی تو ان ظالموں نے انہیں بھی ہر قسم کے تشدد کا نشانہ بنایا، ہزاروں افراد زندہ غائب کئے، ہزاروں کو قتل کرکے ان کی لاشیں ویرانوں میں پھینکی، اور یہی اقدام انہوں نے ملکی دفاع اور سالمیت کے نام پر ہمیشہ اپنایا ہے، کیونکہ یہ فوج خود کو اس ملک کا واحد مالک سمجھتی ہے، جس طرح بھارت کے ساتھ اس ملک کی سرحد واضح نہیں اسی طرح افغانستان کے ساتھ بھی اس ملک کی سرحد معلوم و متعین نہیں۔ اس لئے ان دونوں سرحدوں پر پاکستان کی رِٹ قائم کرنے کی ذمہ داری بھی اس فوج کی ہے، جس بناپر سمجھ میں نہ آنے والی دوغلی پالیسیاں ابتداہی سے ان کا شیوہ رہی ہیں، افغانستان کے ساتھ سرحد پر آباد پشتون قبائل صدیوں سے آزاد رہے ہیں اور ان قبائل پر کسی بھی ملک کی عملداری یا قوانین آج تک نافذ نہ ہوسکے، مغل سے لیکر انگریزوں تک ہر کسی نے ان علاقوں پر قابض ہونے کی کوشش کی، مگر نامراد رہے ہیں۔

افغانستان کے امیر عبدالرحمٰن نے انگریزوں کے ساتھ عارضی معاہدہ کیا جس کا مقصد دونوں ممالک کے درمیان ایک حد قائم کرنا تھا، تاکہ انگریز کو افغانستان کے حدود میں اندر آنے سے روک سکے۔ اس معاہدے پر قبائل بالکل راضی نہیں تھے، اور ۴۰ سالوں تک قبائل اس معاہدے کے خلاف انگریز کے ساتھ لڑتے رہے ہیں، کیونکہ اس معاہدے یا حدبندی نے قبائل کو دو حصوں میں تقسیم کردیا تھا، آدھا حصہ افغانستان اور آدھا حصہ پاکستان کے ساتھ ہوا، اور اس معاہدے میں قبائل کی آزادی کو بھی تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ قبائل دونوں ممالک کے کنٹرول میں نہیں ہونگے اور یہ دونوں ممالک میں بغیر ویزے اور پاسپورٹ کے جاسکیں گے، اسی لئے یہ سرحد کھلا رہا ہے۔ یہاں پر آباد قبائل تعلیم، روزگار اور دیگر ضروریات دونوں ممالک میں پورے کرسکیں گے، اس دوران قبائل میں موجود حکومتوں کے خصوصاً انگریز کے بنائے ہوئے ایجنٹ مَلک حضرات نے قبائل کو انگریز کا تابع بنانے کے لئے دن رات محنت کی، اور کسی حد تک یہ لوگ کامیاب بھی ہوے، حالانکہ ہر دور میں ان کے خلاف تحریکیں اُٹھیں، ان کے خلاف آوازیں بلند ہوئیں، اور ان کے خلاف لوگ ان کی پالیسیوں کا شکار ہوے، جیسا کہ پاکستان بھارت کے اندر کشمیر کا دعویٰ کرتا ہے، اسی طرح افغانستان پاکستان کے اندر اٹک تک دعویٰ رکھتا ہے، اور یوں ان ممالک کے درمیان ابتداء سے تنازعہ رہا ہے۔

پاکستان نے قبائلی علاقوں کو اپنانے کے مختلف حربے استعمال کئے، جمہوریت کے لئے کام کرنے والے ادارے ہمیشہ سے اس فکر میں رہے کہ کس طرح قبائل تک اسکا دائرہ بڑھایا جائے، مگر اکثر ان تمام پالیسیوں کے راستے میں رُکاوٹ قبائلی روایات، قبائل میں خودداری، آزادی کا تصور اور سب سے بڑھ کر اسلحہ رکاوٹ بنا ہے۔ قبائل کو قومی دھارے میں شامل کرنے کا پروگرام حکومتِ پاکستان کا ایک ایجنڈ رہا ہے، بھٹو کے دور میں جب افغانستان کے ساتھ تنازعہ شدت اختیار کرگیا تو بھٹو نے ایف سی فورسز قبائل میں بھیجے اور ساتھ ہی سرکاری املاک، سڑک، بجلی، اور سکول اور ہسپتال کے عمارتیں قبائل میں بنائے، جس میں قبائل کو صحت اور تعلیم کی سہولت مقصود نہیں

تھی، بلکہ یہ ثابت کرنا تھا کہ یہ علاقہ پاکستان کا ہے اور یہاں پر پاکستان کی سرکاری نشانیاں موجود ہیں۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی حکومت نے کئی منافع بخش کاروبار کھول دئے، پہلے مرحلے میں آپریشنوں کے نام پر ڈالر حاصل کرتے رہے ہیں، دوسرے مرحلے میں آپریشن کے دوران علاقہ بدر عوام کو متاثرین کے نام سنبھالنا اورآخری مرحلے میں دوبارہ آبادکاری ڈالر کے حصول کے بہترین ذرائع رہے ہیں، جبکہ آپریشن کے مقاصد میں بنیادی مقصد دہشتگردی کا خاتمہ یاطالبان بالکل نہیں تھے، بلکہ ڈیورنڈلائن تک پاکستان کی رٹ قائم کرنا تھا، اسی لئے سب کچھ بلڈوز کیا جاتا رہا، طالبان کے علاوہ تمام لوگوں کے گھر، کاروبار، باغات اور جنگلات یہاں تک کہ مویشی بھی اس آپریشن میں اس فوج نے معاف نہیں کئے، اس لئے کہ یہ فوج طالبان کے پیچھے نہیں آئی تھی، جبکہ کئی دھائیوں سے ان کی پالیسی رہی ہے کہ کس طرح ڈیورنڈلائن تک اپنی سرحد کو پہنچائیں اور تکمیلِ پاکستان کا یہ مرحلہ طے ہو، اور جب ان کے اندازے کے مطابق کسی حد تک قبائلی علاقے پر قبضہ پورا ہو گیا تو ان کا اگلا کام اس لائن سے آگے پاکستان ثابت کرنے کے لئے افغانستان کے ساتھ سرحد پر کشیدگی بڑھانا، سرحد بند کرنا، جس کا صدیوں سے بند کرنا ان کے اختیار میں نہیں تھا، طورخم سے لیکر چمن تک ایک فضاء بنائی، دونوں جانب قبائل نے خود کو حکومتِ پاکستان کے اندرونی ایجنٹوں کے رحم وکرم پر خود کو چھوڑ دیا، اور اس موقع کو غنیمت جان کر پاکستان نے افغانستان سے آنے والے یا یہ کہ سرحد کے اُس پار قبائل کو اپنے روزمرہ کے کاموں کے لئے ویزے اور پاسپورٹ کے ساتھ آنے کو کہا، چیک پوسٹ اور گیٹ بنانے پر کام شروع کیا، مقصد صرف وہی کہ تکمیلِ پاکستان کا یہ مرحلہ آسانی سے طے ہو جائے۔ اس دوران قبائل پر کیا گزری؟ اُن کے ساتھ کیا سلوک ہوا ؟ کوئی اس کا پوچھنے والا نہیں اور نہ ہی میڈیا کو یہ سب کچھ معلوم کرنے کی اجازت دی، صحافی حقیقی صورت حال کو منظر عام پر لانے کی بنا پر قتل کئے گئے۔ سارا مرحلہ اندھیرے میں طے کرتے ہوے قبائل کو غفلت کی ایک ایسی نیند سلایا جارہا ہے جس کو وہ اپنے اندر وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی سمجھ کر مکمل طور پر اپنا رہے ہیں۔ روشن خیالی، آزادئ رائے، انسانی حقوق کے علمبردار اور سیکولر بنانا قبائلی عوام کا مستقبل ہے، قبائل کے ساتھ سب کچھ کرنے کے بعد بھی اُن کو درس دی جارہی ہے کہ قبائلی عوام کے ذہنوں سے قبائلی روایات، اَقدار اور قبائلی طرزِ زندگی کو نکال کر اسلام سے دور کیا جائے، مزاحمت وغیرت سے خالی، آزاد خیال معاشرہ تشکیل دینے کے لئے صدیوں سے قائم قبائلی نظام کو گرایا گیا اور قبائل کو بے حس کرنے کی تعلیم دی جارہی ہے، قبائل میں اپنی آزادی کے تصور کو ختم کرنا اور اُن کو رنجیت سنگھ کے پنجاب کا غلام بنانا ہی پاکستان کے مقاصد میں شامل ہے۔

اسی پالیسی کے تحت قبائل سے اُن کے کچھ ایجنٹ میڈیا پر لائے جاتے رہے ہیں، جو یہ کہتے ہوے شرم بھی محسوس نہیں کرتے کہ ہم قبائل پاکستان کے وفادار، محب وطن اور سچے پاکستانی ہیں، اور ہم نے آج تک اس غلام ملک کا بغیر تنخواہ کے سرحد پر دفاع کیا ہے، حالانکہ قبائل ایک آزاد خطہ ہے، اور آج تک ان قبائل نے اپنی آزادی، اپنی قبائلی مٹی کا دفاع کیا ہے، نہ کہ کسی اور کا، جس کا مخصوص طبقہ کریڈٹ لیتا رہا ہے، اور اب تکمیلِ پاکستان کے اس آخری مرحلے میں یہ حربہ استعمال ہونا شروع ہوا ہے کہ ایف سی آر کالا قانون ہے، اس میں انسانی حقوق کا خیال بالکل نہیں رکھا گیا۔

جبکہ یہ تمام لوگ جو آج ایف سی آر کے خلاف کچھ نہ کچھ کرنے پہ تلے ہوے ہیں پہلے بھی یہیں پر موجود تھے، ایف سی آر پہلے بھی کالا قانون تھا، صرف قبائلی علاقہ نہیں بلوچستان کے کئی علاقوں میں یہ آج بھی لاگو ہے، جس پر بات کرنے یا اُس کو چھیڑنے کی فی الحال ضرورت محسوس نہیں ہو رہی۔ آج ان کی کوشش ہے کہ قبائل میں ایف سی آر میں ترمیم کی جائے، اس کو تبدیل کیا جائے اور اس علاقے میں کچہری اور

سپریم کورٹ کے قوانین نافذ کئے جائیں، حالانکہ ان قبائلی علاقوں کو یہ پاکستانی آج تک "علاقہ غیر" کہتے تھے، صدیوں کی تاریخ پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ جتنے بھی قومیں اپنے حقوق سے محروم ہوئیں، کسی کے تسلط، غلبے یا غلامی کی شکار ہوئیں، سب اپنے اندر کے ایجنٹوں، زرخرید غلاموں اور اپنے معاشرے سے باغی افراد کی وجہ سے ہوئی ہے اور آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ قبائلی علاقے کو صوبے میں ضم کرنے یا اس کو الگ صوبہ بنانے کی آواز اندر سے آرہی ہے اور معصوم قبائل آج بھی معصوم بنے ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ، تمام قبائلی علاقوں میں آپریشن، ڈیورنڈ لائن پر کشیدگی، ایف سی آر اور قبائلی علاقے کو صوبے میں ضم کرنا سب تکمیل پاکستان کے لئے ہو رہا ہے اور یہ سب کچھ قبائل پر فوج کے ایک مشن کے زیرِ نظر ہو رہا ہے تاکہ ان لوگوں میں مخالفت، بغاوت اور مزاحمت کی گنجائش باقی نہ رہے اور قبائلی علاقے پاکستان بن جائیں اور یہی دہشت گردی کے خلاف جنگ کے مقاصد تھے۔ ساتھ ہی دور حاضر کے میر جعفر لطیف لالا آفریدی، شاہ جی گل، شہاب الدین خان باجوڑی، اس مقصد کیلئے بھرپور کوشش کی، چنانچہ مئی ۲۰۱۳ء میں مسلم لیگ حکومت آنے کے بعد نواز شریف نے سرتاج عزیز کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی کہ قبائلی علاقوں میں جاکر فاٹا کو پاکستان میں ضم کرنے کیلئے حجت پوری کرنے کی عرض سے چند حکومت نواز ملکان سے اس بارے رائے حاصل کرے، انہوں نے ایسا ہی کیا۔

بعد ازاں باقاعدہ اس موضوع کو میڈیا میں جگہ دی گئی، خاص کر ۲۰۱۷ء اور ۲۰۱۸ء میں اس پر زیادہ کام کیا، پہلے پہل فاٹا تک عدالتوں کا دائرہ اختیار بڑھایا گیا، پھر صوبائی اور قومی اسمبلیوں میں اس بارے بل پیش کئے گئے۔ اس بارے میں خیبر پختونخواہ کے گورنر اقبال زفر جھگڑا کا کہنا ہے کہ فاٹا کا خیبر پختونخواہ میں ضم کرنا لازمی تھا، کیونکہ فاٹا وجود پاکستان کیلئے خطرہ تھا، کیونکہ یہ ایک ٹریٹ ائریا تھا۔ بالآخر جس مقصد کیلئے ساڑھے چودہ سال جنگ لڑی وہ خواب آج ۳۱ مئی ۲۰۱۸ء کو شرمندۂ تعبیر ہوا، یعنی قبائلی پٹی صدر ممنون حسین کے دستخط کے بعد باقاعدہ طور پر خیبر پختونخواہ میں شامل کی گئی۔ صدر پاکستان ممنون حسین کی دستخط سے پایۂ تکمیل تک پہنچی۔

اب سوال یہ ہے کہ مغربی آقا اور پاکستانی زنادقہ نے جو کرنا تھا وہ تو کر گئے، مگر کیا ناراض فریق کو صلح یا جنگ کے ذریعے ٹھکانے لگایا یا جنگ جاری ہے؟

جواب: جنگ باقاعدہ جاری ہے، لہذا اہلیانِ پاکستان فاٹا کو سابقہ حال پر لانے سے قبل پاکستان کو امن کا گہوارہ نہ سمجھیں اور نہ ہی جمہوریت پسند قبائل حکومت یافتہ قبائل کا امن خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکے گا، ان شاء اللہ ہم اپنی آزادی اور خود مختاری کی جنگ خون کے آخری قطرے تک لڑتے رہیں گے۔

قبائل کے اعتبار سے ہمارے اغراض ومقاصد:

قبائل کے اعتبار سے ہمارے اغراض ومقاصد درج ذیل ہیں:

(۱) جس طرح ملا پاؤندہؒ شہزاد فضل دینؒ، فقیر ایپیؒ، حاجی صاحب ترنگزئی نے انگریزوں کو قبائلی سرزمین سے نکال کر قبائلی وطن، قبائلی نظام کا دفاع کیا اور قبائلی سرزمین پر نفاذ شریعت کی کوشش کی تھی، آج ہم بھی امریکہ کی سربراہی میں حملہ آور دشمن حکومت پاکستان سے اپنے وطن، اپنی آزادی اور قبائلی نظام کے دفاع کرتے ہیں۔

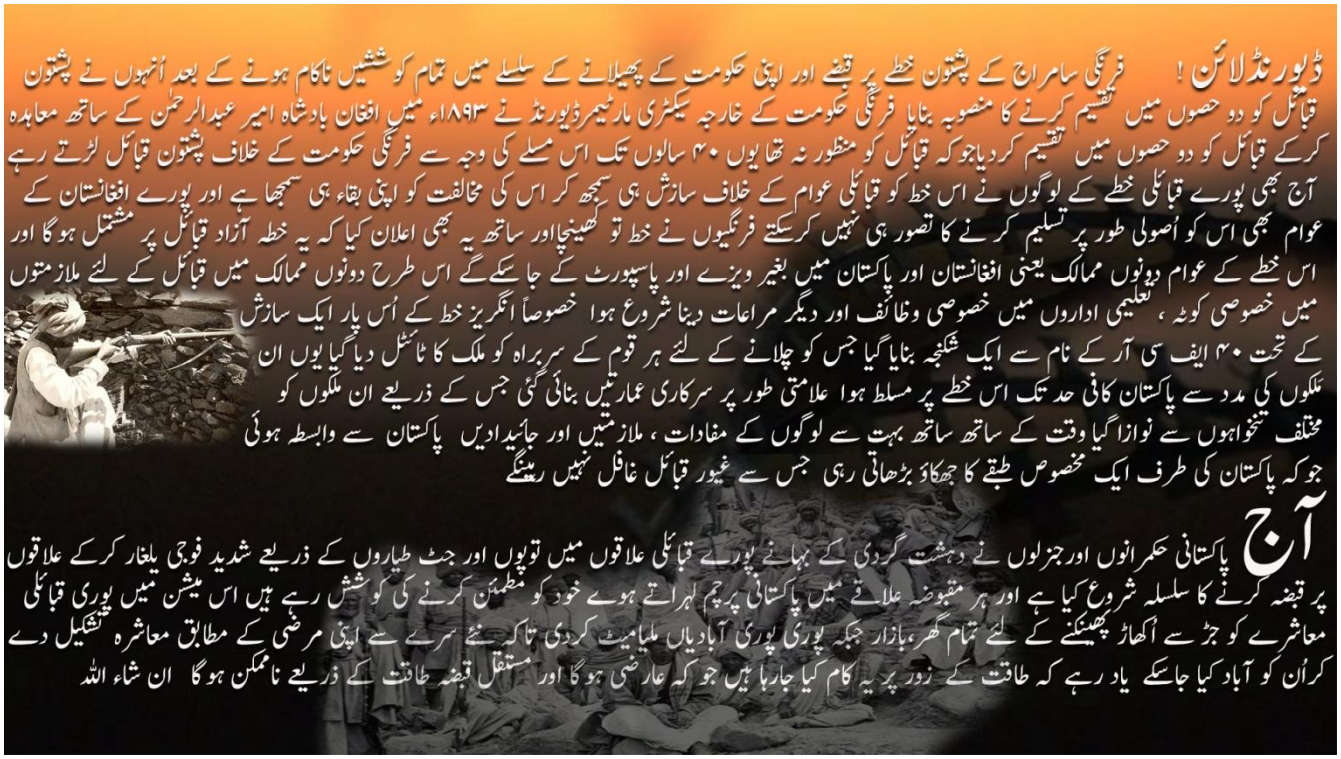
(۲) قبائلی نظام میں غیر شرعی اُمور کی اصلاح کرکے اس فطری نظام کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۳) حکومت کا یہ پروگرام کہ قبائل کو غیر مسلح کرکے قبائلی نظام، قبائلی کلچر اور ان کی آزادی کو ان سے چھین کر اس

کے متبادل جمہوری، تھانہ کچہری اور غلامی کا نظام دینا ہے۔ حکومت کے اس پروگرام اور اس منصوبے کو ناکام کرنا ہے، قبائل کو سابقہ کالا قانون (ایف، سی، آر) سے نجات دلانا ہے۔

(۴) قبائلی عوام کیلئے بہترین نظامِ تعلیم، نظامِ صحت، نظامِ معیشت کے مواقع فراہم کرنا اور شریعت کے دائرے میں ترقی کے ممکن ذرائع مہیا کرنا۔

(۵) قبائل کے وہ حقوق جن پر برسوں سے ظالم حکمرانوں نے قبضہ جمار کھا ہے وہ سارے حقوق قبائل کو دلوانا۔



۲۰۱۸ میں ہونے والے واقعات وحادثات

امیر تحریک طالبان پاکستان مولانا فضل اللہ کی شہادت:



مولانا فضل اللہ تحریک طالبان پاکستان کے تیسرے امیر تھے، جو اکتوبر ۲۰۱۳ کو ایک ڈرون حملے میں حکیم اللہ محسود کے شہید ہونے کے بعد تحریک طالبان پاکستان کے امیر منتخب ہوئے۔ انتخاب ہوتے ہی آپ کو کئی چلینجوں کا سامنا ہوا۔ (۱) حلقہ محسود کا اندرونی تنازعہ، (۲) تحریک طالبان میں اندرونی خلفشار، جسکی وجہ سے تحریک ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی۔ لیکن آپؒ کے جہاد پاکستان اور تحریک طالبان سے زیادہ خلوص کی بدولت مذکورہ دونوں چلینجز تین سال کے عرصہ میں ختم ہوئے، اور ساتھ ہی تحریک میں دوسری بدعنوانیاں ختم کرنے پر زور دیتے رہے،

جس پر قابو پانے میں کافی حد تک کامیاب ہوئے، بالآخر تحریک طالبان کے سابقہ دونوں امراء (بیت اللہ محسود اور حکیم اللہ محسود) کی طرح آپ بھی ۱۳ جون ۲۰۱۸ء کی رات ساڑھے دس بجے کنڑ کے علاقے منورہ ولسوالی، بچی درہ میں امریکی ڈرون حملے میں اپنے دیگر چار ساتھیوں سمیت شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

تحریک طالبان اور چوتھی قیادت کا انتخاب:

۱۳ جون ۲۰۱۸ء کی رات ساڑھے دس بجے کنڑ کے علاقے منورہ ولسوالی بچے درّہ میں امریکی ڈرون حملے میں مولانا فضل اللہ صاحب کی شہادت کے افسوس ناک واقعے کے بعد تمام تر تحریکی ذمہ داریاں نائب کی حیثیت سے مفتی ابو منصور عاصم کی طرف متوجہ ہوئیں، اس نازک دورانیہ میں بندہ ناچیز نے چند امور کی جانب توجہ مرکوز رکھی۔

(۱) تحریک سے وابستہ مجاہدین کو صبر کی تلقین، (۲) تحریک کی اجتماعیت پر زور، (۳) تحریک طالبان کیلئے نئے امیر کے انتخاب کیلئے مجاہدین کی رائے طلبی کیلئے مختلف اطراف میں وفود بھیجنا، اس سلسلہ میں کئی دن صرف ہوئے۔

بالآخر جب تمام حلقہ جات و مجموعات سے رائے جمع کی گئی، تو فیصلہ کیلئے مولانا سیف اللہ حقانی رئیس شوریٰ مقرر کیا گیا، جنہوں نے کثرتِ رائے پر فیصلہ کرتے ہوئے تحریک کیلئے مفتی ابو منصور عاصم محسود کو بطور امیر منتخب کیا اور مفتی حضرت عرف مزاحم کو بطورِ نائب مقرر کیا۔

پاکستانی قوم کے نام مفتی ابو منصور عاصم کا خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ۔

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، یا ایھا الذین اٰمنوا تقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون، واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔

عزیز ہم وطنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

۲۸ رمضان المبارک 1439ھ رات تقریباً گیارہ بجے معاصر جہاد کے عظیم رہبر اور تحریک طالبان پاکستان کے محترم امیر مولانا فضل اللہ شہید رحمہ اللہ اپنے چار ساتھیوں سمیت تحریک کے سابقہ شہید امراء کی طرح معاصر کفر کے سالار امریکہ کے ڈرون حملے میں شہادت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت الامیر کی شہادت قبول فرمائیں اور ان کے درجات بلند فرمائیں۔

شہادتیں، ہجرتیں، قید و بند اور مختلف قسم کی ابتلاءات اس راستے کے لوازمات میں سے ہیں۔

ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ الحمد للہ تحریک کے تمام قائدین کی شہادتیں اسلام اور انسانیت کے عظیم دشمن امریکہ کے ہاتھوں واقع ہوئیں، اور ہم اس شیطان اکبر کی بلیک لسٹ میں صفِ اول کے دشمنوں میں سے ہیں۔

عزیز ہم وطنو! امریکہ اور اس کے افغانی و پاکستانی غلام اس بات پر خوشیاں نہ منائیں کہ ہم نے مولانا فضل اللہ کو شہید کر کے تحریک طالبان پاکستان کی مقدس مقاومت کو کمزور کر دیا، اگرچہ یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت الامیر مولانا فضل اللہ شہید رحمہ اللہ کی شہادت ایک عظیم سانحہ ہے، لیکن تحریک کے سابقہ امراء و قائدین بھی اس راستے پر گئے ہیں، مگر اس کے باوجود مقدس مقاومت میں مزید نظم و

ضبط اور تیزی ہی آئی ہے۔ قائدین اور ساتھیوں کی شہادتیں ہمیں اپنے مقدس سفر سے ہٹا نہ سکیں۔

عزیز ہم وطنو! ہم نے بار بار اس بات کی وضاحت کی ہے کہ موجودہ جنگ ہمارے اوپر اور ہماری مقدس سرزمین اور معزز قوم پر مسلط کی گئی ہے۔ ہم سے ہماری سرزمین پر اسلامی اصول و اقدار کے مطابق زندگی گزارنے کا حق چھین لیا گیا ہے۔ گذشتہ ایک دہائی سے ہزاروں محب وطن مسلمان پاکستانیوں کا خون بہایا جارہا ہے، اور بڑی ہٹ دھرمی سے سیاسی اور فوجی قیادت اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نے غیروں کے مفادات کی خاطر پرائی جنگ آزاد قبائل اور پشتونوں پر مسلط کی ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی جرنیلوں نے اعجاز مہمند، شوکت عزیز اور شعیب جیسے اپنی تاریخ اور کلچر سے ناواقف لوگوں کو ساتھ ملا کر ہمارے آباو اجداد کے ستانوے سالہ جہاد کو شکست سے دوچار کر کے برطانیہ کے دیرینہ خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا۔

تحریک طالبان پاکستان جہادی اور ملی جذبے سے سرشار ایک محب وطن اسلامی تحریک ہے، مملکتِ خداداد پاکستان اور عالم اسلام کی تمام اسلامی سرزمین کی آزادی، وحدت اور استحکام اپنا دینی و ملی فریضہ سمجھتی ہے، ہر اس منحوس آواز و سیاست کی مذمت کرتی ہے جو کہ مملکتِ خداداد پاکستان اور عالم اسلام کے دیگر مقدس ٹکڑوں کو تحلیل و تقسیم کی طرف لے جاتی ہے۔

مملکتِ خداداد پاکستان کی وحدت و وفاق غیر طبعی اور غیر فطری تھی۔ بنگالی، پنجابی، پختون، سندھی، بلوچ اور مہاجر مستقل قومیں ہیں، ان کو ایک صف میں ایک جھنڈے تلے پاکستان کے نام سے جمع کرنے والے کوئی مشترکہ سیاسی مفادات نہیں، بلکہ ایک مشترکہ عقیدہ اور نظریہ تھا، جو کہ نظریۂ پاکستان (یعنی "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ") ہے۔ لیکن جب وجود پاکستان کے بعد مسلط خاندانوں اور فوجی جرنیلوں نے نظریۂ پاکستان کے ساتھ مسلسل غداری کا ارتکاب شروع کیا اور لا الہ الا اللہ کے مبارک نظام کی آواز و مطالبے کو ناقابلِ معافی جرم قرار دیا تو خود بخود علیحدگی کے منحوس نعروں کے لیے راستہ کھل گیا۔ بنگالیوں کو بنگلہ دیش کے قیام میں کوئی نظریاتی رکاوٹ نہ رہی، آزاد بلوچستان و آزاد پختونستان اور سندھو دیش کے نعروں کو روکنے کے لیے بھی کوئی عقیدوی و اخلاقی جواز باقی نہ رہا۔

عزیز ہم وطنو! اسلام دشمن میڈیا، مادر پدر آزاد، اسلام و وطن دشمن این جی اوز، اسلامی اور پشتون سرزمین پر استعماری مفادات کے لیے جاری جنگ مسلط کرنے والے فوجی جرنیل اور سیاسی لیڈر، جہادی اور مذہبی طبقے کے خلاف دن رات یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مجاہدین دشمنوں کے مفادات اور ملک کے عدم استحکام کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ پراپیگنڈہ خالص مذہبی جہادی قوتوں اور اُس طبقے کے خلاف جو کہ نظریۂ پاکستان کے نفاذ کی بات کرتا ہے ہوتا ہے جس میں اس ملک کی وحدت و بقاء کا راز مضمر ہے۔ نظریۂ پاکستان پر وار کرنا اور اس کی عملی تنفیذ میں دیر و تاخیر کرنا ملک کی وحدت پر وار ہے، اور نظریۂ پاکستان کے ساتھ دشمنی حقیقت میں مملکتِ خداداد پاکستان کو عدم استحکام اور تحلیل و تقسیم کی طرف لے جانا ہے۔

ان پروپیگنڈہ کرنے والوں سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ

بنگلہ دیش کے قیام میں مذہبی طبقہ ملوث تھا یا قوم پرست و سیکولر طبقہ؟

ان منحوس علیحدگی پسند نعروں کے پیچھے کون سی قوت کارفرما تھی؟ قوم پرست سیکولر قوت، مادر پدر آزاد این جی اوز، غلام میڈیا، یا مذہبی جماعتیں؟

اُس خاندان کو کس نے حب الوطنی کی سند عطاء کی جس کے سربراہ کی منحوس سیاست کی وجہ سے ملک دو ٹکڑے ہوا؟ اور جس

خاندان کے ایک اور چشم وچراغ نے ''الذوالفقار'' نامی اسلام دشمن اور ملک دشمن تنظیم بنائی اور جس خاندان کی خاتون حکمران نے اقتدار میں آتے ہی ''خالصتان تحریک'' کی اسناد ہندوستان کے حوالے کر دیئے۔

ہم حب الوطنی کا نعرہ لگانے والوں سے پوچھتے ہیں کہ ان نام نہاد قوم پرست خاندانوں کو کیوں اقتدار تک رسائی کے مواقع اور سہولیات فراہم کی جاتی ہیں کہ جنہوں نے ہمیشہ ان پالیسیوں کی مذمت کی جن میں مملکت خداداد پاکستان کے استحکام اور بقاء کا راز مضمر ہے؟

کیوں ان فوجی جرنیلوں کو سزا نہیں دی جاتی جنہوں نے حب الوطنی کی اہم ترین پالیسی سے غداری کرکے اُس کا ستیاناس کیا کہ جس سے جاری بحران نے جنم لیا اور جس سے پشتون سرزمین پر ایک اور بحران وجود میں آیا؟

خدا جانے کہ اس کے عواقب اور نتائج کیا ہوں گے اور اس سے اب اور کتنے بحران جنم لیں گے؟

عزیز ہم وطنو! مملکتِ خداداد پاکستان کی وحدت ووفاق کے دشمن مجاہدین اسلام اور مذہبی طبقہ نہیں بلکہ مادر پدر آزاد این جی اوز، قوم پرست اور سیکولر لابی ہیں، اور سرزمین پاکستان پر جاری جنگ مسلط کرنے والے وہ خاندان ہیں جن کی تربیت دشمن ممالک میں ہوئی ہے اور جو قومی وملی زبانوں سے بھی ناخبر ہیں اور ان اسلام دشمن اور وطن دشمن قوتوں کو تحفظ فوج اور انٹیلی جنس ادارے فراہم کرتے ہیں، ان کو اقتدار تک رسائی کی سہولیات اور مواقع مہیا کرتے ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس فوج اور خفیہ اداروں نے ہزاروں ایسے مجاہدین اسلام اور حق گو علماء کرام کو گرفتار کرکے لاپتہ کر دیا کہ جو مملکتِ خداداد پاکستان کی تحلیل وتقسیم کے تصور کو بھی کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں۔ مملکتِ خداداد میں فقط مجاہدین اسلام اور مذہبی طبقہ ہے جنہوں نے منحوس علیحدگی پسند نعروں کو ایک حد تک غیر مؤثر بنا رکھا ہے۔

کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ پاکستانی ادارے اُس سیکولر قوم پرست لابی اور ملک دشمن این جی اوز کو تو تحفظ فراہم کرتے ہیں کہ جن کی زندگی کا کافی حصہ ملک کی تحلیل وتقسیم کی کوششوں میں گزرا ہے اور ملکی وفاق کے خلاف منحوس سوچ وفکر نسل در نسل میراث میں چھوڑے آرہے ہیں اور ہمیشہ مناسب موقع کے انتظار میں رہتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ اُن ہی خاندانوں سے یہ منحوس اور بدبودار نعرے بلند ہوتے ہیں کہ جن سے ماضی میں بھی یہ نعرے بلند ہوتے رہے ہیں۔ اور دوسری جانب دیندار، مذہبی طبقہ اور حق گو علماء حق (جو کہ مملکت خداداد پاکستان کے وجود، وحدت اور نظریہ کے وفادار ہیں) پاکستانی ادارے ہمیشہ ان کے تعاقب میں رہتے ہیں، ان کی نگرانی کرتے ہیں، ان سے دینی آزادی چھین کر مختلف بہانوں سے ان کو گرفتار کرکے سالوں لاپتہ یا جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کر دیتے ہیں، اور ان پر ملک دشمنی کے الزامات لگاتے رہتے ہیں؟

گذشتہ ۱۵ سال سے پیارے وطن کے طول وعرض میں جو جنگ جاری ہے اس کے حقیقی اسباب پر غور کرنا چاہیے کہ یہ جنگ کس نے شروع کی؟ اور کس کے کہنے پر شروع کی؟ اور کس کے مفادات کی خاطر شروع کی؟

نیشنل ایکشن پلان ملک کی بقاء اور اس کو بچانے کا پلان نہیں، بلکہ محب دین ووطن طبقے سے دشمنی اور پیارے ملک کی تحلیل وتقسیم کی طرف راستہ ہموار کرنے کا پلان ہے۔

ہم بالکل واضح الفاظ میں کہتے ہیں کہ ہم سے اپنی سرزمین پر اسلامی اصول واقدار کے مطابق زندگی گزارنے کا حق چھین لیا گیا ہے۔ ہمیں اس کی اجازت نہیں دی جاتی کہ ہم اپنی سرزمین پر اسلامی اصول واقدار کے مطابق آزادانہ زندگی گزاریں۔ لہذا جب ملک کا مقتدر طبقہ ملک کے مقدس نظریے سے مسلسل غداری کی کیفیت میں ہو اور ہمیں اسلامی اصول واقدار کے مطابق زندگی گزارنے کا حق نہ

دیا جاتا ہو تو یہ جنگ جاری رہے گی، اس کو ہم مقدس جہاد کہتے اور اس میں مرنا مقدس شہادت سمجھتے ہیں۔ اور اپنے مخالف کو ایسا ظالم و متجاوز دشمن اور غدار دین و وطن سمجھتے ہیں کہ جس کے قتل پر اپنے آپ کو غازی کہتے ہیں۔

تحریک طالبان پاکستان گذشتہ پندرہ سال سے حکومتِ پاکستان کے مظالم کے خلاف اور اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے، اس مقدس جہاد میں بعض کاروائیاں اسلام دشمن میڈیا اور سیکولر و قوم پرست لابی تحریک طالبان پاکستان کے خلاف بطورِ پروپیگنڈہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کاروائیوں میں سے ایک آرمی پبلک سکول کی کاروائی ہے، یہ کاروائی جن شخصیات کی طرف منسوب ہے وہ سب کے سب امریکی ڈرون حملوں میں شہید ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم واضح طور پر کہتے ہیں کہ اس کاروائی میں بچوں کے قتلِ عام کی نسبت مجاہدین و طالبان اسلام کی طرف کرنا نہایت ظلم و ناانصافی اور اس اہم واقعے سے تاریخی خیانت ہے۔ ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اس واقعے کی صحیح تحقیقات کے لیے ایک آزادانہ تحقیقاتی کمیشن تشکیل دی جائے۔ چونکہ اس واقعے سے مربوط ایک پہلو مجاہدین و طالبان اسلام بھی ہیں، لہذا ہم سمیت تمام مربوطہ جوانب سے تحقیق ہونی چاہیے۔ ان شاء اللہ اگر انصاف پر مبنی تحقیقات ہوں تو سچے حقائق قوم کے سامنے آجائیں گے اور یہ خوب واضح ہو جائے گا کہ بچوں کا قتلِ عام کن بہادروں نے کیا ہے؟

باقی ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے، اس کو ہمارے اکابر نے بڑے عالی مقاصد و اہداف کے لیے حاصل کیا تھا، پشاور ہمارا ہے، سوات ہمارا ہے، مردان وڈیرہ اسماعیل خان ہمارے ہیں، کراچی، لاہور اور کوئٹہ ہمارے ہیں۔ ہم ہر اس طبقے سے ہمہ جہت جنگ میں مصروف ہیں جو کہ پاک وطن کے وجود، بقاء، وحدت اور نظریے کا دشمن ہو۔ اگر نظریۂ پاکستان، مجاہدین اسلام اور مذہبی طبقہ ہو تو ملک ہو گا، اور اگر یہ ملک سیکولر، قوم پرست لابی کے ہاتھ میں چھوڑ دیا گیا جس طرح اب ان کے ہاتھوں میں ہے تو اس ملک کو تحلیل و تقسیم سے بچانا ایک خواب ہو گا اور بس۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مولانا فضل اللہ خراسانی (رحمہ اللہ) کی شہادت

پر

امت مسلمہ کی جانب سے تعزیت کرنے والوں کو

امیر تحریک طالبان پاکستان مفتی ابو منصور عاصم کی طرف سے

کلمات تشکر

حول رسائل التعزية والتهنئة التي أرسلها القادة الجهاديون والإسلاميون

(بمناسبة استشهاد أمير الحركة المولوي فضل الله الخراساني رحمه الله)

والالتماس

عن قادة الجهاد (حفظهم الله)

لاتحاد الصف الجهادي المبارك

لأمير حركة طالبان الباكستانية

المفتي أبي منصور العاصم مسعود

(حفظه الله)

الحمدُ للهِ والصلاةُ والسلامُ على رسولِ اللهِ وعلى آلِه وصحبِهِ ومن والاه، أما بعد:

فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

وقال اللهُ تعالى: إنما المؤمنون إخوةٌ، وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم : المؤمنُ للمؤمنِ كَالبنيانِ يشدُّ بعضُه بعضًا- وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم: المسلمُ أخُ المسلمِ لا يضرُّه ولا يَخْذُلُهُ-

الأمةُ المسلمةُ المظلومةُ والحركاتُ الجهاديةُ والإسلاميةُ التي تُجاهِدُ وتُقاوِمُ ضدَّ الطاغوتِ الدوليِّ العالميِّ!

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعده

إنَّ الجهادَ طريقُ الابتلاءِ والتضحيةِ وهو طريقُ العزِّ والنصرِ- مِن هذا الطريقِ قد فَتَحَ سَلَفُنا الصَّالحُ هذا العالمَ الإسلاميَّ المباركَ مِن تركستانَ الشرقيةِ إلى المغربِ الإسلاميِّ الذي يحكُمه اليومَ عُملاءُ الكفرِ والضلالِ الديمقراطيُّونَ العِلمانيُّونَ، لا تَستَطِيعُ الأمةُ الإسلاميةُ أن يُعيدَ مجدَها الأولَ، ولا تَستيطعُ أن يكونَ القرآنُ الكريمُ والسنةُ النبويَّةُ المطهَّرةُ دُستورًا وقانونًا لها إلا بِالجهادِ في سبيلِ اللهِ كما يقولُ اللهُ سبحانَهُ وتعالى: وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله-

إنا نَشكرُ اللهَ سبحانَه وتعالى ونَحمدُه بِإحياءِ تلك الفريضةِ المباركةِ في عصرِنا الحاضرِ في مختلفِ دُوَلِ العالمِ الإسلاميِّ-

إنَّ أبناءَ الأمةِ الإسلاميةِ يُقدِّمونَ التضحياتِ المباركةَ التي تُحَيِّرُ عقولَ الناسِ ولا يُرى لها مثيلٌ عَبرَ التاريخِ الإنسانيِّ-

نحن أبناءُ خراسانَ وأبناءُ المناطقِ القبليَّةِ الباكستانيةِ خاصَّةً نَحمدُ اللهَ سبحانَه وتعالى ونَشكرُهُ بأنَّ هذا القيامَ الجهاديَّ المباركَ على أراضِي المسلمينَ المباركةِ الذي يَمتدُّ ويَتوسَّعُ ويَحاوِلُ أَن يُحِيطَ بِالعالمِ الإسلاميِّ بِأجمعِهِ، قد أدَّى فيه الدورَ الأساسيَّ أَبناءُ هذه المنطقةِ وأبطالُها-

إن حركةَ طالبانَ الباكستانيةَ حركةٌ جهاديةٌ قائمةٌ على منهجِ أهلِ السنةِ المبارَكِ تُمَثِّلُ مُجاهدي هذه المنطقةِ وعلمائَها الربَّانيينَ- لا تَزالُ مِن تأسيسِها وَمِن أوَّلِ يومِ قِيامِها تُقَدِّمُ تضحياتٍ مباركةً عظيمةً ضدَّ العدوِّ الصليبيِّ العالميِّ الصائلِ، وقدِ اسْتُشهِدَ في هذه المعركةِ المباركةِ آلافُ مُجاهدِيها ومِئَاتُ قادتِها وأبطالِها- مِن هؤلاءِ الأبطالِ مؤسِّسُ الحركةِ الأميرُ بيتُ الله مسعود رحمه الله ثم بعدَه الأميرُ الثانِيْ حكيمُ الله مسعود رحمه الله قَدِ اسْتُشهِدَا فِي قصفٍ أمريكيٍّ من طائرةٍ بِدونِ طيَّارٍ-

وقبلَ ثلاثةِ شهورٍ استُشهِدَ أميرُهَا الثالثُ المولوي فضلُ اللهِ الخراساني رحمه الله بِقصفٍ أمريكيٍّ من

طائرةٍ بِدونِ طيَّارٍ- إنَّ الأميرَ فضلَ اللهِ الخراسانيَّ رحمه الله كان صاحبُ عزمٍ متينٍ وفكرٍ صائبٍ، وكان لا يَخافُ في اللهِ لومةَ لائمٍ، وقد قاد شبابَ الجهادِ وأبطالَه وَنَصَرَ الشريعةَ الإسلاميةَ، وَمَا انْحَرَفَ عنها إلى يومِ اسْتِشْهَادِهِ، تَقَبَّلَ اللهُ شهادتَه- إنَّ الأميرَ رحمه الله قد قاد قافلةَ الجهادِ الباكستانيِّ وقافلةَ حركةِ طالبانَ بِأحسنِ طريقٍ وفي ضوءِ منهجِ أهلِ السنةِ المباركِ-

نحن (حركةُ طالبانَ الباكستانيةُ) نَشكرُ جميعَ الحركاتِ الجهاديَّةِ والإسلاميةِ، ونَشكرُ قادتَها وقادةَ الأمةِ المسلمةِ وشخصيَّتِهَا المُتديِّنةِ العظيمةِ الذين عَزَّوْنَا وحركتَنا بِبَرقِيَّاتِ التَّعزيةِ وَالتَّهنئةِ وكلماتِها حَولَ اسْتِشْهَادِ أميرِنا رحمه اللهُ التي أساسُها الأخوَّةُ الدينيَّةُ والإيمانيةُ، نَسأَلُ اللهَ سبحانَه وتعالى أن يُقَوِّيَهَا-

نحن (حركةُ طالبان الباكستانيةُ) نَلتَمِسُ مِن جميعِ الحركاتِ الجهاديَّةِ والإسلاميَّةِ بِحَلِّ الخِلافاتِ بَيْنَهَا، ونَدعُوْهَا أن تُجعَلَ صفًّا واحدًا ضدَّ هذا الصفِّ العالميِّ الكافرِ- إنَّ وحدةَ الصفِ الجهاديِّ يَقودُ الأمةَ إلى مجدِهَا وإلى الغَلَبةِ على أَعدائِهَا، وَأنَّ اختلافَهُ وانتشارَهُ تُؤرِثُ الضُّعفَ واليأسَ في شبابِهَا-

مِن أجلِ اخْتلافِ الصفِّ الجهاديِّ تَلتَحِقُ شبابُ الأمةِ بِالمناهجِ الضالَّةِ (المناهجِ العلمانيةِ والديمقراطيةِ) وتَبحثُ إعادةَ مجدِ الأمةِ فيها، وتلك المناهجُ لا تَقودُ الأمةَ إلى رُشدِهَا وَمكانتِها الماضيةِ، بَل تَقودُهَا إلى مزيدِ التَّفرُّقِ وَالانْتِشَارِ، وَإلى مزيدِ الضُّعفِ والخُذلانِ-

لِهذا نَلتَمِسُ مِن قادةِ الجهادِ المُحترمينَ حفِظهم اللهُ ورعاهم أن يَّرحموا على مستقبَلِ هذه الأمةِ ووطنِهَا وشبابِها، وأن يَتَقدَّموا وأن يتسابقوا إلى نزعِ الخلافِ، وإلى وحدةِ الصفِّ وقوَّتِهِ، وأن ينضمُّوا في جميعِ ساحاتِ القتالِ والجهادِ في جماعةٍ واحدةٍ التي هي سوادٌ أعظمُ وجماعةٌ كبيرةٌ قائمةٌ على منهجٍ وَسَطٍ منهجِ السنةِ والجماعةِ في تلك الساحةِ الجهاديةِ-

قال الله تعالى: وَاعتصموا بحبل الله جميعًا ولا تفرَّقوا-

وقال تعالى: ولا تكونوا كالذين تفرَّقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البينات-

وقال تعالى: ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهبَ ريحُكم واصبروا إن الله مع الصابرين

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: الجماعةُ رحمةٌ والفرقة عذاب-

برجاءِ وحدةِ الأمةِ المسلمةِ وقواتِها الجهاديةِ والإسلاميةِ وحركاتِها خاصَّةً

أخوكم في الله **أبو منصور العاصم** مسعود مسئول تحريك طالبان باكستان

تحریک طالبان کا ایک اور نقصان:

۳جولائی ۲۰۱۸ بمطابق ۲۰شوال ۱۴۳۹ء کو افغانستان کے علاقے کنڑ چو گام میں ظہر کے وقت تحریک طالبان پاکستان ملاکنڈ ڈویژن کے نئے امیر (استاد فاتح صاحب) ڈرون حملے میں جامِ شہادت نوش کر گئے، آپ صاحب کی وجہ سے تحریک طالبان پاکستان کا بہت زیادہ نقصان ہوا، جس کی تلافی کے ہم ربِ کریم سے خواستگار ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

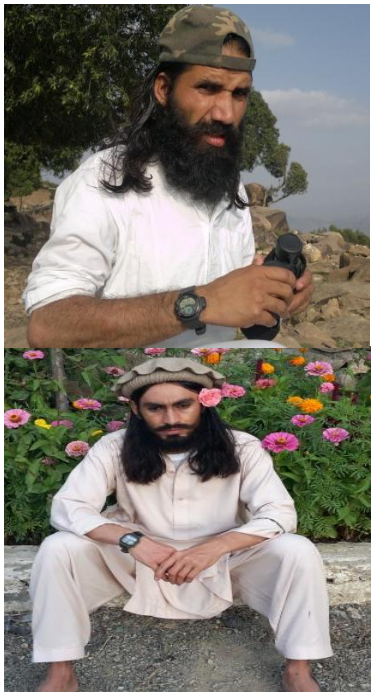
۲۰۱۸ء میں واقع ہونے والے واقعات اور حادثات:

قمر دین ایف سی قلعہ پر حملہ:

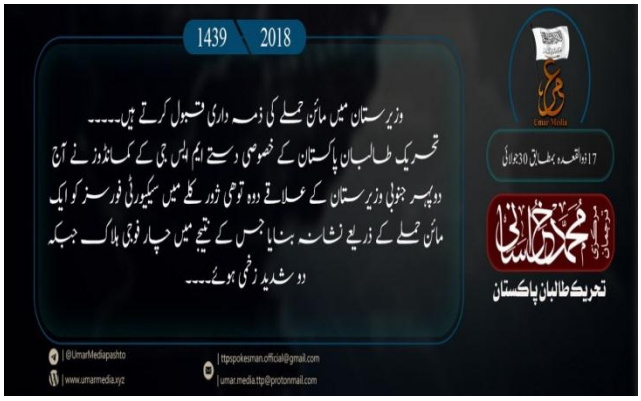


۱۸رمضان المبارک ۱۴۳۹ بمطابق ۳جون ۲۰۱۸ء کو بلوچستان کے ضلع ژوب کی تحصیل قمر دین میں ایف سی قلعہ پر رات بارہ بجے تحریک طالبان پاکستان سے منسلک تین حلقوں (حلقہ محسود، حلقہ سوات، حلقہ بلوچستان) کے شاہین صفت مجاہدین نے حملہ کیا، ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ تک شدید لڑائی ہوئی، جس کے نتیجے میں ایف سی کے چار اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے اور تمام مجاہدین بحفاظت اپنے مراکز کو واپس پہنچ گئے۔

سپینہ میلہ طالبان مرکز پر فوج کا حملہ:



۲۰۱۸ء موسم گرما کے موقع پر جنوبی وزیرستان کیلئے ٹارگٹ آپریشن کے نام سے تشکیلات ہوئیں، اسی سلسلہ میں سرنڈر طالبان میں سے کئی افراد (جو فوج کیساتھ مجاہدین کے خلاف تعاون میں مصروف تھے) ٹھکانے لگائے گئے۔ اسی سلسلہ میں مجاہدین نے وچہ خوڑہ کے علاقے سپینہ میلہ میں ایک مرکز کھول دیا تھا جس میں ۱۵جون ۲۰۱۸ء کی عیدالفطر کے روز علاقے میں منتشر باقی مجاہدین بھی اسی مرکز میں آئے تھے کہ مخبر کی اطلاع پر ۲۲جون ۲۰۱۸ء کو فوج نے اس جنگل کا محاصرہ کیا، طالبان نے دیکھتے ہی فوج پر پہلے پہل حملہ کیا۔ یوں فریقین میں جنگ چھڑ گئی، میڈیا پر فوج کے ادارے (آئی ایس پی آر) کے مطابق اس جنگ میں چھ طالبان دو فوجی ہلاک، جبکہ تین فوجی زخمی ہوئے ہیں، اگرچہ طالبان ذرائع سے مکمل تفصیل معلوم نہیں ہوئی، لیکن اتنا معلوم ہوا کہ چھ طالبان (مسمی کمانڈر مولانا سمیع اللہ عرف حقیار حلقہ سراروغہ، رحمت اللہ عرف عقابی حلقہ بروند، عبدالحمید عرف حمید ولد شہزاد خان زاندوعباس خیل حلقہ جاڑائی، آریانہ حلقہ سراروغہ، عبداللہ حلقہ مکین، تعویز کاکا حلقہ ڈیلے) شہید ہوئے ہیں، جبکہ جوابی حملے میں فوجی ادارے آئی، ایس، پی، آر نے تین فوجیوں کی ہلاکت اور کئی کے زخمی ہونے کا اعتراف کیا۔ جبکہ معرکہ کارزار میں شریک مجاہدین اور مقامی ذرائع کا کہنا ہے کہ اس کاروائی میں ۱۸ سے ۲۰ تک فوجی و نیم فوجی اہلکار مارے گئے ہیں۔



یکے بعد دیگرے جنوبی وزیرستان میں دھماکے:

پٹونڑی ژور کلئی، عمر (ایماء) رغزائی اور لدھا میں بم دھماکے:

۳۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز پیر بمطابق ۱۷ ذوی القعدہ ۱۴۳۹ھ کو جنوبی وزیرستان کے علاقہ حلقہ دواتوئی پٹونڑی ژور کلئی میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ ہوا۔ مشال ریڈیو کے رپورٹر "سیلاب محسود" کی رپورٹ کے مطابق ایک صوبیدار سمیت چار اہلکار ہلاک ہوئے۔ طالبان ذرائع نے بھی اسی کی تصدیق کی۔ چند ہی دن بعد عمر (ایماء) رغزائی اور لدھا میں بھی ریموٹ کنٹرول بم دھماکے ہوئے جس میں جانی نقصان کا تاحال پتہ نہ چل سکا۔

خیسورہ میں طالبان پر چھاپہ:

۷ یا ۸ جون ۲۰۱۸ء کو پاکستانی فوج اور سرنڈر طالبان نے تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود خیسورہ کے طالبان پر چھاپہ مارا، فریقین کے درمیان فائرنگ کے تبادلہ میں نذیر اللہ نامی مجاہد شہید ہوا، کافی لڑائی کے نتیجے میں دو طالبان گرفتار ہوئے، جب کہ ایک تاحال لاپتہ ہے، فوج وغیرہ کے جانی نقصان کے بارے میں پتہ نہ چل سکا۔

مشتہ میں بم دھماکہ:

ستمبر ۲۰۱۸ء کے پہلے عشرہ میں مجاہدین حلقہ لدھا نے جنوبی وزیرستان کے علاقہ مشتہ میں ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے سرنڈر طالبان کے کمانڈر جاوید کو نشانہ بنانا چاہا، لیکن ملیشیا اہلکاروں نے اسے دیکھ لیا اور اسے ناکارہ بنانے کی ناکام کوشش شروع کی، تو مجاہدین نے اسے بھی غنیمت سمجھ کر ریموٹ کنٹرول سے دھماکہ کرکے تین اہلکاروں کو ہلاک اور پانچ کو زخمی کیا۔ جبکہ حکومت نے میڈیا پر اس کی تصدیق نہیں کی۔

لدھا میں یکے بعد دیگرے حملے:

ستمبر ۲۰۱۸ء کے اول عشرہ میں فوج نے لدھا میں چھاپہ مارا، لیکن مجاہدین نے جوابی کاروائی کرکے محاصرہ توڑ ڈالا اور دو فوجیوں کو جوابی کاروائی میں جہنم رسید کیا۔

لدھا میں ریموٹ بم دھماکہ:

۱۱/ اکتوبر ۲۰۱۱ کو مجاہدین حلقہ لدھا نے ایک ریموٹ بم دھماکہ کرکے چار سیکورٹی اہلکاروں کو موت کے گھاٹ اتارا، جبکہ مجاہدین بخیریت جائے وقوعہ سے نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

وچہ خوڑہ لنگر خیل کلئی میں ملیشیا اہلکار قتل:

۱۹/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو مجاہدین حلقہ لدھا اور وچہ خوڑہ نے ایک مشترکہ کمین حملہ کے دوران دو ملیشیا اہلکاروں کو ہلاک اور ایک کو زخمی کیا، جبکہ مجاہدین جائے وقوعہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔ رد عمل میں فوج اور ملیشیا نے مقامی آبادیوں سے بچوں اور بوڑھوں کو گرفتار کرکے ایک "الگڈ" میں جمع کرکے ان پر ظلم ستم کے پہاڑ توڑ ڈالے، جس کے رد عمل میں محسود قوم نے ضلع ٹانک میں پی، ٹی، ایم کی مدد سے سخت احتجاج کیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی بہت سارے افراد اسی الگڈ میں زیرِ تشدد رہے، اور ان کی کسی نے بھی نہ سنی۔

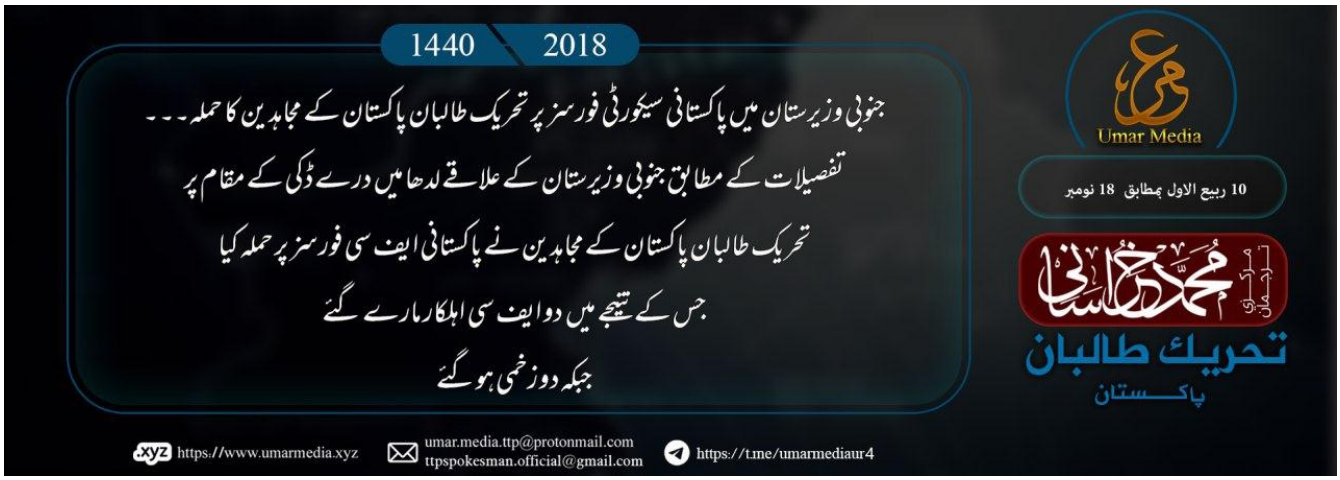
بونڈری لائن پر حملہ:

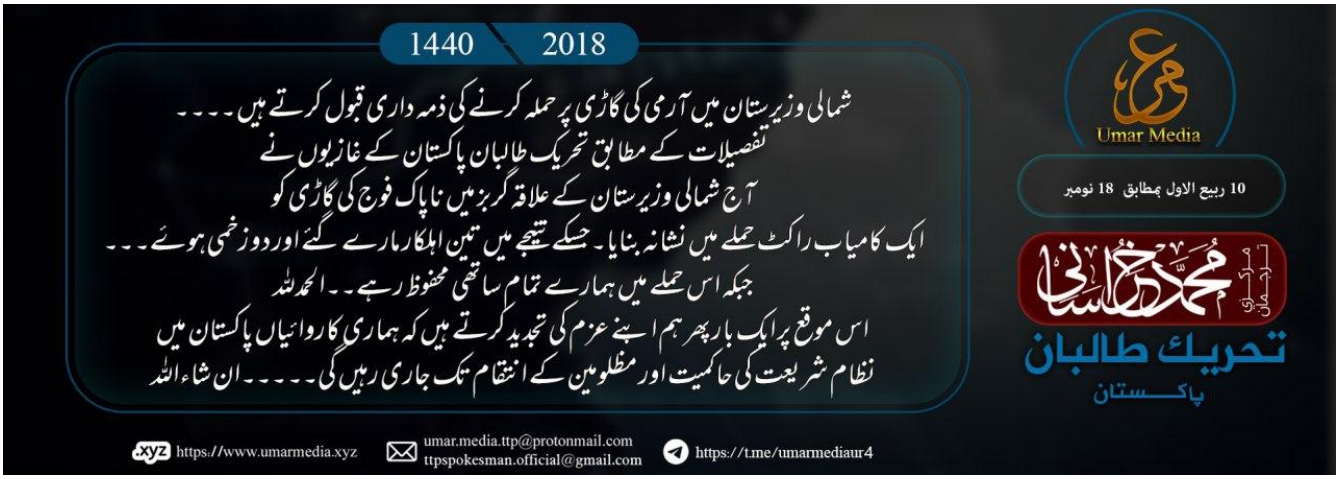
حکومت پاکستان نے پاک افغان سرحد پر خار دار تار لگانے کا عمل عرصہ دو سال سے شروع کیا ہے، جو پاکستان کا دیرینہ خواب تھا، جو افغان حکومت اور عوام کی بے حسی کے نتیجہ میں شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے، اسی سلسلہ میں صرف پاکستانی مجاہدین رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں، چنانچہ اسی سلسلہ میں صفر ۱۴۴۰ھ کو مجاہدین تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود نے پکتیکا ولسوالی گومل اور پاکستان کے بارڈر علاقہ زرملن سیکورٹی اہلکاروں کے پوسٹوں پر تعارض کر کے چھ اہلکاروں کو موت کے گھاٹ اتارا، جبکہ مالِ غنیمت میں بہت سارا اسلحہ اور نائٹ ویژن دور بینیں بھی ہاتھ لگ گئیں۔

لدھا پہنہ میں فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ:

۱۷ نومبر ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ شام ۶ سے ۷ بجے کے درمیان تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود سے وابستہ مجاہدین نے فوج کی ایک گشتی پارٹی کے جوانوں پر حملہ کیا، مشال ریڈیو کے رپورٹر سیلاب محسود کے بقول لیس نائک بختیار علی موقع ہی پر ہلاک ہوا، جبکہ سپاہی حیدر زمان اور سپاہی حقمل شدید زخمی حالت میں رزمک پہنچائے گئے۔ طالبان بحفاظت اپنے ٹھکانوں کو منتقل ہوئے۔

ایک ہی دن بعد ۱۸ نومبر ۲۰۱۸ء کو تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود سے وابستہ ایس ایم جی کمانڈو مجاہدین نے شمالی وزیرستان شوال کے علاقے گربز میں فوج کی ایک گشتی پارٹی سے منسلک گاڑی پر راکٹ لانچر اور دوسرے ہلکے ہتھیاروں سے حملہ کر کے چار فوجی ہلاک کئے، جبکہ ایک فوجی بھاگنے میں کامیاب ہوا، اور مجاہدین بحفاظت اپنے مراکز کو پہنچے۔





پاکستان میں محسود فدائین کی حیرت انگیز کاروائیاں

ہم امت مسلمہ کے ان غیور مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں جو اپنی جوانیاں اسلام اور مظلوم مسلمانوں کی خاطر قربان کرنے کیلئے تیار ہوں۔وہ آئیں اور ہمارے ساتھ ہمارے کاروان میں شامل ہو جائیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کے تقدس اور مسلمانوں کی عزت و آبرو اور شریعت کی بالادستی کی خاطر اپنی جوانیاں قربان کریں۔



کوئٹہ میں فدائی حملہ:

۱۹مئی ۲۰۱۸ء بمطابق ۲رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ کو مجاہدین محسود اور مجاہدین درہ آدم خیل کے باہمی تعاون سے کوئٹہ میں پاکستانی خفیہ اداروں کی ایک عمارت پر فدائی حملوں کا منصوبہ تیار ہوا، منصوبہ ساز قاری سیف اللہ صاحب تھے، اس منصوبہ کے لئے چار فدائین کا انتخاب ہوا، ان میں سے ایک فدائی نے پہلے پہل بارود بھری موٹر سائکل گیٹ سے ٹکرادی، جبکہ دو اور فدائین بارود سے بھری گاڑی میں سوار تھے، جائے وقوعہ پہنچتے ہی اپنی غلطی کی وجہ سے گاڑی میں دھماکہ ہوا، جس سے دونوں کی شہادت واقع ہوئی۔یوں یہ کاروائی مکمل طور پر کامیاب نہ ہوئی۔ان میں ایک فدائی کامران کا تعلق محسود قبیلہ سے تھا۔

ڈی آئی خان کولاچی میں اکرام اللہ گنڈاپور ہلاک:

۲۲جولائی کو قومی اسمبلی کے امیدوار اکرام اللہ گنڈاپور انتخابی سلسلہ میں گھر سے نکلے توراستے ہی میں فدائی محمد جنید محسود نے ان کی گاڑی پر فدائی حملہ کرکے ان کو بمع ڈرائیور موت کے گھاٹ اتار دیا۔یاد رہے!اکرام اللہ گنڈاپور کا تعلق پی ٹی ایم سے تھا، اور فوج کے حامی سرداروں میں شامل تھا، اور مجاہدین کو سرنڈر کرنے میں کافی سرگرم تھا۔

بلوچستان لورالائی فوجی چھاونی پر فدائی بمباروں کا حملہ:



۲۰۱۹ء کی ابتداء تحریک طالبان پاکستان نے ناپاک فوج کے ناپاک خون گرانے سے کی۔

آج مورخہ یکم جنوری ۲۰۱۹ء کو جنوبی وزیرستان حلقہ محسود سے منسلک تین فدائین (مسمی جنید وزیر، نصرت، امجد کنڑ افغانستان) نے بلوچستان لورالائی فوجی چھاونی پر فدائی حملے کرکے پاک فوج کا ستیاناس کر دیا۔ڈیوہ ریڈیو کے رپورٹ کے مطابق اس حملے میں صوبیدار میجر سمیت چھ فوجی اہلکار مارے گئے ہیں۔بی بی سی رپورٹ کے مطابق اس حملے میں چار فوجی اور چار سویلین مارے گئے۔ سویلین کا فوجی چھانی میں مارا جانا تعجب خیز بات ہے۔جیو نیوز کے رپورٹر عمران کے بقول اس حملے میں چار فوجی ہلاک اور دو زخمی ہوئے، جن کے نام یہ ہیں:(۱) صوبیدار میجر منور خان (۲) کیپٹن سجاول (۳) حولدار اقبال (۴) حولدار بلال۔ سی ایم ایچ ہسپتال کے رپورٹ کے مطابق ۹ فوجی ہلاک اور گیارہ زخمی ہوئے ہیں۔

یادرہے!اس حملے کی منصوبہ بندی اور کاروائی دو حلقوں بلوچستان اور جنوبی وزیرستان حلقہ محسود کے مشترکہ کوششوں سے انجام پا گئی۔کاروائی کے عین دوران ایک فدائی بمبار نے اپنے ماسٹر مائن کو فون پر بتایا کہ آئی ایس آئی اور دیگر خفیہ اداروں کے دفاتر بندوں سمیت اڑا دئے۔ فوجی چھاونی سے بچ کر بھاگے ہوئے فوجیوں میں سے جس سے اہل علاقہ پانی پلا رہے ہیں ایک فوجی کہہ رہا ہے کہ شکر ہے اللہ نے ہمیں بچالیا۔بات تو بہت اچھی ہے لیکن اوسان خطا ہونے کی بڑی واضح دلیل ہے۔

۲۹ جنوری کو پھر لورالائی میں فدائی حملہ:

۲۹ جنوری ۲۰۱۹ء کو دوپہر سوا ایک بجے ژوب کے علاقے لورالائی میں پولیس ڈی آئی جی کے دفتر پر تحریک طالبان پاکستان کے دو فدائیوں نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں حکومتی ذرائع کے مطابق نو پولیس اہلکار مارے گئے اور گیارہ زخمی ہوئے، ہسپتال ذرائع کے مطابق نو ہلاک اور انیس زخمی ہسپتال لائے گئے، جن میں کئی کی حالت تشویشناک ہے۔ جبکہ شوشل میڈیا پر پچاس افراد کے ہلاک ہونے کی خبریں چل رہی تھیں۔

لورالائی میں حملوں سے پورا بلوچستان دہشت کا شکار ہوا۔ مظاہرے، جلسے جلوس، حکومت سے امن کی بحالی کے مطالبے ہوئے، لیکن امن قائم ہو گا فریق ثانی کے منانے یا ختم ہونے پر۔ اس حملے کی ذمہ داری تحریک طالبان پاکستان نے قبول کی اور اس حملہ کو حیات خیسورہ شمالی وزیرستان کے گھر کی بحرمتی اور ساہیوال واقعہ کا انتقام قرار دیا، یہ حملہ تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود سے وابستہ استشہادی مجاہدین نے انجام دیا، جن فدائین نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ان کے نام یہ ہیں:(۱) فدائی حذیفہ شہید (گنڈہ پور)(۲) فدائی حامد (سید گئی) (۳) معاذ (شیرانی)۔

اس حملے کے بعد پی، ٹی، ایم (بلوچستان) امن وامان قائم کرنے کیلئے مظاہرے کررہے تھے کہ لورلائی پولیس نے پی، ٹی، ایم کے مقامی رہنماء پروفیسر ارمان لونی کو مظاہروں کے جرم میں بندوق سے مارمار کر جان سے مار دیا، جس کے رد عمل میں پورے پاکستان اور دنیا بھر کے اکثر ممالک میں احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ ردِ عمل میں حکومت پاکستان نے پروا کئے بغیر کوئٹہ، کراچی لاہور میں مظاہرین پر تشدد کرکے بیسیوں افراد گرفتار کرکے ان پر جھوٹے مقدمے اور ایف، یار، دائر کئے۔

۲۶مارچ ۲۰۱۹ء کو لورالائی میں جھڑپ:

۲۶مارچ ۲۰۱۹ء کو صبح ۴ بجے لورالائی میں تحریک طالبان پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایس، ایم، جی فورس کے ٹھکانے پر پولیس اور دیگر سیکورٹی اداروں نے حملہ کیا، فریقین میں صبح ۴ بجے سے دوپہر دس بجے تک لڑائی جاری رہی، بالآخر تحریک طالبان کے نوجوانوں کیساتھ کارتوس ختم ہوئے تو فدائی حملے کرکے اللہ کی بارگاہ میں اپنے عزیز جوانیوں کے نذرانے پیش کئے، جن کے نام یہ ہیں: معاویہ بلوچستانی، ان کی اہلیہ اور ساتھی، جبکہ چوتھا ملنگ محسود آف خیسورہ شابی خیل تورم۔ حکومتی رپورٹ میں کہا گیا کہ چار پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔ اس سے زیادہ تفصیلات نہ مل سکیں۔

ایس ایم جی کے اس گروپ نے ۲۰مارچ کو بلوچستان سنجاوی میں لویز پر حملہ کرکے چھ لویز اہلکاروں کو موت کے گھاٹ اتار دئے تھے۔

بلوچستان لورالائی میں پولیس لائن پر حملہ:

۲۶جون ۲۰۱۹ء کو آٹھ بجے ڈویژن ژوب کے علاقے لورالائی میں پولیس ٹریننگ سینٹر (کیمپ) پر تحریک طالبان پاکستان کے تین فدائین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں حکومتی ذرائع کے مطابق صرف دو پولیس اہلکار مارے گئے، جب کہ ڈی آئی جی عطاء الرحمن معمولی زخمی ہوئے، لیکن مقامی ذرائع کے مطابق فریقین میں کئی گھنٹوں تک لڑائی جاری رہی۔ اگرچہ آزاد ذرائع سے میڈیا پر پابندی کی وجہ سے جانی مالی نقصان کا پتہ نہ چل سکا۔

بلوچستان لورالائی میں ڈپٹی کمیشنر کے دفتر پر فدائی حملہ:

۳۰ستمبر ۲۰۱۹ء کو لورالائی میں دپٹی کمیشنر آفس کے قریب ایگل اسکواڈ پر حملہ ہوا، (حکومتی رپورٹ کے مطابق) حملے میں ایک اہلکار شہید اور تین زخمی ہوئے، سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے ایک حملہ آور مارا گیا اور ایک نے خود کو دھماکے سے اڑایا۔ لیکن طالبان ذرائع کا کہنا ہے کہ تحریک طالبان کی استشہادی فورسز کے جوان کوئٹہ روڈ پر جارہے تھے کہ اچانک ناکہ لگائے ایگل اسکواڈ کے جوانوں سے سامنا ہوا، اس دوران تحریک طالبان کی استشہادی فورسز کے جوانوں نے واپسی کی کوشش کی، جبکہ ایگل اسکواڈ کے آٹھ موٹر سائیکل سواروں نے شک کی بناپر ان کا پیچھا کیا۔ جب دپٹی کمیشنر آفس کے قریب فدائین اسلام پھنس گئے، تو دو فدائین میں سے ایک موٹر سائیکل سے اترا، اسی دوران ایگل اسکواڈ (والوں) نے اسکو گھیر لیا، اس دوران استشہادی جوان نے فدائی حملہ کرکے سات ایگل اسکواڈ کے اہلکاروں کو جہنم رسید کیا، جبکہ دوسرا فدائی جوان بخیریت اپنے ٹھکانے پہنچ گیا۔

آپریشنوں پر آپریشنز کا سلسلہ ۲۰۱۹ء میں داخل ہوا

قمر دین ایف سی قلعہ پر میزائل حملہ:

آج دو جنوری ۲۰۱۹ء کو محسود مجاہدین نے قمر دین ایف سی سینٹر قلعہ پر پانچ میزائل داغے، جو قلعہ کے اندر جا لگے، جس سے قلعہ کے اندر سے آگ کا دھواں اٹھنا شروع ہوا، ہلاک شدگان اور زخمیوں کے بارے میں آزاد ذرائع سے تصدیق نہ ہو سکی۔

۱۲ جنوری کو باز محمد عابد پر حملہ:

۱۲ جنوری ۲۰۱۹ء کو فدائی حذیفہ نے اپنے رہبر کے بشمول جا کر باز محمد عابد پر قاتلانہ حملہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

یاد رہے! باز محمد عابد دہشتگردی کے نام پر لوگوں کو مجاہدین کے خلاف اکٹھا کر کے جلسے جلوس منعقد کیا کرتا تھا، اسی حملے سے ایک دوروز قبل دو دیگر سرکاری اہلکار بھی مارے گئے۔

کونڈ (ظوئے) میں گشتی پارٹی پر حملہ:

۲۴ جنوری ۲۰۱۹ء کو مجاہدین حلقہ محسود نے ایک کمین حملہ میں دو پاکستانی فوجیوں کو ہلاک کیا، جبکہ مجاہدین بعافیت اپنے مراکز پہنچ گئے۔





گُرگُرے میں بم دھماکہ:

جنوری ۲۰۱۹ء پاکستانی ٹی وی چینل جیو نیوز کے مطابق گُرگُرے میں بم دھماکہ ہوا، جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

گل کچ کندر خولہ میں جھڑپ:

مشال ریڈیو کے نمائندے (سیلاب محسود) کا کہنا ہے: ۴ فروری ۲۰۱۹ء کو ظہر کے وقت جنوبی وزیرستان کے علاقے گل کچ کندر خولہ میں فوج اور طالبان کے درمیان جھڑپ ہوئی، جو عصر تک جاری رہی، جس کے نتیجے میں تین طالبان ہلاک ہوئے، جبکہ ایک سیکورٹی اہلکار بھی ہلاک ہوا۔ جن کے نام یہ ہیں: وقاص، حیدر، محمد اللہ۔ آئی ایس پی آر نے بھی اسکی تصدیق کی کہ یہ کاروائی استخباراتی معلومات پر فوج نے کی۔ طالبان ذرائع کے مطابق تین مجاہدین ایک گھر میں روپوش تھے، کسی مخبر کی اطلاع پر اچانک فوج نے ان پر حملہ کیا، تینوں نے کئی گھنٹوں تک ڈٹ کر مقابلہ کیا، بالآخر تینوں حضرات نے جام شہادت نوش فرمالیا، شہدا کے نام یہ ہیں: حیدر عرف خنجری حلقہ ڈیلے، وقاص حلقہ مومی کڑم، سعید عرف خلیفہ حلقہ خیسورہ۔

سراروغہ شاخہ خیل رغزائی میں بم دھماکہ:

مجاہدین محسود کے ایم، ایس، جی کے جوانوں نے بمقام شاخہ خیل راغزائی سڑک کنارے ریموٹ بم نصب کیا، چند دن تک انتظار کی صورت میں بالآخر ایک فوجی گاڑی ۵ مارچ ۲۰۱۹ء کو ریموٹ کنٹرول کی زد میں آئی، جس کے نتیجے میں ۶ سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوئے اور مجاہدین خیریت سے اپنے مراکز پہنچ گئے۔

سپنکئی رغزائی (کلکلہ) میں فوج پر حملہ:

۷ مارچ ۲۰۱۹ء کو محسود مجاہدین (حلقہ سپنکئی راغزائی) کے ایم، ایس، جی کے جوانوں نے قریب بمقام کلکلہ لینک روڈ کے کنارے

ریموٹ بم نصب کیااور اس انتظار میں کہ کوئی اسلام دشمن سامنے آئے، آس پاس علاقے میں مجاہدین کمین گاہ میں بیٹھے منتظر تھے کہ اسی اثنا میں فوجی گاڑی موقع پر آپہنچی، مجاہدین نے پہلے پہل اسے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے نشانہ بنایااور ساتھ ہی گھات میں بیٹھے ایس، ایم، جی کے جوانوں نے ان پر فائرنگ شروع کی، بم دھماکہ میں باقی فوجیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔یوں گاڑی میں سوار پانچوں فوجی ہلاک ہوئے، جبکہ حکومت نے میڈیا سے یہ کاروائی چھپادی۔

بمقام زانگاڑا کمانڈر عصمت اللہ عرف کامران کی شہادت:

کامران بن رضا گوخان محسود مجاہدین میں مشہور شخصیت تھی، آپ کا تعلق حلقہ زانگاڑہ سے تھا، آپ صاحب جنوبی وزیرستان میں اقتصادی تشکیل پر گئے تھے، اسی سلسلہ میں آپ چند دن کیلئے گھر گئے تھے، چنانچہ کسی مخبر کی اطلاع پر ۱۰ مارچ ۲۰۱۹ء کو گھر سے واپسی پر راستے میں فوج نے اس پر حملہ کر کے شہید کیا۔انااللہ وانا الیہ راجعون۔

مقامی ذرائع کے مطابق تین سے زیادہ ملیشیا اہلکار آپ نے جوابی فائرنگ میں ہلاک کئے۔

کوٹکئی سے تحصیل دار اغوا:

۲۷ مارچ ۲۰۱۹ء کو جنوبی وزیرستان کے علاقے کوٹکئی میں سراروغہ کے تحصیل دار کیلئے کھانے کی دعوت کی گئی تھی، تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود کے ایس، ایم، جی کے نوجوانوں کو اطلاع ملتے ہی راتوں رات اس گھر کا محاصرہ کیا، اور تحصیل دار کی حفاظتی گارڈ کو اللہ کی مدد سے پہلے پہل اسلحہ کی نوک پر سرنڈر کیا، اور اس سے اسلحہ جمع کر کے تحصیل دار (گل داراز) کو اغوا کر کے محفوظ مقام پر منتقل کیا، اس کاروائی میں ایک گولی بھی نہ چلی۔

گومل مرتضیٰ سے ریاض میانی اغوا:

ضلع ٹانک کے علاقے گومل مرتضیٰ میں ڈپٹی کمیشنر ریاض میانی والدہ کی فوتگی کے موقع پر اپنے آبائی گاؤں آئے تھے، چنانچہ اس موقع پر موجود طالبان کے خفیہ ادارے ٹی،بی، آئی کے اہلکاروں نے تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود کے سپیشل فورس کو اطلاع دی، سپیشل فورس کے جوانوں نے ڈپٹی کمیشنر کے گھر پر چھاپہ مارا، مہمان خانے میں موجود افراد میں چھان بین کر کے ریاض میانی اوراسکے چچا ممتاز اور ممتاز کے بیٹے مدثر (جو ایف سی اہلکار ہے) اور اسکے خالہ زاد صدام کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ خفیہ مقام منتقل کر گئے۔

ڈیلہ میں بم دھماکے:

۱۴ مئی ۲۰۱۹ء کو جنوبی وزیرستان کے علاقے ڈیلہ میں مجاہدین نے فوج کے پانی کیلئے استعمال کے راستے میں ریموٹ بم نصب کیا۔ کافی انتظار کے بعد جب فوج کے تین اہلکار ایک گدھالیکر بم کی سیدھ میں آپہنچے تو مجاہدین نے نعرۂ تکبیر کہہ کر ان پر ریموٹ بم چلایا، جس کے نتیجہ میں بحمد اللہ تینوں سپاہی واصلِ جہنم ہوئے۔ جبکہ حکومت نے ایک سپاہی کی ہلاکت کی تصدیق کی۔ ٹھیک نو دن بعد ۲۳ مئی ۲۰۱۹ء کو ایک دفعہ پھر مجاہدین نے ایک اور ریموٹ بم حملہ میں فوج کے کئی اہلکاروں کو علاقہ ڈیلہ بمقام کائی واصل جہنم کئے۔

زنگاڑا میں جھڑپ:

۷ جون ۲۰۱۹ء کو جنوبی وزیرستان کے علاقے زانگاڑا میں طالبان اور فوجی جوانوں کا آمنا سامنا ہوا، طالبان کے ایس، ایم، جی فورس کے جوانوں کی فوج پر نظر پڑتے ہی ان پر فائر کھول دیا، جس کے نتیجے میں دو فوجی موقع ہی پر ہلاک ہوئے۔

لدھا میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ:

۱۱جون ۲۰۱۹ء کو جنوبی وزیرستان کے علاقے تحصیل لدھا(مشتہ) میں مجاہدین نے ملیشیا اہلکار پر ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے حملہ کیا، جس میں دو ایف سی ملیشیا اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے، جبکہ ان کے ساتھ فوج نواز سرنڈر طالبان کمانڈر جاوید محسود بھی جان کی بازی ہار گیا۔

۱۳جون ۲۰۱۹ء کو جنوبی وزیرستان کے علاقے پڑتیگے میں فرنٹیئر کور کے اہلکاروں پر تحریک طالبان حلقہ محسود کے ایم، ایس، جی کے جوانوں نے ریموٹ کنٹرول بم حملہ کرکے دو اہلکاروں کو جہنم واصل کیا۔

شوال مناڑہ میں فوج پر گھات حملہ:

۲۶جون ۲۰۱۹ء کو تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود سے تعلق رکھنے والے ایم، ایس، جی کے جوانوں نے شوال مناڑہ میں ایک فوجی گاڑی پر گھات لگا کر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں گاڑی میں سوار فوجی اہلکار جہنم واصل ہوئے، جبکہ اسی جگہ سڑک کے کنارے لگائے ریموٹ کنٹرول بم سے مدد کیلئے آنے والے فوجی اہلکاروں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔یوں دونوں حملوں میں کل تقریباً دس فوجی اہلکار مارے گئے۔

شوال پیر غر آسمان پنگہ میں فوج پر گھات حملہ:

۱۴جولائی ۲۰۱۹ کو شوال پیر غر آسمان پنگہ میں تین فوجی جوان پانچ گدھوں کو لیکر پانی لینے کیلئے راستے پر جارہے تھے کہ اچانک تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود سے تعلق رکھنے والے ایم ایس جی فورسز کے جوانوں نے گھات لگا کر ان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں تین فوجی بمع پانچ گدھوں کے مارے گئے۔جبکہ مجاہدین خیریت سے اپنے مراکز پہنچ گئے۔

شوال میں فوج پر گھات حملہ:

۲۷جولائی ۲۰۱۹ء کو شوال میں سات فوجی اہلکار ایک مورچہ سے دوسرے مورچہ جارہے تھے کہ راستہ میں تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود سے تعلق رکھنے والے ایم، ایس، جی کے جوانوں نے گھات لگا کر ان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے سات فوجی اہلکار موقع ہی پر ہلاک ہوئے۔اور ان سے مال غنیمت چار عدد جے تھری، دو عدد ایم، جی، ون اور کئی عدد مخابرے وصول کئے گئے۔

مانتوئی میں ریموٹ حملہ:

۲۰۱۵ء سے فوج کی جانب سے جنوبی وزیرستان کا علاقہ مانتوئی کلیر علاقہ سمجھا جاتا تھا، لیکن ہمت نہ ہارنے والے محسود مجاہدین بالآخر کئی سال بعد ۸/ اگست ۲۰۱۹ء کو تمام تر خطرات کو جھیلتے ہوئے علاقہ مانتوئی میں داخل ہوئے، جبکہ ساتھ ہی وہاں سڑک کنارے ایک ریموٹ بم بھی نصب کیا، جس سے ۱۰/ اگست ۲۰۱۹ء کو ایک فوجی گاڑی نشانہ بنایا۔موقع پر موجود مجاہدین کے ایم، ایس، جی کے جوانوں کا کہنا ہے کہ دھماکے کے بعد گاڑی سے کوئی بھی فوجی نہ اتر سکا، لیکن واضح ہلاکتوں کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ فوج نے ایک سپاہی کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔ دھماکے کے بعد فوج نے مانتوئی اور علاقہ بدر سمیت اڑوس پڑوس کے علاقوں کا سرچ آپریشن شروع کیا۔جس میں انہوں نے علاقے والوں پر بہت زیادہ تشدد کیا۔

لکی سر کے قریب بم دھماکہ:

شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان کی بونڈری لائن (برید) لکی سر کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے ایس، ایم، جی کے جوانوں نے فوج کے راستے پر ایک ریمونٹ بم نصب کیا اور قریب کے پہاڑوں میں گھات لگا کر انتظار میں بیٹھے رہے کہ اسی اثنا میں فوج کو پتہ چلا، جس کی وجہ سے مجاہدین نے کمین گاہ چھوڑ دی۔ جونہی فوج نے کمین گاہ کا محاصرہ کیا اور چند فوجی ریمونٹ کی سیدھ میں آئے تو مجاہدین نے ان پر ریمونٹ حملہ کر کے تین فوجیوں کو جہنم واصل کیا۔ اور مجاہدین خیریت سے اپنے مراکز واپس لوٹ آئے۔

کانیگرم میں حملہ:

۳۰ ستمبر ۲۰۱۹ء کو جنوبی وزیرستان کانیگرم میں ریمونٹ کنٹرول حملہ کیا گیا۔

جنتہ میں طالبان پر حملہ:

۱۵ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو جنوبی وزیرستان جنتہ میں عبد اللہ نامی مجاہد کے گھر پر فوج نے حملہ کیا، مقامی لوگوں کے بقول صبح نو بجے سے عصر تک لڑائی جاری رہی، جس میں تین سیکیورٹی اہلکار ہلاک ہوئے، جبکہ بالآخر مجاہد عبد اللہ کو زخمی حالت میں فوج گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔

جم جول برج ایف سی پیکٹ پر حملہ:

تحصیل سراروغہ کے علاقے جم جول برج ایف سی پیکٹ پر مجاہدین تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود نے مائن حملہ کیا، جس میں دو اہلکار سخت زخمی ہوئے، جبکہ اس کے چند بعد اسی تحصیل میں دوسرا ریمونٹ حملہ ہوا، جس کی تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں، انہی دنوں قمر دین کیساتھ ڈیورنڈ لائن پر بھی دو کاروائیاں ہوئیں، تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔

نقیب محسود کا سالگرہ:

۱۳ جنوری کو نقیب اللہ محسود کی شہادت کا ایک سال پورا ہوا، لیکن تا حال راؤ انور کو سزا نہیں ملی، جبکہ دوسری جانب ۲۶ جنوری ۲۰۱۹ء کو پی ٹی ایم بننے کا بھی ایک سال پورا ہوا، تا حال ان کے آئینی مطالبات نہیں مانے گئے، بلکہ الٹا خیسورہ میں ۱۳ جنوری کے بعد حیات وزیر کے گھر کی بے حرمتی کی گئی اور اس پر بس نہ ہوا، بلکہ ۲ فروری کو لورالائی میں پی ٹی ایم کا اہم رہنما ابراہیم ارمان لونی کو پی ٹی ایم کے آئینی مطالبات اور لورالائی میں امن وامان قائم کرنے کیلئے پر امن احتجاج کرنے کے جرم میں پولیس اور خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے مار مار قتل کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکستان میں اپنے آئینی حقوق کے مطالبات کی سزا جیل یا قتل ہے۔ پاکستانی اداروں کے جرائم کے مقابلے میں سراپا احتجاج پی ٹی ایم کے مظاہروں کو دبانے کیلئے پاکستانی اداروں نے ان کے بیسیوں کارکنوں کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا، یونہی پاکستان میں نقیب محسود کی سالگرہ منائی گئی۔

مسلمانانِ پاکستان کے نام
امیر تحریک طالبان پاکستان کا پیغام

الحمدالله والصلاة على رسول الله، وعلى آله واصحابه ومن والاه، اما بعد: فاغوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾

قابل صد احترام مسلمانان پاکستان بالعموم اور پشتون قوم بالخصوص !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ حضرات سے یہ بات مخفی نہیں کہ گذشتہ ۷۰ سالوں سے پاکستان کے تمام مسلمان اور بالخصوص پشتون قوم کو بین الاقوامی قوتوں نے اپنا ہدف بنا رکھا ہے، اور پاکستان نے تو پشتون قوم کو بالخصوص ظلم و زیادتی کے لئے چُن رکھا ہے، ہمارا دین، وطن اور تہذیب وتمدن سب کچھ ان ظالم حکمرانوں اور جرنیلوں کے ہاتھوں بُری طرح متاثر ہوا ہے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ کے لئے ہماری قومی شناخت بھی باقی نہیں رہنے دیں گے۔

میں قوم کے علماء کرام، مشائخِ عظام، اصحابِ قلم اور شعراء حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ خاموشی کے اس طلسم کو توڑ کر قوم، ملک اور لوگوں کے دین وایمان کی حفاظت کیجئے، قوم کی رہنمائی کیجئے۔ ہم آپ حضرات کے سامنے یہ حقیقت واضح کرتے ہیں کہ یہی وہ فوج ہے جو برطانیہ سے ہمیں وراثت میں ملی ہے، یہی وہ فوج ہے جو برطانیہ کے استحکام کے لئے قبائل کے نامور لیڈر ملا پیوندہ اور حاجی میرزا علی خان کیخلاف برسرپیکار رہی ہے، یہی وہ فوج ہے جو پشتون قوم کو تقسیم کرنے کے لئے ڈیورنڈ لائن کا باعث بنی، اور آج بھی اس خط پر خاردار تار لگانے کے ذریعے پختون قوم کو تقسیم کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے، جو کہ ایک غیر شرعی اور غیر فطری عمل ہے، جس کی وجہ سے پشتون حصوں میں بٹ گئے اور ان کی یکجہتی اور وحدت میں دراڑ آکر ان کی قوت پاش پاش ہوگئی اور یہ سب کچھ اس ناپاک اور سفاک دشمن نے اس لئے کیا تاکہ یہ غیر تمند قوم مستقبل میں اپنا تحفظ نہ کرسکے اور تاقیامت غلام رہے۔ اسی اساس پر یہ سفاک جرنیل اور حکمران افغانستان میں عدم استحکام کے خواہاں ہیں، جب بھی افغانستان میں امن وامان اور استحکام کی طرف مذاکراتی پیش رفت ہوتی ہے تو یہ ظالم اپنی شیطانی مکاریوں کے ذریعے امن کی خاطر کی گئی کوششوں کو صفر میں لا کھڑا کر دیتے ہیں۔

افغانستان میں امن وامان کے حوالے سے جو مصالحتی سرگرمیاں شروع ہیں اور جو کوششیں ہو رہی ہیں، ہم تہہ دل سے اللہ تعالیٰ سے دست بدعاء ہیں کہ ان تمام ترکاوشوں کو بار آور فرمائے اور افغانستان میں ایک مستحکم اور آزاد اسلامی ریاست وجود میں لائے۔

بہرحال! پاکستان کے اس سیاہ کردار کے عدم برداشت کی صورت میں چند سال پہلے قبائلی نوجوان سر پر کفن باندھ کر ایک مسلح شکل میں میدان میں اُترے، جنہوں نے ہزاروں شہداء کے عوض اس مکار فوج کو ناکو چنے چبوادئے۔ اور اس فوج کے مظالم کو قوم کے سامنے عیاں کیا، مگر اپنی مکاری کو پاک دامنی کا جبّہ پہنانے کیلئے ان سفاک حکمرانوں اور جرنیلوں نے تحریکِ طالبان کے ان سرفروش نوجوانوں پر غداری، انڈیا ایجنٹ جیسے ٹپّے لگانا شروع کئے اور قوم کے سامنے ان کی امیج کو گرانا شروع کیا، مگر یہ حکمران اور جرنیل اپنا اصلی ظالم روپ دنیا سے چھپا نہ سکے، حکمرانوں اور جرنیلوں کے مسلسل مظالم اور زیادتی کی تاب نہ لاکر ایک بار پھر پختون قوم کے نوجوان غیر مسلح شکل میں میدان میں اُتر آئے اور جوانوں کی یہ غیر مسلح جدوجہد آئین اور قانون کے دائرے میں ہونے کے باوجود فوج نے ان پر ملک

دشمن، انڈیا کے ایجنٹ جیسے الزامات لگانا شروع کئے۔ اور ان کو گرفتار کر کے ان پر تشدّد کرنا اور ان کو جان سے مارنا اپنے لئے روا سمجھا۔

اس صورتِ حال میں ہم پختون سیاست دانوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنی سیاسی قوت کو ان نوجوانوں کے حق میں استعمال کریں جو اپنی عزت، ایمان، قوم اور پختون وطن کے تحفظ کی خاطر اُٹھے ہیں۔ ہم تحریکِ طالبان ہر اس فرد اور جماعت کی حمایت میں ہیں جو دینِ اسلام، قوم و وطن کی خاطر جدوجہد میں مصروف ہو، اور اس ظالم سفّاک فوج کے خلاف بر سرِ پیکار ہو، اور اس مظلوم عوام کے آنسوں اور سسکیوں کا مداوا کر رہا ہو، اور ہر اس فرد اور جماعت کے خلاف ہیں جو فوج کا ساتھ دیکر پاکستان کے مظلوم عوام اور بالخصوص پختون کی عزت و آبرو لُٹانے کے درپے ہو، چاہے وہ پنجابی ہو، پٹھان ہو، سندھی ہو، یا بلوچ۔

ہم پاکستان میں نافذ باطل جمہوری نظام کے خلاف ہیں اور اپنے آباءواجداد سے ملی قبائلی روایات، رسم ورواج اور اپنی قبائلی تشخص اور آزادی کو اپنا میراث سمجھتے ہیں، لہٰذا ہم قبائلی علاقے کو جمہوریت میں ضم کرنے کے بالکل خلاف ہیں اور کسی بھی صورت اس انضمام کو برداشت نہیں کرسکتے ہیں، جس میں خیسور جیسے ناقابل برداشت واقعات رونما ہوتے ہیں، جس میں پشتون قبائل کی عزت و غیرت کو بری طرح پامال کیا جاتا ہے۔ اور یہ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے، اس طرح کے اور بھی کئی واقعات ہوے ہیں، مگر یہ واقعہ پہلی بار منظرِ عام پر آیا۔ پاکستانی جمہوری سازشیں مسلسل قبائلی عورتوں کو گھروں سے باہر نکالنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں، جو کہ پشتون روایات اور اسلام کے منافی ہے۔

بعض اوقات پختون سیاست دان یا دیگر افراد سیکیورٹی اداروں کی حمایت کرتے ہوے تحریک کے نرغے میں آجانے کے بعد شکایت کرتے ہیں کہ تحریک والے بھی پختون قوم کے پیچھے لگے ہوے ہیں، حالانکہ ہم کسی بھی قوم کے دشمن نہیں ہیں۔ ہاں! جو بھی اس بے حیاء فوج کی دوستی میں ہمارے سامنے آئے گا وہ ہمارے نشانے پر رہے گا، لہٰذا ہم پاکستان میں موجود تمام اقوام سے درخواست کرتے ہیں کہ افواجِ پاکستان کے مظالم سے ہم میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہیں، تمام اقوام کے جگر گوشوں کو ابدی نیند سلا کر ان کو زخمی کیا ہے اور آئندہ کیلئے بھی ہم نے اگر اس کرائے کی قاتل فوج سے نجات کا کوئی راستہ تلاش نہیں کیا تو یہ ظالم فوج ہم میں سے کسی کو بھی جینے کے قابل نہیں چھوڑے گی، لہٰذا بروقت اس کرائے کے قاتل کے خلاف اقدام کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ ہمارا مشاہدہ ہوا ہے کہ یہ اُجرتی قاتل کسی بھی قوم کو اپنی عزت و آبرو، اور اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر مسلح اور غیر مسلح کسی بھی قسم کی جدوجہد کرنے نہیں دیتی ہے، لہٰذا پاکستان کے تمام مسلمانوں سے اور پختون قوم سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ تحریکِ طالبان کا ساتھ دیکر اس مردود فوج سے نجات حاصل کیجئے، یا کم از کم اس ظالم فوج کے خلاف دل میں نفرت اور بغض تو ضرور رکھیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قبائل کی آزاد حیثیت سے کیا مراد؟

چونکہ پاکستان میں ہمارا جہادی موقف "دین، ایمان، عزت و آبرو سے دفاع اور قبائل کی آزاد حیثیت کو دوبارہ بحال کرنا" ہے، لہٰذا قبائل کی آزاد حیثیت کی تھوڑی سی تشریح کئے دیتے ہیں کہ قبائل کی آزاد حیثیت سے ہمارا کیا مقصد ہے۔

قبائل، ہندوستان اور پاکستان کی سرحد پر صدیوں سے رہ رہے تھے، مگر ان کو اتنی تاریخی اہمیت حاصل نہیں تھی۔ ان کی تاریخی اہمیت کا آغاز اس وقت سے ہوا جبکہ برطانیہ نے ہندوستان پر قبضہ مضبوط کرنا چاہا، اور دوسری طرف روس سینٹرل ایشیاء میں مسلم ریاستوں پر قبضہ کر رہا تھا، تو ۱۸۳۹ء کو برطانیہ نے اس خدشے کے تحت حملہ کیا کہ کہیں روس افغانستان پر قبضہ نہ کرلے، جس کا اثر براہ راست ہندوستان

میں برطانیہ کی حکومت پر پڑے گا۔ انگریز کے اس حملے کے نتیجے میں غلزئی قبیلے نے جہاد کا اعلان کیا، نتیجے میں برطانیہ نے عبرت ناک شکست کھائی۔

قبائل کیساتھ انگریز کا براہ راست آمنا سامنا اس وقت ہوا جب ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے پنجاب میں سکھوں کی حکومت ختم کر کے پنجاب کو اپنی حکومت میں ملا دیا، اب انگریز اور قبائل آمنے سامنے ہوئے، ۱۸۳۹ء سے ۱۸۹۳ء تک بہت سارے مبارزے ہوئے، بند بارڈر پالیسی، فارورڈ پالیسی عمل میں لائی گئی، مختصراً ۱۸۹۳ء میں امیر عبد الرحمٰن اور انگریز کے درمیان سرحد کا معاہدہ ہوا، جیسے ڈیورنڈ کا معاہدہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے کے تحت افغانستان اور پاکستان کے درمیان ایسی سرحد قائم کر دی جس نے قبائل کو دو حصوں میں تقسیم کیا، اس طرح قبائل اور انگریز کے درمیان جہاد کی نئی لہر شروع ہوئی۔

۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۰ء تک وزیرستان، خیبر، مہمند کے علاقوں میں جنگیں شروع ہو گئیں، جن سے تنگ آکر انگریز نے ایک نئی پالیسی کا اعلان کیا، اس پالیسی کے تحت قبائل کی آزاد حیثیت کو مان لیا گیا اور یہ طے ہوا کہ قبائل اپنے قانون کے تحت ہی معاملات طے کریں گے اور انگریزوں کا بندوبستی نظام قبائل میں نافذ نہیں کیا جائے گا، اس کے عوض انگریزوں کو افغانستان تک کے راستے کی رسائی دی جائے گی، انگریز قبائل کیساتھ اپنے پولیٹیکل ایجنٹ کے واسطے سے رابطے میں رہے گا۔ اس معاہدے کو معاہدۂ گندمک بھی کہا جاتا ہے۔

اس معاہدے کی تفصیل "فقیر ایپیؒ" کے سجادہ نشین امیر نیاز علی خان کی تفصیلی انٹرویو میں یوں مذکور ہے:

سوال: ۱۹۹۷ء میں پہلی بار قبائل کو بالغ رائے دہی کا حق دیا گیا، اس کے پسِ منظر کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب: ایک عرصہ سے بعض قبائلی افراد جو اضلاع میں آباد ہیں اور مختلف مذہبی اور سیاسی پارٹیوں سے منسلک ہیں حکومت سے برابر یہ مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ قبائلوں کو بالغ رائے دہی کا حق دیا جائے، اور قبائلی نظام میں تبدیلی اور چالیس ایف سی آر کو ختم کیا جائے وغیرہ، تو دوسری طرف وہ قبائل جو ایجنسیوں میں آباد ہیں اس مطالبے کے خلاف تھے۔ اس لیے کہ ان کو یہ فکر لاحق تھی کہ اگر قبائلی نظام میں کوئی تبدیلی لائی گئی تو لازماً تمام نظام میں ردوبدل ہو گا، جس سے قبائلی عوام کیلئے بہت سے مشکلات پیدا ہوں گی، وہ معاہدہ جو پشاور میں حکومتِ برطانیہ اور قبائل کے درمیان ہوا تھا اور وہ معاہدہ جو برطانیہ اور افغان حکومت نے گندمک کے مقام پر کیا تھا اور آخری وہ معاہدہ جو ۱۹۴۷ء میں محمد علی جناح نے بھی منظور اور تجدید کیا تھا اس کی خلاف ورزی ہو گی۔

برطانوی وفد اور قبائلی جرگے کے درمیان پشاور میں ہونے والی صلح کی چند شرائط!

انگریز وفد نے قبائلی جرگے سے یہ سوال کیا تھا کہ قبائل تخمیناً چھ سو سال کے طویل عرصے سے مسلم اور غیر مسلم حکومتوں سے لڑتے چلے آرہے ہیں، آخر اس کی وجوہات اور اسباب کیا ہیں؟ تاکہ اس کا حل تلاش کریں۔ اس سوال پر قبائلی جرگے نے ذیل دلائل اور شرائط پیش کئے:

تخمیناً دو سو سال افغان مسلم حکومتوں سے اس بناء پر اختلاف رہا کہ وہ فارسی زبان میں ایران کا مخلوط قانون نافذ کرنا چاہتے تھے جو کہ ہمارے مذہب، رواج، زبان کے ساتھ ساتھ آزادی کے خلاف تھے۔ اس طرح جب ترک اور مغل مسلم بادشاہوں نے ہندوستان پر حکومت قائم کی انہوں نے بھی قبائل پر ہندوستان کا مخلوط قانون نافذ کرنا تھا، وہ بھی ہمارے مذہب، رواج اور آزادی کے خلاف تھا۔ یہ حکومتِ برطانیہ انگریزی زبان میں یورپ کا قانون نافذ کرنا چاہتی ہے، جو کہ ہمارے مذہب، رواج، زبان اور آزادی کے خلاف ہے، لہٰذا یہ

بھی ہمیں قبول نہیں۔جب تک کوئی مسلم یا غیر مسلم حکومت قبائل کی ذیل شرائط قبول نہیں کر لیتی ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔

برطانوی وفد نے قبائلی جرگہ کے تمام دلائل غور سے سنے، بالآخر مندرجہ ذیل شرائط پر تحریری معاہدہ کیا گیا:

۱) ہمارے مذہب اسلام میں کوئی مداخلت نہیں ہو گی۔

۲) قبائلی روایات اور رواج کے مطابق عمل ہو گا۔

۳) قومی تقسیمات، قبائلی جائیداد روایات کے مطابق ہو گی۔

۴) قبائل کی جداگانہ اور آزادانہ حیثیت برقرار رہے گی۔

۵) قبائل کو غیر مشروط مراعات دی جائیں گی، کیونکہ وہ پانچ سو میل لمبی سرحدات کا تحفظ کر رہے ہیں۔

۶) قبائلی میں اسلحہ سازی، خرید و فروخت اور تجارت پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہو گی۔

۷) تمام قبائلی علاقہ دشوار گزار پہاڑوں اور خشک زمین پر مشتمل ہے، کارخانے یا روزگار کے مواقع نہیں ہیں، اس لئے مالیہ اور ٹیکس سے مستثنیٰ ہو گا۔

۸) قبائلی علاقے میں لوگوں کی رضامندی سے روڈ اور دیگر تعمیرات کی جائیں گی، اور رضامندی کے بعد قیمت یا دیگر مراعات دی جائیں گی۔

۹) پولیٹیکل ایجنٹ کسی قبائل پر جرم عائد کرنے اور گرفتار کرنے سے پہلے رواجی جرگے سے رجوع کریگا، وغیرہ۔

مذکورہ معاہدے پر دونوں فریق ۱۹۴۷ء تک عمل کرتے رہے۔اس دوران کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔پاکستان کی آزادی کے بعد جناح نے قبائلی جرگے سے مشورہ لیا اور قبائلی جرگے نے سابقہ معاہدہ برقرار رکھنے کا مطالبہ کیا، جو کہ جناح نے منظور کر لیا، اور یقین دلایا کہ قبائل کے مشورے کے بغیر کوئی تبدیلی نہیں لائی جائے گی۔

جناح کے وفات کے بعد ۲۵ سال تک اس معاہدے پر عمل ہوتا رہا۔بعد میں پولیٹیکل آفسران نے بعض نقاط میں اپنی طرف سے تبدیلی لائی، جس سے قبائل کو مختلف شکایات پیدا ہوئیں، اس کے خلاف قبائلی مشران نے وقتاً فوقتاً مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو اگاہ کیا، لیکن اب تک کسی نے غور نہیں کیا۔

جنرل عالم جان محسود کی انٹریو:

سوال: جنرل صاحب! قبائلی عوام کے نمائندے یا ملکوں نے کس بنیاد پر پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا؟

جواب: قبائلی عوام اور قائد اعظم کے درمیان مفاہمت کی بنیاد یہ تھی کہ علاقے کے دفاع اور تعمیر و ترقی کی ذمہ داری پاکستان پر ہو گی۔ داخلی طور پر یہ علاقہ خود مختار رہے گا، اور یہاں پاکستان کا قانون لاگو نہیں ہو گا، یہاں کے لوگوں پر کسی قسم کا ٹیکس بھی لاگو نہیں ہو گا۔

برطانیہ کے خلاف لڑنے والے مجاہد اعظم "ملا پیوندہ صاحب" کے مطالبات:

یہاں پر یہ بات سمجھنے کی ہے کہ ۱۸۹۳ء سے ۱۹۱۳ء تک یعنی ۲۰ سال تک اس مجاہدِ اعظم نے سینکڑوں آدمیوں کا خون بہایا، وزیرستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، آخر حضرت صاحب نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ آپ کیا چاہتے تھے؟ کس چیز کے دفاع میں آپ

سرگردان رہیں؟ کیونکہ لڑائی کو پرکھنے کا معیار مقصدِ عظمیٰ ہوتا ہے۔ تو اس تناظر میں ایک تو یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے حضرت صاحب کے ۲۰ سالہ جہاد کا مقصد توڑ مروڑ کر بیان کریں اور ایک یہ کہ ہم میدان کارزار میں برسرِپیکار مجاہد کی زبانی معلوم کریں کہ ان سربازوں نے اپنا قیمتی خون کس مقصد کی خاطر قربان کیا؟

آیئے! ان ہی کی زبانی تاریخ کے اقتباسات پیش کرتے ہیں:

۱) ملا پاوندہؒ اور بروس ملکوں کی ملی بھگت کو دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ اس نازک صورتِ حال میں پل کی غفلت صدیوں کی تاریکی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے، لہٰذا انہوں نے "بروس" کے نام دھمکی آمیز خط لکھا:

"اگر جان کا امان چاہتے ہو تو وزیرستان اور محسود کی مٹی میں پیش قدمی کی کوشش ترک کرو اور قیدیوں کو رہا کرو"۔

۲) وانہ کیمپ پر شب خون مارنے کے بعد ملا پاوندہؒ نے کانیگرم سے بروس کے نام خط لکھا:

"ہم حکومت کے خلاف اس وقت تک مسلّح جدوجہد جاری رکھیں گے جب تک پشاور جیل سے پانچ قیدیوں کو رہا نہ کرے اور حکومت تحریری طور پر یہ ضمانت فراہم نہ کرے کہ محسود علاقہ پر قبضہ نہیں کیا جائے گا۔

۳) ملا صاحب نے ڈیرہ کمیشنر کو مشورہ دیا کہ وہ ملکوں کی بات پر یقین نہ کرے، چونکہ اپنے علاقے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور یہ کہ کرم سے گومل تک مسلمانوں کا علاقہ ہے، اس میں غیر ملکیوں کیلئے داخلے کی کوئی گنجائش نہیں۔

۴) افغانستان ہجرت کے دوران انہوں نے امیر کابل سے کہا کہ ہم انگریز کے زیرِسایہ نہیں رہنا چاہتے، اور انگریز سے اپنا علاقہ واپس لینا چاہتے ہیں، اور امیر کابل کی ملاقات کے دوران ان پر یہ بھی واضح کیا کہ ہم فرنگی کی رعایا نہیں ہیں، مسلمانوں کے بادشاہ کی حیثیت سے اگر آپ ہماری مدد کریں تو ہم فرنگی کے خلاف آخری دم تک لڑنے کیلئے تیار ہیں۔

۵) افغانستان سے وزیرستان واپسی پر ۱۱/ اکتوبر کو آپ نے پولیٹیکل آفیسر "گرانٹ" کے نام خط میں یہ بات واضح کی کہ "میں چاہتا ہوں کہ وزیرستان میں اسلام دشمنی کے باعث تشدد کا سلسلہ بند کیا جائے اور پہاڑی علاقہ پر صرف میرا ہی قبضہ رہے، اس سلسلے میں قبائل کیساتھ میرے رابطوں پر حکومت شک وشبہ نہ کرے اور یہ کہ (اورگون) میں سات ہزار "۷۰۰۰" قبائل نے قرآن شریف پر میرے ساتھ حلف اٹھایا ہے کہ اگر وزیرستان میں انگریز قلعے تعمیر کرنا چاہے تو ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ اس لیے ہمارے علاقہ میں پیش قدمی سے گریز کیا جائے۔

۶) آپ قبائل کے مابین تنازعات کو ختم کرنے اور افغان حکومت کیساتھ پائیدار تعلق اور امداد کی بدولت قبائل میں مثالی اتحاد قائم کرنے کے خواہاں تھے۔

مجاہد کبیر فقیر ایپیؒ (حاجی مرزا علی خان) کے فرنگی کیساتھ صلح کی شرائط:

اورگون کے فرقہ مشر پیر محمد نے مشہور مجاہد موسیٰ خان عبدلائی کو افغان صدر اعظم محمد ہاشم کا ایک خصوصی خط پہنچایا، جس میں لکھا تھا کہ

"ہم نے حکومتِ ہند کو مسعود، وزیر قبیلوں کے ساتھ پشتون ولی، پت، اور ننگ کے عین مطابق صلح کرنے پر راضی کیا ہے، اس لیے آپ کو بھی چاہئے کہ گوریلہ کاروائیوں سے گریز کریں، تاکہ مستقبل میں پائیدار امن کا قیام روبا عمل لایا جاسکے۔ افغان حکومت نے آپ لوگوں کیلئے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، اس لیے آپ افغان حکومت کی ہدایات پر عمل کریں، تاکہ فرنگی حکومت کے سامنے ہم شرمندہ نہ ہوں"۔

موسیٰ خان نے لالمنزے میں فقیر ایپیؒ کیساتھ ملاقات کی اور آپ کو اپنے ہاں مندیچ میں آنے کی دعوت دی۔ ۱۴/ اگست کو فقیر

ایپیؒ نے اوبلاق کے مقام پر نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد ایک ہزار مجاہدین کو جہاد پر زور دار خطبہ دیا۔۱۶/ اگست کو شوال میں چار ہزار (۴۰۰۰) قبائل کا اجتماع ہوا، جس میں فقیر ایپیؒ اور موسیٰ خان کے علاوہ فضل دین، شیوہ فقیر، سدے خان، عبداللہ خان وزیر اور ملک حیات بھی شامل ہوئے۔ طویل مذاکرات کے بعد فقیر ایپیؒ کو فرنگی کیساتھ صلح کرنے کیلئے شرائط طے کرنے کا اختیار دیا گیا۔ انہوں نے مولانا ظاہر شاہ کے ہاتھ مندرجہ ذیل شرائط لکھ دیں:

۱: اسلام بی بی کو دوبارہ مسلمانوں کے حوالہ کیا جائے۔

۲: فرنگی مستقل طور پر وزیرستان سے نکل جائے۔

۳: جہاد کے دوران قید کیے گئے تمام قیدیوں کو رہا کیا جائے۔

آپ نے ان شرائط کو ظاہر شاہ تک پہنچانے کیلئے خلیفہ غازی مرجان، تحویل دور، مولانا ظاہر شاہ، قاضی امیر شاہ اور محمد اکبر خان پر مشتمل وفد کابل بھیجا۔ آخر میں آپ گھوڑے پر سوار ہو کر جلسہ میں موجود قبائل سے خطاب کرتے ہو کہا کہ اگر فرنگی حکومت قبائلیوں کے ساتھ مذہبِ اسلام اور شریعت کے مطابق معاملہ طے کرنے پر راضی ہو تو صلح ہو سکتی ہے، ورنہ بحیثیتِ مسلمان ہم فرنگی حکومت کی بھرپور مخالفت جاری رکھیں گے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ان حضرات نے بیوی، بچوں، جان ومال، گھر بار، ہر قسم کی قربانی پیش کر کے ہمیں ایک ایسا آزاد اور خود مختار علاقہ فراہم کیا جس میں ہمارا دین ومذہب، تہذیب وتمدن، رسم ورواج، ہر چیز محفوظ ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ آزادی اور خود مختاری ہی وہ بنیادی چیز ہے جس پر باقی تمام چیزیں موقوف ہیں۔

ایک جگہ مدنیؒ آزادی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہندوستان کی آزادی کی اشد ضرورت اور اس کی انتہائی جدوجہد کی فرضیت جو کہ تحریکِ خلافت کے وقت بلکہ اس سے پہلے سے آپ کے سامنے لائی گئی ہے، اس کے ساتھ تیرہ وتاریک محکومیت کے واقعات جو پیش کئے گئے ہیں اس کے بعد میں پوچھتا ہوں کہ کیا اب بھی کسی صاحبِ دین ودل اور صاحبِ غیرت کو اس میں شبہ کرنے یا گفتگو کرنے کا موقع باقی رہ جاتا ہے کہ یہ آزادی کی جدوجہد انتہائی ضروری ہے، ایسی غلامی میں نہ مذہب محفوظ ہے، نہ زندگی۔ نہ رفاہیت وامن ہے، نہ خوشحالی۔ نہ جماعتوں کیلئے زندگی ہے، نہ افراد کیلئے"۔

جناب حکیم محمود احمد ظفر "علماء میدان سیاست میں" میں فرماتے ہیں:

"اصل بات یہ ہے کہ اس فتویٰ پر تمام جیّد علماء اتفاق کار ہا جو مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے دیا تھا کہ "ہم ہندوستانی ہیں۔ ہندوستان ہمارا وطن ہے، سات سمندر پار انگریز تجارت اور سوداگری کی غرض سے یہاں آئے، حکومتِ ہند نے ان کو تجارت کی اجازت دی۔ ان غیر ملکیوں نے غیر ملکی رہتے ہوئے رفتہ رفتہ ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ یہ قبضہ بالجبر ہے۔ کہ اس بیرونی طاقت سے وطن عزیز کو آزاد کرائیں۔"

اس نظریے کی بنیاد پر جب فوجیں برگشتہ ہوئیں اور وطن کو آزاد کرانے کیلئے انہوں نے جان کی بازی لگادی، تو اب اس واضح مقصد کیلئے کسی فتوے کی ضرورت نہ تھی۔ مختصر یہ کہ فتوے پر دستخط کسی مرعوبیت کی وجہ سے نہ تھے، بلکہ ہر ایک نے سوچ سمجھ کر بحث وتمحیص کے بعد دستخط کئے۔

غلامی سے آزادی ہر قوم کا بنیادی حق ہے:

حقیقت یہ ہے کہ غلامی کی زندگی سے آزادی حاصل کرنا ہر ایک کا بنیادی حق ہے اور جو قوم کسی دوسر قوم کو غلام بناتی ہے قرآن کریم نے اس کو طغیان اور سرکشی اور بغاوت سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم ملا ﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى﴾ ترجمہ: فرعون کے پاس جا وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔

اس آیت میں غلام سازی کو طغیان کہا گیا، جو موردِ قہر عذاب خداوندی ہے۔ دوسری بات اس آیت سے یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غلامی بھی قابل نفرین شے ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ غلامی قوموں کیلئے بے عزتی اور بے حمیتی کی جڑ ہے۔ (علماء میدانِ سیاست میں / ص ۲۲۵، ۲۲۶)

اب آتے ہیں پاکستان کے خلاف جاری جنگ میں اپنے موقف کی طرف کہ ہم قبائل کی وہی مسلّم آزاد حیثیت چاہتے ہیں، جس کو برطانیہ نے قبائلی وفد کے ساتھ پشاور میں ستانوے سال (۹۷) لڑائی کے بعد تسلیم کیا تھا۔ جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اور اسی طرح جو حیثیت ملا پاوندہؒ کے خطوط سے واضح ہوتی ہے، جس کو انہوں نے بروس کے نام لکھے ہیں۔ اسی طرح حاجی مرزا علی خانؒ کے مطالبات سے جو حیثیت واضح ہوتی ہے۔ کیونکہ قبائل اپنی مسلّم شدہ معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے رسم ورواج، کلچر اور آزاد حیثیت کے تحت جی رہے تھے کہ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا، نتیجے میں قبائل نے پاکستان میں موجود تمام مکاتبِ فکر کے علماء بشمول تمام عوام کے مذہبی جنون اور فتوؤں کے نتیجے میں اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر امریکہ کے خلاف لڑنے لگے۔ اور پاکستان حکومت کا بھی اس میں بہت بڑا کردار رہا اور دوغلی پالیسی اختیار کی۔

بالآخر امریکہ کو جب قبائلی سرزمین سے اپنی شکست یقینی نظر آئی تو پاکستان پر قبائلی علاقے میں آپریشن کرنے کیلئے دباؤ ڈالنا شروع کیا، جس کے نتیجے میں پاکستان نے قبائلی علاقوں میں آپریشن شروع کیے، قبائل نے ردِ عمل اور پانچ سو (۵۰۰) علماء کے فتوے کے نتیجے میں پاکستان کے خلاف لڑنا شروع کیا، ظالم وجابر پاکستان سے اپنی عزت، جان، مال کا دفاع کیا، پاکستان نے سب قبائل کو اپنے وطن سے بے دخل کیا اور قبائل کے گھر بار تمام چیزوں کو آگ لگا دی۔ ان کی جان، مال، عزت و آبرو کا ستیاناس کیا۔ پاکستان ہماری مسلّم آزاد حیثیت کو ختم کرکے ہمیں جمہوری نظام میں جکڑ کر غلام بنانا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہم پاکستان کے خلاف اس وقت تک لڑیں گے جب تک ہماری وہی آزاد حیثیت دوبارہ تسلیم نہ کرے، اور ہمارا علاقہ خالی نہ کرے، کیونکہ ہماری تمام چیزوں کا تحفظ اسی آزاد حیثیت پر موقوف ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

حکومتِ پاکستان اور اس کی فوج، روس و فرنگی کے نقش قدم پر:

پاکستانی فوج نے جس طرح فرنگی کا وہ خواب شرمندہ تعبیر کیا جس کیلئے فرنگی نے قبائل میں ۹۷ سال پر محیط جنگ لڑی، لیکن وہ کامیاب نہ ہوا، بالآخر ۳۱ مئی ۲۰۱۸ کو قبائلی پٹی پاکستانی فوج اور سول حکومت کی ۱۴ سال کی لڑائی کے بعد صدر ممنون حسین کے دستخط کے بعد باقاعدہ طور پر خیبر پختون خواہ میں شامل کی گئی۔ اس مقصد کیلئے پہلے پوری قبائلی پٹی پر ایک بار سخت جنگ مسلط کی، تاکہ قبائلی عوام ایک بار اپنے علاقے سے بے دخل ہوں اور دوسرے نیم برہنا معاشروں میں کئی سال تک خلط ملط ہونے کی صورت میں قبائلی نظام اور آزاد طرز معاشرت سے عاری ہو جائیں، تو بعد میں انہیں وطن واپسی کی اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، مارچ ۲۰۰۴ء سے یہ سلسلہ شروع ہوا جو یکم جنوری ۲۰۱۹ میں داخل ہوا، کئی بار قبائل کی واپسی کی ڈیڈ لائن مقرر ہونے کے باوجود تاحال کسی بھی ایجنسی کے مہاجرین کی واپسی مکمل

نہیں ہوئی۔

۲۹جون۲۰۱۸ء کو ایک بار پھر حکومتِ پاکستان نے یہ اعلان کیا کہ رواں سال کے آخر تک فاٹا کے تمام متاثرین کی واپسی کی جائے گی۔ یہی مقصد فرنگی کا تھا جو پورا نہ ہوا اب اسکے حواری پورا کر رہے ہیں۔ اور قبائل میں قبائلی نظام اور آزاد طرز معاشرت کے بدلے اب انہیں ایک کفری نظام دینا شروع کیا اور ساتھ قبائل میں موجود اسلامی مدارس پر بدستور پابندی ہے اور بالخصوص جنوبی وزیرستان میں تمام اسلامی مدارس زمین بوس کیے گئے ہیں۔ فوج کے ظلم وستم اور بربریت کی وجہ سے نہ تو علماء اور نہ ہی عوام اس مجرمانہ فعل پر آواز اٹھاسکتے ہیں۔ تقریباً ۹۷ سال قبل یہی طرز عمل روس نے تاجکستان، قازقستان، ترکمانستان، ازبکستان وغیرہ پر حملے کے بعد اختیار کیا اور برطانیہ نے برصغیر (پاک وہند) پر حملے کے بعد اختیار کیا۔

چنانچہ دونوں استعماری طاقتوں نے بڑی تیزی سے کامیابی حاصل کی، لیکن روس کامیابی کے چند ہی سال بعد شکست فاش سے دوچار ہوا، اور برطانیہ ابھی تک کامیابی کے مزید مراحل طے کرنے میں سرگرم نظر آرہا ہے۔

اب سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ روس کی شکست کا سبب کیا تھا؟ اور برطانیہ کی کامیابی کا راز کیا ہے؟

روس نے ۱۹۲۱ء میں تمام مقبوضہ علاقوں میں عربی اور فارسی رسم الخط پر پابندی لگادی کہ اب سے الف بے کے بجائے ABC لکھی جائے گی اور عربی وفارسی کی تمام کتب جمع کرکے جلادیئے، تاکہ آنے والی نسل دین کے سرچشموں سے مکمل نابلد وبے خبر رہے۔

یہ کام انہوں نے اس وجہ سے تاکید کے ساتھ انجام دیا کہ ان مقبوضہ علاقوں میں دینی کتب عربی اور فارسی میں محفوظ تھیں، اب جب عربی اور فارسی پر پابندی عائد ہوئی تو اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلا ہے کہ لوگوں پر دینی انحطاط شروع ہوا۔ بیس (۲۰) سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ۱۹۴۱ء میں روس نے جب دیکھا کہ اب دینی خصوصیات وعقائد ABC کے رسم الخط میں شائع ہونے اور محفوظ ہونے شروع ہوے تو ایک اور امر صادر کیا کہ آج کے بعد یہ رسم الخط بند ہے، لاطینی روسی زبان میں کتب ورسائل لکھے جائیں گے۔

روس کے اس طرزِ عمل سے ہر مسلمان واقف تھا کہ رسم الخط کی تبدیلی سے ان کا مقصودِ اصلی کیا ہے؟ (یعنی دینی عقائد وخصوصیات کو یکسر مٹانا)

چنانچہ بہت ہی مختصر عرصہ میں کہ ایک موجودہ نسل ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی کہ روس افغانستان میں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر شکست فاش سے دوچار ہوا، اور تمام مقبوضہ علاقے ان کے استعمار سے کافی حد تک آزاد ہوگئے، اور کسی حد تک مسلمانوں نے عربی اور فارسی کو دوبارہ فروغ دیا۔

بخلاف برطانیہ کے کہ انہوں نے بزورِ ڈنڈا عربی فارسی اور اردو پر پابندی عائد نہیں کی، بلکہ نہایت مکروفریب اور چالبازی سے کام لیا کہ ایک جانب سرکاری زبان کو انگریزی بنادیا، دوسرے نمبر پر اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے انگریزی شرط قرار دی، تیسرے نمبر پر انگریزی دان حضرات کے لئے بڑے بڑے مناصب کا اعلان کیا۔

اور دوسری جانب نہایت چالاکی سے لوگوں کو کھانے کے ایک ایک ٹکڑے کا محتاج بنادیا اور جاہ وعزت ان سے چھین لی۔ اب اگر کوئی جاہ وعزت چاہتا ہے، معاشی وسائل چاہتا ہے، تو یہ سب کچھ صرف ایک ہی دروازہ سے ان کو ملے گی اور وہ دروازہ مغربی تعلیم کا دروازہ ہے۔

اب پاکستان اسی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ پاکستان کے اس طرزِ عمل سے قبائلی مسلمان واقف ہیں کہ پاکستانی فوج کی اس تبدیلی سے

مقصودِ اصلی کیا ہے؟ (یعنی دینی عقائد و خصوصیات کو یکسر مٹانا) لیکن مجبوری کی وجہ سے آواز نہیں اٹھاسکتے، پاکستانی فوج کا یہ طور طریقہ روسی فوج جیسا ہے، ان شاء اللہ انجام بھی روسی فوج جیسا ہو گا۔

اب کچھ مغربی تعلیم کے بارے میں انہی کے قلم سے اور اکابر علماء دیوبند کے قلم سے پڑھئے۔

(مغربی تعلیم "مغربی مفکرین اور علمائے دیوبند" کی نظر میں)

مقاصد تعلیمِ غربی:

اولاً ہم یہ مقاصد اجمالاً ذکر کرتے ہیں۔ ثانیاً یہ مقاصد اِن کے بانیان اور علمائے حق سے تفصیل کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

یہ ادارے کفری اور مغربی مقاصد کی تکمیل کر رہے ہیں:

الف: اہل مغرب نے خود ان اداروں کے کیا مقاصد بتائے ہیں؟

۱- بقول لارڈ میکالے (جو برصغیر میں اس نظام کا بانی مبانی ہے):

ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان ترجمانی کے فرائض انجام دیں۔ اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی ہو، مگر مذاق اور رائے اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔

(مولانا یوسف لدھیانوی شہید، معاشرتی بگاڑ ۲۵۵، مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، بانی دارالعلوم دیوبند، ص:۲۴)

۲- چیریل بنارڈ (جو زلمی خلیل زاد کی بیوی ہے، اور اسلام دشمن متعصب صلیبی مفکرہ ہے، جو امریکہ کے لیے دوسروں کی معاونت سے خارجہ اور دفاعی منصوبے بناتی ہے) کہتی ہے:

ڈیموکریٹ اسلام الزامی شکل میں پڑھانا۔ (یعنی نصاب کا حصہ بنا کر لازماً پڑھانا) تاکہ کوئی بھی مغربی تعلیم یافتہ صاحب اس ڈیموکریٹ اسلام سے بچ کر نہ نکلے۔ (سول ڈیموکریٹ اسلام)

آیندہ نسل آسانی سے متاثر کیا جاسکتا ہے، اگر جمہوری اسلام کا پیغام سکول کے نصاب اور عوامی میڈیا میں شامل کیا جائے تو سخت بنیاد پرست تعلیم پر اثر ورسوخ حاصل کرنے کیلئے ھم نے اجتماعی کوششیں کیں ہیں اور کافی کوششوں کے بغیر وہ اپنا قبضہ ترک کرنے والے نہیں لگتے۔ ان کے ساتھ نورا کشتی لڑنے کیلئے ایک خاص توانا بخش کوشش کی ضرورت ھے۔ (سول ڈیموکریٹ اسلام، ۷۹)

۳- پروفیسر پرویز ہودبائی نوجوان نسل کو سیکولر کفریات کی تعلیمات دیتے ہوئے کہتا ہے:

دیکھیں جدید تعلیم اور روایتی تعلیم دونوں میں بڑا فرق ہے۔ جدید تعلیم میں یہ ہے کہ آپ اپنے ذہن سے سوچتے ہیں استاد آپ پر کوئی جبر نہیں کرتا۔ (یعنی وحی سے آپ کو رہنمائی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔)

۶- گورڈن براؤن (مسلمانوں کا قاتل، سابق برطانوی وزیر اعظم اور حالیہ اقوام متحدہ کا خصوصی نمائندہ برائے تعلیم) پاکستانیوں کو تعلیم کی اہمیت کا درس دیتے ہوئے کہتا ہے:

میرے خیال میں اب پاکستان کے لڑکیاں، لڑکے اور نوجوان و بزرگ سب تسلیم کرنے لگے ہیں کہ جو بھی حکومت آئے اُسے تعلیم پر ضرور خرچ کرنا چاہئے۔

میں جب پاکستان آیا تو یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ لڑکیاں بھی اپنی حقوق مانگنا شروع ہو گئیں۔ اور یہی وہ بات ہے جس نے پاکستان کے عوام کو تبدیل کیا ہے، یعنی وہ از خود لڑکیوں کی تعلیم چاہنا شروع ہو گئے ہیں۔ (السحاب کیسٹ ۵)

۷- بابر علی (چانسلر لمز یونیورسٹی) کہتا ہے:

ایک دفعہ طلباء کے ایک گروپ کی تعلیم مکمل ہونے کی تقریب میں مجھ سے سوال پوچھا گیا کہ لمز میں کیا چیز ہے، جو آپ کے دل کو سب سے زیادہ خوش کرتی ہے؟ (جو لڑکا مجھ سے سوال کر رہا تھا اس کی ڈاڑھی بھی تھی)

میں نے کہا: جب میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تمہارے چہرے پر ڈاڑھی ہے اور تمہاری شلوار کا پائنچہ تمہارے جوتے سے چھ اِنچ اوپر ہے اور اس کے باوجود تم کسی ایسی لڑکی سے محوِ گفتگو ہوتے ہو جو آدھی آستین والی قمیص اور جینز کی پینٹ میں ملبوس ہوتی ہے، اور تم دونوں بلا جھجک بات کر رہے ہوتے ہو۔ یہ دیکھ کر میرا دِن بہت اچھا گزرتا ہے۔ (السحاب کیسٹ ۵)

۸- برطانوی پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے اپنی اُس یاداشت میں جو پارلیمنٹ میں پیش کی گئی تھی لکھا ہے کہ:

"اُن مقامات میں جہاں علم کا چرچا تھا اور جہاں دور دور سے طالب علم پڑھنے کے لئے آتے تھے آج وہاں علم کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔" (مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت، ج:۱، ص:۳۹۲ بحوالہ تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد ۱، صفحہ ۱۳۸)

۹- ڈبلیو، ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے:

ہمارے طریقِ تعلیم میں مسلمان نوجوانوں کے لیے مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے، بلکہ وہ قطعی طور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے۔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان، ۲۵۲ بحوالہ تاریخ دارالعلوم دیوبند جلد ۱، صفحہ ۱۳۹)

ب: اہل اسلام خصوصاً علمائے دیوبند نے ان اداروں کے کیا مقاصد بیان کیے ہیں؟

۱- گجرات کے بڑے بزرگ رنگون کے خطیب اور مفتی مولانا عبدالحی کھیتلوی سورتی پچاس برس پہلے ڈنکے کی چوٹ گواہی دے گئے ہیں:

البتہ اس تعلیم نے اکثر مسلمانوں میں اس قدر تو ضرور اثر کیا ہے کہ پابندیٔ شریعت کا ان کے پاس جو قابلِ قدر جوہر تھا وہ اُن کے ہاتھوں سے ضائع ہو گیا۔ نہ اُن کے دل میں ایمان کی حرارت باقی رہی نہ ہی اُن کے چہروں پر اسلام کی کوئی علامت (ڈاڑھی) موجود۔ (نسیم الصباح ص ۳، بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ، ج:۳، ص:۱۳۶)

۲- حضرت مولانا گیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سچ تو یہ ہے کہ مسلمان باپوں اور ماؤں کے بچوں کو اُن کی گود سے چھین چھین کر عصری جامعات اور یونیورسٹیوں میں داخل کر کے طغیانی و سرکشی، الحاد و ارتداد کے کافرانہ جراثیم ان کے دل و دماغ میں ایک طرف جہاں پرورش کر رہے تھے، تو دوسری طرف ان کے مقابلے میں ہماری کہنی مدارس تھے جنہوں نے مسلمانوں کی آیندہ نسلوں کو اعتقادی و اخلاقی گندگیوں سے پاک رکھنے کی کامیاب کوشش کی۔ (ماہنامہ الفرقان ص:۱۸۸، بحوالہ فتاوی رحیمیہ ج:۳، ص:۱۳۶)

مولانا گیلانی دوسری جگہ فرماتے ہیں:

معاشی نقطۂ نظر سے جدید تعلیم گاہوں کے پڑھنے والوں کی حالت بظاہر بہتر ہی کیوں نہ نظر آتی ہو، لیکن دین کے متعلق اُن کی کافی تعداد نے اپنے طرزِ عمل سے خود یہ ثابت کر کے دکھایا کہ اسلام کے لیے ان کا عدم ان کے وجود سے بہتر

ہے۔ خود انہیں نے ان کو اسی فیصلہ کا مستحق بنادیا کہ اسلام کے ان سپوت فرزندوں کی نیستی ان ہستی سے یقیناً بہتر تھی۔
(ماہنامہ الفرقان افادات گیلانی ص:۱۸۸)

۳- حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کالج کے داخلہ سے فالج کا داخلہ اچھا ہے، اس لئے کہ اس میں دین کا ضرر ہے اور اس میں جسم کا ضرر اِن دونوں مرضوں میں حقیقی مرض وہی ہے جو کالج میں رہ کر پیدا ہوتا ہے۔ (ملفوظات بحوالہ فتاوی رحیمیہ ص:۱۲۹)

۴- مفتی عبدالرحیم صاحب فتاوی رحیمیہ ج:۳، ص:۱۳۲ میں فرماتے ہیں:

اسکول اور کالجوں کی تعلیم بھی اسلامی اعمال اسلامی خصوصیات اسلامی کلچر کے برعکس اور مد مقابل ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔ اسکول اور کالج کی زہر آلود تعلیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلامی عقائد اور اسلامی خصوصیات سے متنفر اور معاذ اللہ بد دین بن جائیں گے۔

۵- ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

پھر یورپ کی ترقی اور عروج کا زمانہ آیا، اس نے اس قدیم نظام کو اپنے تجربات اور علمی تنقید سے تقویم پارینہ بنادیا اور اس کی جگہ تعلیم و تدریس کا نیا نظام تیار کیا، جو اس کی روح، عقلیت اور نفسانیت کا کامیاب نمونہ تھا، جو طالب علم اس علمی ماحول سے فارغ ہو کر سکتا اس کی رگ رگ میں اسپرٹ کام کرتی ہوتی۔

دنیا نے دوسری بار اِس تعلیمی نظام کے سامنے ہتھیار ڈال دینے اور حاکم اسلام کوئی قدرتی طور پر اس کے سامنے سر جھکانا پڑا، جو عرصہ سے علمی انحطاط اور فکری جمود کا بیمار تھا، اور احساس کمتری کی بناء پر اپنی نجات صرف یورپ کی تقلید میں منحصر سمجھتا تھا، اس نے اس تعلیمی نظام کو اس کی کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود قبول کر لیا۔ وہی نظام آج عالَم اسلام کے گوشہ گوشہ پر حاوی ہے۔

اس نظام کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی نفسیات اور جدید نفسیات میں ایک جدید کشمکش برپا ہوگئی۔ اسلامی اخلاق اور مغربی طرزِ اخلاق میں رسہ کشی شروع ہوئی، اشیاء اور اس کی قدر و قیمت کی جدید میزان اور قدیم میزان میں ایک جنگ شروع ہوگئی۔

اس نظام کا ایک ثمرہ نکلا کہ تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ میں شک اور نفاق، بے صبری، زندگی سے عشق اور بوالہوسی، نقد کی ادھار پر ترجیح کی ذہنیت پیدا ہوگئی، اور اس طرح کے دوسرے عیوب پیدا ہوگئے، جو مغربی تہذیب کا لازمہ ہے۔
(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص:۲۵۲، ۲۵۳)

آگے لکھتے ہیں:

مغربی نظام تعلیم درحقیقت شرق اور اسلامی ممالک میں ایک گہرے قسم کی لیکن خاموش نسل کشی (GENOCIDE) کے مرادف تھا، عقلائے مغرب نے ایک پوری نسل کو جسمانی طور پر ہلاک کرنے کے فرسودہ اور بدنام طریقہ کو چھوڑ کر اس کو اپنے سانچے میں ڈال لینے کا فیصلہ کیا، اور اس کام کے لئے جابجا مراکز قائم کیے، جس کو تعلیم گاہوں اور

کالجوں کے نام سے موسوم کیا۔ اکبر نے اس سنجیدہ تاریخی حقیقت کو اپنے مخصوص ظریفانہ انداز میں بڑی خوبی سے ادا کیا ہے، ان کا مشہور شعر ہے:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

ایک دوسرے شعر میں انہوں نے مشرقی اور مغربی حکمرانوں کا فرق اس طرح بیان کیا ہے:

مشرقی تو سرِ دشمن کو کچل دیتے ہیں
مغربی اس کی طبیعت کو بدل دیتے ہیں

اس سے کئی برس بعد اقبال نے (جنہوں نے اسلامی نظام تعلیم کا خود زخم کھایا تھا) اس حقیقت کو زیادہ سنجیدہ انداز میں اس طرح پیش کیا:

مباش ایمن ازاں علمی کہ خوانی
کہ ازوے روح قومے می تواں کشت

تعلیم جو قلبِ ماہیت کرتی ہے اور جس طرح ایک سانچہ توڑ کر دوسرا سانچہ بناتی ہے، اس کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے ایک ڈھیر

وہ مغرب کے اس نظامِ تعلیم کو دین و مروت و اخلاق کے خلاف ایک سازش قرار دیتے ہیں:

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

طلسمِ علمِ حاضر را شکستم — ربودم دانہ و دامش گسستم
مرا داند! کہ مانندِ ابراہیم — بنارِ او چہ بے پرواہ نشستم

ندوی رحمہ اللہ "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر" میں لکھتے ہیں:

اس نظام کا ایک ثمرہ یہ نکلا کہ تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ میں شک و نفاق، بے صبری، زندگی سے عشق اور بوالہوسی، نقد کی ادھار پر ترجیح کی ذہنیت پیدا ہو گئی۔ (ص:۲۵۱)

تعلیم اور اس کے نتائج

تضمین بر شعر ملا عرشی

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ الحاد بھی چلا آئے گا ساتھ

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

تخمِ دیگر بکف آریم وبکاریم زنو
کآنچہ کشتیم زخجلت نتواں کرد درو

افرنگ زدہ

تیرا وجود سراپا تجلّیٔ افرنگ
کہ تو وہاں کے عمارت گروں کی ہے تعمیر

مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی
فقط نیام ہے تو زر نگارو بے شمشیر

تیری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
میری نگاہ میں ثابت نہیں وجود تیرا

وجود کیا ہے فقط جوہرِ خودی کی نمود
کر اپنی فکر کہ وجود ہے بے نمود تیرا

(ضربِ کلیم)

سگیدۂ مغرب کو معمار قوم سمجھنا:

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

ہے سلسلہ احوال کا ہر لحظہ دگرگوں
اے سالکِ رہ! فکر نہ کر سود وزیاں کا

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی
تو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا

(ضربِ کلیم)

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

آہ!اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع مع اللہ اِلھا آخر

۶- مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انگریز کے معنوی اولاد کا اسلام اور اسلامی قدروں کی مخالفت کرنا اُسی طرحِ تعلیم کا فطری اور منطقی نتیجہ ہے جسے لارڈ میکالے نے اس نظریہ کو بروئے کار لانے کے لیے رائج کیا تھا۔۔۔ اس کے بعد لارڈ میکالے کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں:

چنانچہ انگریز کی یہ معنوی اولاد محض رنگ و نسل کی وجہ سے مسلمان اور پاکستانی کہلاتی ہے، ورنہ اپنے ذوق وادراک، اپنے فہم وشعور اور اپنی عقل ودانش کے اعتبار سے اپنے فرنگی آباء کی ترجمان ہے۔ اگر وہ اسلامی تعلیمات کے علی الرغم مخلوط تعلیم کی حمایت کرتی ہے، تو یہ ان کی ذہنی اُفتاد کا عین تقاضا ہے، اور ہمارے نزدیک خواتین کو کالجوں اور یونیورسٹیوں کے چکر لگوانا بھی انگریز کا متروکہ ورثہ ہے۔۔۔۔ لڑکیوں کو انگریزی پڑھانے کا فیشن بھی انگریز کی سنت ہے، اور جو لوگ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر اس سنتِ فرنگ کو سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں وہ بھی فی الجملہ انگریز کی اولاد معنوی کے زُمرہ میں شامل ہیں۔(معاشرتی بگاڑ، ص:۲۵۵)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

الغرض! تعلیم نہج کے بگاڑ نے انسانیت کی کوئی خدمت نہیں کی، بلکہ تخریب پسندی کے جذبات کو فروغ دیا ہے۔ مغرب تو مدتوں سے اس نہج پر رواں دواں ہے، اب مغرب کی تقلید میں مشرق بھی اس نہج پر چل نکلا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ موجودہ نظام تعلیم کو فروغ دینے (یا دوسرے لفظوں میں تعلیم عام کرنے سے) کسی خیر کی توقع کی جاسکتی ہے؟! (معاشرتی بگاڑ، ص:۱۰۸)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

تعلیم کے لائن میں ایک اور بات کی طرف بھی توجہ ضروری ہے، آج تقلیدِ مغرب میں خواتین کی تعلیم بھی جدید نہج پر فرض سمجھ لی گئی ہے اور کسی بندۂ خدا کو خواتین کی مغربی تعلیم کے بھیانک نتائج کا احساس تک نہیں ہو رہا۔ (معاشرتی بگاڑ، ص:۱۰۹)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

فنی اور تکنیکی دائرے میں ہم بے خدا قوموں سے بھی استفادہ کرسکتے ہیں۔ (معاشرتی بگاڑ، ص:۱۰۹)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

مغربی تعلیم وتربیت کے ہمدوش مشرق نے تہذیب وثقافت اور تمدن اور معاشرت کے اُصول بھی استاد فرنگ سے سیکھنے شروع کیے، جس سے وضع قطع، لباس اور پوشاک، نشست وبرخات، رہن سہن تک میں مشرق کو مغرب کا متمنی بنادیا۔ مشرق کی ایک ایک چیز تہذیبِ فرنگ کا نمونہ بنا کر رہ گیے، یہ عملی ارتداد تھا، یہ چودھویں صدی میں مشرق کو مغرب سے تحفہ میں ملا۔ آج اسلامی ممالک کی اکثریت تہذیب وثقافت کا نمونہ نہیں، بلکہ مغرب کی نقال ہے۔ (معاشرتی بگاڑ، ص:۱۵۸)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

یہ مغربی تعلیم (جس نے مسلمانوں کے شاہین بچوں کو زاغ وزغن بنادیا ہے) بدل ڈالیں۔ یہ عورتوں اور دوشیزاؤں کی بے حجابی ونیم عُریانی اور بے حیائی وبے غیرتی جس سے انسانیت وشرافت سرنگوں ہے، اس کا قطعی انسداد کریں۔ (معاشرتی بگاڑ، ص:۱۶۶)

۷- مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ

سب سے زیادہ خطرناک اور مہلک طریقہ جو انگریز نے تجویز اور اختیار کیا تھا، وہ یہ تھا کہ قرآن پاک اور اس کی تعلیم اور علومِ اسلامیہ یکسر مٹادیا جائے، تاکہ ایمان ویقین کی (وہ پختگی جو مسلمانوں کو حاصل ہے) بالکل ختم ہو جائے، اور عیسائیت کا راستہ اُن کے لئے سہل اور ہموار ہو جائے، اور اس کے مقابلے میں انگریزی تعلیم کو اس قدر عام اور رائج کر دیا جائے کہ کوئی شخص اپنے لئے اس کے سوا چارۂ کار نہ جانے۔ (بغاوت ہند، ص:۴۰، بحوالہ بانی دار العلوم دیوبند، ص ۲۳)

الغرض! قرآن کریم کو مٹانے اور مسلمانوں کے اسلامی جذبات کو ہندوستان سے نیست ونابود کرنے کے لیے ایسے ایسے حربے استعمال کیے گیے کہ شیطان بھی دم بخود ہو کر رہ گیا۔

لارڈ میکالے کے مقولے پر تبصرہ کرتے ہوئے صفدر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اور سچ پوچھئے تو اس میں اُن کو کافی حد تک کامیابی حاصل ہوئی، جیسا کہ کسی بھی صاحبِ علم پر مخفی نہیں ہے۔(بانی دار العلوم دیوبند، ص:۲۴)

۸- مولانا فضل حق خیر آبادی (جو اس زمانے میں دہلی میں انگریز ریزیڈنٹ کے میر منشی (پیشکار) تھے اور جنہیں ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے جرم میں کالے پانی کی سزا دی گئی تھی) اپنی اسیری کے زمانے کی تصنیف "الثورۃ الھندیۃ" میں لکھتے ہیں:

انگریزوں نے تمام باشندگانِ ہند کو نصرانی بنانے کی اسکیم بنائی، اُن کا خیال تھا کہ ہندوستانیوں کو کوئی مددگار اور معاون نصیب نہ ہو سکے گا اس لئے انقیاد واطاعت کے سوا سرتابی کی جرائت نہ ہو سکے گی، انگریزوں نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ مذہبی بنیادوں پر حکمرانوں کا باشندوں سے اختلاف تسلط وقبضے کی راہ میں سنگِ گراں ثابت ہو گا، اس لیے پوری جانفشانی اور تن دہی کے ساتھ مذہب وملت کے مٹانے کے لیے طرح طرح کے مکر وحیلے سے کام لینا شروع کیا۔ انہوں نے بچوں اور نافہموں کی تعلیم اور اپنی زبان ودین کی تلقین کے لیے شہروں اور دیہات میں مدرسے (سکولز) قائم کیے اور پچھلے علوم ومعارف کے مٹانے کی پوری کوشش کی۔(الثورۃ الھندیۃ، ص:۳۵۶، بحوالہ تاریخ دارالعلوم دیوبند، ص:۱۳۹)

۹- سید محبوب رضوی لکھتے ہیں:

جدید نظامِ تعلیم کے جاری ہونے سے مسلمانوں کا علمی اور عملی شیرازہ منتشر اور پراگندہ ہو گیا، عقائد اور فکر ونظر سے لے کر عمل وکردار تک اُن کی زندگی کا ہر ہر گوشہ متأثر ہو گیا۔(تاریخ دیوبند، ص:۱۴۰)

سید ابو الاعلی مودودی اپنی تصنیف "تحریک آزادئ ھند" میں لکھتے ھیں:

سیاسی اقتدار سے محروم ہونے کے بعد مسلمانوں میں جاہ وعزت کی بھوک پیدا ہوئی اور معاشی وسائل سے محروم ہونے کے بعد روٹی کی بھوک۔ ان دونوں چیزوں کے حصول کا دروازہ صرف ایک ہی رکھا گیا اور وہ مغربی تعلیم کا دروازہ تھا۔ (تحریک آزادئ ہند، ج:ص:۴۶)

انہوں نے تعلیم کا جو نظام قائم کیا ہے وہ ہمارے مذہب اور تہذیب کے اصولوں کا مخالف ہے اور اس کے اُرسے ہماری نوجوان نسلوں کا ایک بڑا حصہ ان مذہبی احکام سے بھی روگردانی کرنے لگتا ہے جن کی بجا آوری میں ہم آزاد چھوڑے گیے ہیں۔ انہوں نے جو نظام معیشت قائم کیا ہے اس کی گرفت میں اس قدر بے بس ہو چکے ہیں کہ ہمارے لیے اسلامی اصول معیشت کی پابندی قریب قریب محال ہو گئی ہے۔ اگرچہ ظاہر میں ایسا کوئی قانون ایسا نہیں ہے جو ہم کو اپنے اصولوں کی پابندی سے روکتا ہو۔(تحریک آزادئ ہند، ج:ص:۱۴۵)

مغربی تعلیم کے مقاصد اور تباہ کاریاں، خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ اسلامی علوم کو یکسر مٹانا، اور اس کی جگہ مغربی تعلیم کو رواج دینا۔(تاریخ دیوبند ۱۳۸، بانیٔ دار العلوم دیوبند، ص:۲۳)

۲۔ طغیانی وسرکشی، الحاد وارتداد کے کافرانہ جرائم دل ودماغ میں ڈالنا۔(فتاوی رحیمیہ ج:۳، ص:۱۳۶، نقوشِ اقبال ص:۹۴)

۳۔ اسلامی خصوصیات اور اسلامی عقائد سے متنفر اور بد دین بنانا۔(فتاوی رحیمیہ ج:۳ص:۱۲۹)

۴۔ یہ تعلیم مغربی استعمار کا مشرق میں مضبوط ترین ہتھکنڈا ہے۔(مولانا ابوالحسن ندوی، نقوشِ اقبال ۹۴)

۵۔ ڈیموکریٹ اسلام الزامی شکل میں پڑھانا۔(یعنی نصاب کا حصہ بناکر لازماً پڑھانا) تاکہ کوئی بھی مغربی تعلیم یافتہ صاحب اس ڈیموکریٹ اسلام سے بچ کر نہ نکلے۔(سول ڈیموکریٹ اسلام، مصنف: چریل بناڈ)

۶۔ بقول لارڈ میکالے (جو برصغیر میں اس نظام کا بانی مبانی ہے):

ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان ترجمانی کے فرائض انجام دیں۔ اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی ہو، مگر مذاق اور رائے اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔(مولانا یوسف لدھیانوی شہید، معاشرتی بگاڑ ۲۵۵)

۷۔ انگریز اپنی معنوی اولاد یہیں سے پیدا کرتے ہیں۔(معاشرتی بگاڑ، ۲۵۵)

۸۔ اس نظام کا مقصد تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ میں شک و نفاق، بے صبری، زندگی سے عشق، بوالہوسی، نقد کی اُدھار پر ترجیح کی ذہنیت پیدا کرنا ہے۔(مولانا ابوالحسن ندوی، مسلمانوں کے عروج وزوال کے اسباب)

۹۔ عیسائیت کے لئے راستہ ہموار کرنا۔(بانیٔ دار العلوم دیوبند، ص: ۲۳، تاریخِ دار العلوم دیوبند) ماخوذ از فتوی متعلقہ باچہ خان یونورسٹی۔

خلاصہ کلام: پاکستانی فوج اور حکومت قبائل سے دینی عقائد و خصوصیات کو یکسر مٹانا اور دینی حمیت و غیرت اور جذبہ جہاد (جو انکا طرہ امتیاز ہے) ختم کرنا چاہتی ہیں، جس کیلئے ان کے پاس راستہ مدارس پر پابندی ہے، کیونکہ انہی مدارس میں انسان کو دینی شعور ملتا ہے، دینی عقائد اور احکام اسلام کی پیروی ان میں مسلمان سیکھ جاتے ہیں، چونکہ قبائل میں دین اسلام پر مرمٹنے کا جذبہ علماء و مدارس سے قربت کی وجہ سے ہے، لہذا اس کو ختم کرنے کیلئے فوج نے اسلامی مدارس ملیامیٹ کئے، فوج کی اس شنیع حرکت کے ردِ عمل میں علمائے کرام کی خدمت میں ہماری یہ گذارش ہے کہ ان مدارس کا تحفظ یقینی بنائیں، کیونکہ یہ مدارس آپ حضرات کے خون پسینے کی کمائی ہے، ورنہ اس کے ردِ عمل میں ہم عصری اداروں کے خلاف سخت اقدامات اُٹھاسکتے ہیں۔

نوٹ: اس مضمون اور تحریر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم یکسر عصری تعلیم کے مخالف ہیں، بلکہ ہم مغربی نظام تعلیم کے مخالف ہیں، جس کی تفصیل اگلے مضامین آرہی ہے۔

اس موضوع کے متعلق مفتی ابوہشام صاحب کا وہ مضمون جو عصری تعلیم کے متعلق مسعود مجاہدین کا نقطۂ نظر واضح کرتا ہے اور ساتھ ہی وہ دو خط جو عصری علوم کے طلبہ کیساتھ ہمارے تعلقات کی غمازی کرتا ہے پیش کرنا مفید سمجھتا ہوں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم مطلقاً عصری تعلیم کے مخالف نہیں ہیں۔

مغربی نظامِ تعلیم کے متعلق ہمارا نقطۂ نظر

کافی عرصہ سے یہ پراپیگنڈا چلا آرہا ہے کہ علماء کرام عصری علوم کے مخالف ہیں، دنیاوی ترقی کے مخالف ہیں۔ ان حضرات پر تنگ نظری، قدامت پسندی وغیرہ کے نت نئے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ جو خود کو روشن خیال، ماڈرن اور کچھ تو جہالت اور حماقت میں حد سے تجاوز کرکے خود کو سیکولر (لادین) سمجھتے ہیں، بہت زیادہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ مدرسہ اور مسجد کو یہود کے

کلیسا پر قیاس کر کے ترقی کی راہ میں اہم رکاوٹ تصور کرتے ہیں اور آج اسلام کے نام پر تمام جدوجہد اور اسلامی اقدار کو (Middle Age) (قرونِ وسطیٰ کے (Darke Age) تاریک زمانے پر قیاس کرتے ہیں۔

میرے نزدیک یہ غلط فہمی یہاں سے پیدا ہوئی ہے کہ لوگ مغربی نظامِ تعلیم کو مطلقاً عصری تعلیم پر منطبق کرتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ مطلقاً عصری تعلیم کے متعلق علماء کی نظر اور ہے اور مغربی تعلیم کے متعلق اور۔ اور یہ فرق ۱۷۸۹ء کو انقلابِ فرانس کے بعد سے اس وقت پیدا ہوا جس وقت زمانے کے اَقدار بدل گئے، انسان کا مفہوم بدل گیا، انسان "عبد" سے "ہیومن" بنا، تو ساتھ ساتھ علماء کی آراء بھی بدل گئیں۔

ذیل میں ہم اس پر مختصراً بحث کر کے انصاف کا ترازو قارئین کے ہاتھ میں دیتے ہیں کہ کیا علماء عصری تعلیم یا دنیاوی ترقی کے مخالف ہیں؟ یا پھر مغربی طرزِ تعلیم اور مغربی اقدار کے مخالف ہیں، اور ساتھ یہ بھی انصاف کرنا ہو گا کہ ایک مسلمان اور ایک عالم ہونے کی حیثیت سے ان کو مخالفت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

مطلقاً عصری علوم یا دنیاوی ترقی کے متعلق علماء کرام کی نظر:

اس موضوع پر طویل بحث کو میں وقت کا ضیاع سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے، جس کے سامنے میری تحریر سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہو گی۔ میں تو اس میدان میں مسعود مجاہدین کا نظریہ اختصار کیساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دنیاوی ترقی کا دار و مدار چار چیزوں پر ہے: (۱) زراعت، (۲) صنعت، (۳) حرفت، (۴) اجارت (ملازمت) اور شریعت نے ان میں سے کسی چیز کو منع نہیں کیا، بلکہ ان تمام امور کو مسلمانوں کیلئے فرض علی الکفایہ قرار دیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے کسبِ معاش کے مختلف ذرائع اختیار کئے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام زراعت پیشہ تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اجرت پر بکریاں چراتے تھے، حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بناتے تھے۔

مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علوم کی یہ تقسیم کہ کچھ دینی ہیں اور کچھ دنیاوی، محض موضوع کے لحاظ سے ہے، مگر اس کے معنیٰ دین اور دنیا کے تفریق کے ہر گز نہیں۔ چنانچہ اگر دنیوی علوم بے ہودہ نہ ہوں اور لایعنی نہ ہوں اور انہیں خدمتِ خلق، اصلاحِ معاشرہ اور تدبیر سلطنت کی نیت سے حاصل کیا جائے تو وہ بالواسطہ رضائے الٰہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور دین و دنیا کی تفریق ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے برعکس جب دینی علوم کی تحصیل کا مقصد محض دنیا کمانا ہو تو یہ علوم بھی بالواسطہ دنیا کے علوم کی صفت میں آجاتے ہیں اور اس کیلئے حدیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں "علم دین کا ہو یا دنیا کے کسی شعبے کا، وہ بہر حال انسانیت کیلئے تمغہ فضیلت اور طرۂ امتیاز ہے، اور تعلیم کا مقصد فضل و کمال سے آراستہ ہونا اور میراثِ انسانیت کا حاصل کرنا ہے"۔

عصری علوم یا فنون وغیرہ کے متعلق یہ نظریہ اس وقت کا ہے کہ جس وقت حضرت انسان "عبد" تھا، یعنی اللہ تعالیٰ کا بندہ تھا، اس صورت میں انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی حاصل کرنا تھا اور یہ بدیہی بات ہے کہ اللہ کی رضا اور خوشنودی "اوامر کو پورا کرنے اور نواہی سے بچنے میں ہے"۔ اب اوامر اور نواہی کے متعلق معلومات ہمیں صرف اور صرف وحی الٰہی کے ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہیں، نہ کہ سائنس اور ٹیکنالوجی یا صنعت و حرفت کے ذریعے۔

تو اس تناظر میں اصل علوم بھی وہی ہیں جو صرف وحی الٰہی کے ذریعے اور انبیاء کرام کی تعلیمات کے واسطے سے ظہور میں آتے ہیں۔ یہ وہ علوم ہیں کہ جن کے ادراک سے عقلِ انسانی نہ صرف قاصر ہے بلکہ عقلِ انسانی کے دائرے سے ہی یہ علوم خارج ہیں۔ تو تخلیقِ انسان کے بنیادی مقصد کی رو سے اصل علوم تو قرآن اور حدیث ہی ہیں، مگر ہم ساتھ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرتِ انسان جس مقصد کیلئے اس دنیا میں آیا ہے اس کو پورا کرنے کیلئے اسے اس دنیا میں رہتے ہوئے انفرادی اور اجتماعی طور پر ضروریاتِ زندگی سے ان کا واسطہ پڑے گا، جس کے بغیر مقصدِ حیات تک نہیں پہنچ پائے گا۔ اور یہاں پر ترقی پسند لوگوں کا اشکال بھی ہے کہ "ملّا صاحب" نے ہمیں مفلوج کر رکھا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان ماڈرن، روشن خیال مسلمانوں کو احساسِ کمتری نے مفلوج بنا رکھا ہے، یہ نکمے مغرب سے آگے نکلنے کی بجائے ان کے پیچھے چلنے پر فخر محسوس کرتے ہیں، ان ہی کے نقشِ قدم پر چلنا ترقی سمجھتے ہیں۔ بتا تابعیت پر راضی شخص متبوع کیسے بن سکتا ہے؟

ملّا بیچارے تو کہتے ہیں کہ تمام تر صنعتوں اور حرفتوں کے اصول و مبادی کے معلم اول انبیاء کرام ہیں۔ چنانچہ تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وہ تمام تر آسمانی تعلیمات جن کی تبلیغ و تعلیم کیلئے انہیں مبعوث کیا گیا تھا وہ معبودِ حقیقی کی ابتدائی معرفت اور روئے زمین پر انسانی زندگی کے ابتدائی لوازمات، غذا، لباس، اور مسکن کے مہیّا کرنے کے طریقوں کی تعلیم پر مشتمل تھیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام خیاطت کے معلّم تھے، حضرت نوح علیہ السلام کشتی سازی اور جہاز سازی کے معلم تھے، حضرت داؤد علیہ السلام حرب میں سے زرہ سازی کے معلم اور حضرت سلیمان علیہ السلام فنونِ لطیفہ میں سے عمارت سازی، ظروف سازی کے معلّم اول ہوئے ہیں۔ معدنیات میں سے خام لوہے سے فولاد تیار کرنے اور تانبہ کو سیال کرنے کی صنعت کے معلم اول بھی حضرت داؤد علیہ السلام ہوئے ہیں۔ بلکہ مستدرکِ حاکم کی ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت میں نسلاً بعد نسل جو صنعتیں اور حرفتیں قیامت تک وجود میں آنے والی تھیں جن کی تعداد اس روایت کے مطابق ایک ہزار ہے وہ سب اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائی ہیں۔ جس کی تائید آیتِ کریمہ ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ سے بھی ہوتی ہے۔

جدید ٹیکنالوجی کے حصول کا حکم تو اللہ تعالیٰ نے بذاتِ خود دیا ہے، تو ملّا بیچارے کی کیا مجال ہے کہ وہ تمہیں جدید ٹیکنالوجی کے حصول سے روکنے کی جرأت کرے، تاکہ ان حضرات کو الزام کا موقع ملے جو زمین آسمان کو فتح کرنا چاہتے ہیں، مگر ان کی راہ میں رکاوٹ صرف ملّا صاحب بنا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ۔۔۔۔۔۔ الخ﴾ (انفال:۶۰)

کہ تم دشمن کے خلاف مقدور بھر قوت حاصل کرو،،،،، اس آیت میں ان حضرات کو کھلی چھوٹ دی گئی ہے کہ دنیا کو فتح کرنے کیلئے تمھیں جہاز، ڈرون، ہیلی کاپٹر، توپ، مارٹر، ہر قسم کا اسلحہ اور دیگر دنیا کو مسخر کرنے والے آلات بنانے کی اجازت ہے، کیونکہ دنیا پر حکومت کرنے کا حق مسلمان ہی کو حاصل ہے کہ مسلمان ہی اللہ تعالیٰ کا اس دھرتی پر نائب اور خلیفہ ہے۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ملّا حضرات نہیں ہیں، بلکہ مسلمانوں کے اپنے لادین، سیکولر اور احساس کمتری پر مبنی نظریات ہیں۔ ہمارا مشاہدہ تو یہ ہے کہ یہ ترقی پسند، ماڈرن حضرات جو دنیا کو مسخر کرنا چاہتے ہیں جدید ٹیکنالوجی کے حصول کے قریب بھی نہیں جاتے ہیں، ان کے نزدیک ترقی کا مفہوم مغربی کلچر ہے، وہی لباس، اسی طرح کھانے پینے کا انداز، اسی طرح ہیئر سٹائل، اور باڈی لینگویج ہے۔ مختصر یہ کہ سر سے لیکر پاؤں تک چوبیس گھنٹے مغرب کے رنگ میں رنگنے کو یہ حضرات ترقی سے تعبیر کرتے ہیں۔

اب کوئی سلیم الطبع آدمی ہی فیصلہ کیجئے کہ جس صاحب کے یہاں اپنا قومی، مذہبی لباس، رہن سہن کا طریقہ قابلِ عار ہو، باعث

شرم ہو، وہ خود داری کیساتھ اپنی قوم کیسے ثریّا پر چڑھا سکے گا؟ کیسے دنیا کا فاتح بن سکے گا؟

ملّا صاحبان یہ کہتے ہیں کہ ہمیں مغربی کلچر کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں کہ ہمارے پاس آسمانی عالمگیر کلچر موجود ہے۔ ہاں! مغربی ٹیکنالوجی کے حصول سے ہمیں انکار نہیں، اب ترقی کیلئے جس چیز کی ضرورت ہے اس کے قریب تو یہ احساس کمتر ماڈرن حضرات جاتے نہیں، جس چیز میں غلامی، پستی اور گراوٹ ہے اس کی طرف قوم کو لے جانا چاہتے ہیں اور اسی کو ترقی کا نام دیتے ہیں اور پھر ترقی کی اصطلاح کو آڑ بنا کر اپنی بے ہمتی، سُستی اور بزدلی کا خمیازہ ملّا بیچارے کے اوپر ڈال دیتے ہیں کہ ہم تو آسمان پر چڑھ سکتے تھے اگر یہ تاریک خیال آڑے نہ آتے۔

خلاصہ کلام یہ کہ علماء حضرات کے نزدیک اصل علوم وہی ہیں جو انبیاء کرام کی وساطت سے بزریعہ وحی الٰہی ہم تک پہنچے ہیں، جن کے ادراک سے عقلِ انسانی نہ صرف قاصر بلکہ انسانی عقل کے دائرے سے ہی یہ علوم خارج ہیں۔ ہاں! مطلقاً دنیاوی علوم یا فنون کے حصول کے مخالف نہیں ہیں، بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی اس کو حاصل نہ کرے تو تمام مسلمانوں کو گناہ گار سمجھتے ہیں، کیونکہ بقولِ مولانا کاندھلوی صاحب کے یہ علوم یا فنون فرض علی الکفایہ ہیں۔

یہ تو ۱۷۸۹ء انقلابِ فرانس سے پہلے عصری علوم کے متعلق بحث ہوئی۔ رہ گئی بات موجودہ مغربی تعلیم کی جس کی علماء پُرزور مذمت کرتے ہیں اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان کا صرف حق نہیں بلکہ فرض بنتا ہے کہ مخالفت کریں۔

موجودہ مغربی تعلیم کی مخالفت کی وجہ:

انقلابِ فرانس کے نتیجے میں کلیساء اور شہنشاہیت کا تختہ اُلٹ گیا، انسان "عبد" سے "ہیومن" بن گیا۔ پہلے انسان مخلوق تھا، اب یہ خود خالق بن گیا، اب یہ قائم بالذات ہے۔ ساتھ ساتھ "ہیومن صاحب" کی زندگی کا مقصد بھی بدل گیا، "عبد" کی زندگی کا مقصد حصولِ رضاء الٰہی تھا، "ہیومن صاحب" کی زندگی کا مقصد تکمیلِ خواہشات بن گیا، جس میں حرام و حلال کی کوئی قید نہیں۔ جب انسانی زندگی کا مقصد تکمیلِ خواہشات ٹھہرا تو اس کو یہ بات لازمی ہوئی کہ تمام کائنات پر انسان کا قبضہ ہو، تاکہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل ممکن بنا سکے۔ تو اس تناظر میں مغربی تہذیب میں علم اس چیز کا جاننا نہیں ہے جس سے اللہ کی رضاء حاصل ہو، بلکہ تکمیل خواہشات کے ذرائع کا نام علم ہے۔

سقراط کے زمانے سے سولہویں صدی عیسوی تک علوم کی ترجیحی ترتیب کو بدل ڈالا، شروع میں پہلے نمبر پر مذہبی، اخلاقی اور مابعد الطبیعات کے علوم تھے، دوم عمرانی علوم جیسے طب، قانون اور سیاست، پھر اسی طرح صنعت و حرفت اور دستکاری وغیرہ کے علوم یا فنون تھے، مگر پہلی مرتبہ (فریڈرک ہربارٹ نے) دینی، اخلاقی علوم کی نفی کی اور علوم صرف دو طرح کے قرار دئے: "عمرانی، اور سائنسی"، جس کی وجہ سے علومِ اصلی کا جنازہ نکل گیا۔

میں نے اس موضوع میں نہایت ہی اختصار سے کام لیا ہے، مگر پھر بھی کوئی صاحبِ انصاف یہ فیصلہ کیجئے کہ مغربی تعلیم کے متعلق مذکورہ تصور کی روشنی میں کسی عالم کو تو چھوڑو کوئی عام مسلمان بھی اس تصورِ علم کو ماننے کیلئے تیار ہو سکتا ہے؟ کسی چیز پر حکم اس میں موجود علت کی بناء پر لگتا ہے، اگر علت حرمت کی پائی جائے تو حکم حرمت کا لگے گا، ورنہ جواز وغیرہ کا۔ تو جس علم کا موضوع ہی خالقِ کائنات سے بغاوت ہو، جس کا موضوع ہی مخلوق کو خالق کا درجہ دینا ہو، جس کا موضوع رضائے الٰہی کے بجائے تکمیلِ خواہشات ہو، ایسے علم کے جواز کا فتویٰ کون دے سکتا ہے؟ اور عملی طور پر اس بات کا مشاہدہ میں خود کر چکا ہوں کہ مغربی تعلیم یافتہ حضرات میں سے ہر ایک تو نہیں مگر بہت سوں کی یہ روِش ہوتی ہے کہ محفل میں دھوندلے انداز سے مذہب کا مذاق اڑانا اپنی پر سنیلیٹی تصور کرتا ہے۔ ان حضرات کی وضع قطع تو

پوری دنیا کے سامنے عیاں ہے، اسلامی تہذیب کو قدم بہ قدم مغربی کلچر پر قیاس کر کے رد کرنا ان کا شیوا ہے۔

مختصر یہ کہ مغربی دلدادوں کے نزدیک اسلام اس قابل نہیں کہ اس کو بطورِ نظام نافذ کیا جائے، یعنی موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرنے سے اسلام نعوذ باللہ عاجز ہے، اور ایک طرف اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے"۔ اور اسلام کا ضابطۂ حیات ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ اس میں ہر دور کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی اہلیت اور صلاحیت موجود ہو، تو اس تناظر میں مغربی نظامِ تعلیم پر حرمت کا حکم مولوی صاحب نے نہیں خود شریعت نے لگایا ہے۔

اسی طرح معاشرتی طور پر اگر ہم اس کا جائزہ لیں تو یہ نظام مکمل طور اسلام کیساتھ تصادم میں ہے، مثلاً معیشت کے میدان میں سود، قمار، اور احتکار وغیرہ قطعاً حرام اور ناجائز ہیں، مگر جدید علم میں معیشت کے میدان میں ان چیزوں کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ سیاست کے میدان میں اسلامی تصور یہ ہے کہ ریاست کا حاکم اعلیٰ، اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے، مگر جدید علم میں ریاست خود مقتدرِ اعلیٰ ہے، جو سراسر شرک اور کفر ہے، اس کے علاوہ جدید علم معاشرے میں انفرادیت کی قائل ہے، ہر فرد کے پروفیشنل ہونے پر یقین رکھتی ہے، مغربی معاشرے میں بوڑھے ماں باپ کی قسمت میں اولڈ ہوم کا انتخاب ہوا، جبکہ اسلامی معاشرہ اجتماعیت کا قائل ہے اور اس مقصد کی خاطر حقوق و فرائض کا ایک بے مثال نظام قائم کیا ہے۔ "ماں باپ" کی قدموں میں جنت کی خوشخبری دی ہے۔ القصہ مختصر! اس میدان میں اسلام اور مغرب کا قدم بہ قدم ٹکراؤ اور مخالفت ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج تو چار سُو مغربی تعلیم ہی کا بول بالا ہے، دنیا میں ترقی کرنی ہو تو ان سکول، کالجز کے دروازوں سے گزرنا ہو گا، تو اسلام اور مغربی تعلیم میں اگر آگ اور پانی کا تضاد ہے پھر اس صورتِ حال میں مسلمان کیا کریں؟ کیا ترقی کے اس میدان (جس پر ہماری دنیا تو درکنار دینی ترقی کا بھی دار و مدار ہے) کو کفار کیلئے خالی چھوڑ دیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس میدان میں کفا کو زیر کرنے کا حکم دیا ہے ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ۔۔۔۔الخ﴾

اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا ہو گا کہ کسی تہذیب کا تصور علم اس کے اہداف و مقاصد کے اظہار کا سب سے بلند مرتبہ ہوتا ہے، حقیقت میں علم ہی وہ اساس ہے جہاں کسی تہذیب کے مقاصد "علمی اور فکری" سطح پر متشکل ہوتے ہیں، فلہٰذا "ایک ہے مغرب کا تصورِ علم اور ایک ہے ان کی ٹیکنالوجی"، تو مغرب کے تصورِ علم میں وہ تمام تر خامیاں (کفر و شرک وغیرہ) شامل ہیں جن کا میں نے اجمالی تذکرہ کیا اور مفتی عاصم صاحب نے اس کے متعلق علماء کرام کے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں۔ مگر مغربی ٹیکنالوجی کے حصول سے نہ تو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے (جس کی طرف سوال میں بھی اشارہ ہے) اور نہ ہی کسی عالم نے، بلکہ مسلمانوں کی پست خیالی، کم ہمتی اور سب سے بڑھ کر احساسِ کمتری نے اس ٹیکنالوجی کے حصول سے روکے رکھا ہے۔

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آج کے ماڈرن اور روشن خیال حضرات مغربی کلچر، تہذیب و تمدن کو ترقی سے تعبیر کرتے ہیں، لہٰذا ہمارا مشاہدہ ہے کہ تعلیمی اداروں (سکول، کالج، یونیورسٹیوں) میں سٹوڈنٹ حضرات سر سے لیکر پاؤں تک خود کو مغربی رنگ میں رنگنے کی کوشش میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں، جو مغربی سٹائل میں جتنا مبالغہ آمیز ہو گا وہ اُتنا ہی مہذّب پرسن شمار ہو گا، نتیجتاً وہ اتنا ہی تعلیمی قابلیت سے بھی عاری ہو گا، خود تکمیلِ خواہشات کی دوڑ مسلمانوں کیلئے زنجیرِ پا بنی ہوئی ہے اور الزام لگا رہے ہیں علمائے کرام اور دینی طبقوں پر، یا پھر اسلام کو کلیسائی نظام پر قیاس کر کے موجودہ دور کیلئے ناقابل عمل بتاتے ہیں۔

مغربی آقاؤں نے اگر چاند تک پرواز کیا ہے، تو مسلمانوں کے آقا (تاجدارِ مدینہ ﷺ) نے چاند کو کراس کر کے عرشِ معلّیٰ تک پرواز کیا ہے، چاند کی طرف تو زمین سے اشارہ کر کے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے۔ آؤ! اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چل کر مغربی آقاؤں سے دو ہاتھ آگے پرواز کرو، کس نے تمہیں روکا ہے؟ کیا مغربی ٹیکنالوجی کو سیکھنے کیلئے کافر بننا ضروری ہے؟ کیا برہنہ ہوئے بغیر کوئی بندہ ڈاکٹر، انجینئر نہیں بن سکتا؟ کیا ایٹم، جیٹ، ڈرون، ہیلی کاپٹر، توپ، مارٹر، وغیرہ سیکھنے اور بنانے کیلئے نماز، روزہ چھوڑنا اور کلین شیو کر کے پینٹ شرٹ پہننا لابدی ہے؟

میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ٹیکنالوجی کی دوڑ میں کافر ہونے، اپنی اسلامی تہذیب و تمدّن چھوڑنے کی ترغیب نہیں دی ہے، بلکہ اپنی اسلامی تہذیب و تمدّن کو برقرار رکھنے اور پوری دنیا میں اس کو عام کرنے کیلئے جدید سے جدید تر ٹیکنالوجی کے ایجاد کرنے کی صرف ترغیب نہیں بلکہ حکم دیا ہے اور اس میدان میں کفار سے خوب آگے بڑھنے کا فرمایا ہے۔ لہٰذہ وہ حضرات جو چاند سے بھی آگے نکلنا چاہتے ہیں، جو مغرب کو ٹیکنالوجی کے میدان میں بہت ہی پیچھے چھوڑنا چاہتے ہیں، مگر (بزعمِ خویش) ان کی راہ میں ملّا حضرات رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ان کی خدمت میں ہم بڑی لجاجت کیساتھ عرض کرتے ہیں، ان کے پاؤں پڑتے ہیں کہ آپ حضرات تشریف لائیں، ہمت کریں، مغرب کو ٹیکنالوجی کے میدان میں شکست سے دوچار کیجئے، اس میں اسلام اور مسلمانوں کی خیر اور ترقی ہے۔ ہم انشاءاللہ کبھی بھی مخالفت نہیں کریں گے۔

خلاصہ کلام:

اس موضوع پر تحقیق مقصود نہیں، بلکہ اپنا نقطۂ نظر پیش کرنا تھا، مگر اپنے نقطہ نظر میں بصیرت کی خاطر تھوڑا سا پسِ منظر بھی بیان کیا، تاکہ قارئین حضرات ہمارا نقطۂ نظر "حقیقت پر مبنی" تصور سمجھیں۔ تو سابقہ بیان کی روشنی میں تعلیم کے متعلق ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں علم کا اطلاق جن علوم پر ہوا ہے وہ علوم دینیہ ہی ہیں، دنیاوی علوم ان میں شامل نہیں، بلکہ یہ تمام فنون ہیں۔

رہ گئی بات دنیاوی علوم کے حصول اور نہ حصول کی اور مزید ان کی حلت و حرمت کی تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ عصری علوم کا زمانہ دو حصوں میں منقسم ہے، ایک ۱۷۸۹ء انقلابِ سے قبل کا زمانہ اور ایک انقلابِ فرانس کے بعد کا زمانہ۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ انقلاب سے پہلے تصورِ علم کفر پر مبنی نہیں تھا، جس کا ذکر ہو چکا ہے، مگر انقلاب کے بعد تصور علم آسمانی تعلیمات سے ہٹا کر عقلِ محض پر استوار کیا گیا اور اس کا نام مغربی تعلیم رکھا گیا، ساتھ ساتھ اس کا حکم بھی بدل گیا۔ ان دونوں ادوار میں مطلقاً عصری علوم کی مخالفت کسی نے بھی نہیں کی ہے، بلکہ علماء نے بشری تقاضوں کے تحت عصری علوم کو فرض علی الکفایہ قرار دیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم سے لیکر آپ ﷺ کے زمانے تک بشمول انبیاء کرامؑ کے مسلمانوں نے ہر دور میں صنعت و حرفت کا پیشہ اختیار کیا ہے، بلکہ ان پیشوں کے مجدّدین مسلمان حضرات ہی ہیں؟ پھر کیسے ان کی حرمت کا کوئی مسلمان قائل ہو سکتا ہے؟

ہاں! انقلاب کے بعد نہ صرف یہ کہ تصورِ علم تبدیل ہوا، بلکہ عصری علوم نے اصلی علوم کی جگہ لینا شروع کیا، اور جس انداز سے علومِ دینیہ کی پامالی شروع کی اور مسلمانوں کے دین و ایمان کا ستیاناس کرنا شروع کیا وہ یقیناً اس قابل تھا کہ علماء اس پر حرمت کا حکم لگائیں۔ مولانا سیّد محمد میاں صاحب فرماتے ہیں کہ لارڈ میکالے نے جب ۷/ مارچ ۱۸۳۵ء کو تعلیمی کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے انگریزی زبان میں میں تعلیم دی جانے کی حمایت کی تھی، تو اس نے اپنی رپورٹ میں اپنی رائے کی وجہ یہ بیان کی تھی:

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو، اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خون

اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو، مگر مذاق، رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو"۔

اس نظام پر بحث کرتے ہوئے مولانا صاحب فرماتے ہیں: "اس قسم کے بہت شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں جن کا فیصلہ یہی ہو گا کہ اب انگریزی تعلیم کا مقصد یہی قرار دیا گیا کہ

۱؛ برطانوی شہنشاہیت کیلئے وفادار کاسہ لیس پیدا کئے جائیں۔

۲؛ چونکہ احکام قرآنی کی موجودگی میں برطانوی شہنشاہیت سے وفاداری ممکن نہیں، لہٰذا مسلمانوں کو مذہب سے ناآشنا بنایا جائے۔

۳؛ نصابِ تعلیم ایسا ہو کہ پڑھنے والے برطانوی شہنشاہیت کیلئے ایماندار غلام بن جائیں۔ یعنی احترامِ مذہب، احساسِ وطن، احترامِ علماء اور باہمی رواداری سے محروم کر دئے جائیں۔ آپس میں تفریق بڑھے، ہندو مسلم منازعت پیدا ہو اور "تفرقہ ڈالو حکومت کرو" کی پالیسی کامیاب ہو۔

بے شک آج سے ستر سال پہلے ہمارے بزرگ نہیں پہچان سکے کہ تعلیم کے متعلق مسلمانوں کی پالیسی کیا ہونی چاہئے، لیکن آج ہمیں اجازت دی جائے کہ محبانِ وطن سے فتویٰ طلب کریں کہ ایسی تعلیم اور اس کی ترویج و اشاعت جائز ہے یا ناجائز، بینوا توجروا۔ (مولانا صاحب کا بیان ختم ہوا)

تو اس تناظر میں ہم یہ کہتے ہیں کہ جدید ٹیکنالوجی کا حصول کوئی ممنوع چیز نہیں ہے۔ ہاں! اس کے حصول کیلئے ایسے ادارے قائم کیے جائیں جو خالص اسلامی افکار پر مبنی ہوں، حصول کے طریقے غیر شرعی نہ ہوں، مسلمان دوسروں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے خود ماہر ٹیکنالوجسٹ پیدا کریں، تاکہ یہ ٹیکنالوجی کفر کی بجائے اسلام کے حق میں استعمال ہو۔

مختصر یہ کہ مغربی کلچر، تہذیب و تمدّن، اور تصورِ علم سے ہمیں انکار ہے، نفرت ہے، مگر جدید ٹیکنالوجی اور دیگر صنعت و حرفت کا حصول ہم ضروری سمجھتے ہیں، بلکہ اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے ان چیزوں میں کفار سے خوب آگے بڑھنے کے ہم قائل ہیں۔ مگر ہے کوئی "رجل رشید" جو آگے بڑھ کر دکھائے کہ ترقی ایسی ہوتی ہے؟ یا بس تا قیامت "ملّا صاحب" کی مخالفت کو آڑ بنا کر اپنی کم ہمتی، بے بسی، بے کسی، بے جرأتی، اور احساسِ کمتری کو چھپاتے پھریں گے؟

اسی تصور کی روشنی میں طلبہ کے نام لکھے گئے دو پیغام ملاحظہ ہوں:

سکول کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کے نام پیغام:

قابل صد احترام سٹوڈنٹس حضرات!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیز بھائیو! اللہ کرے کہ ہمارے اور تمہارے مابین زمانے کی کھڑی کی ہوئی بغض اور بُعد کی دیواریں مبدل بہ انس ولقاء ہو جائیں۔

محترم حضرات! جدائی کی ازلی روش بھی یہی ہے کہ بدگمانیوں کو جنم دیتی ہے۔ مزید برآں جب آج کے مفسد میڈیا بھی اپنا زہر اگلنا شروع کر دیتا ہے، پھر تو دوستوں کے درمیان حقیقت حال کی شناسائی کا خدا ہی حافظ۔

ہمارے جیون ساتھیو! دنیا ہزار حیلوں سے ہمارے درمیان فراق کو مستحکم کرنے کی کوشش کریگی، اور ہمارے لباس میں ملبوس کچھ

لوگ اپنے قول و فعل سے مہر تصدیق بھی ثبت کریں گے، مگر ہم ہر گز نہ آپ کے دشمن اور نہ ہی آپ حضرات کے محنت کدوں کے دشمن بنیں گے، ہماری نگاہیں تو آس لگا کر ان تعمیرات کے دروازے تک رہی ہیں کہ یہاں سے اسلام کے جانبازوں کی قطاریں نکلیں گی، جو امت مسلمہ کے داغ دار جسم کیلئے مرہم کا کام دے گی، اغیار کو اپنے ہی فکر و خیال میں شکست دے گی۔

جگر گوشو! یقین کرلو کہ ہم وحشی نہیں، اغیار کی جانب سے دیئے گئے نامناسب القاب کے ہم حامل نہیں، مگر افسوس کہ حقیقت حال سے اگاہی اس لئے ممکن نہیں ہے کہ ہمارے حالات اور خیالات کا ترجمان ہمارے نقش و نگار کا مصور ہمارا دشمن ہے۔ وہ جس رخ پر جیسے بھی ہمیں پیش کرے گا، وہی زمانے کے سامنے ہماری حقیقت ہو گی۔ مگر نہیں، ہر گز نہیں! آپ حضرات مستقبل کے معمار ہیں، آپ حضرات بن دیکھیں، بن سمجھے، فقط رقیب کے زبانی ہم سے ہر گز منہ نہ موڑیں۔

ہاں! ہم انسان ہیں، غلطیوں کا صدور ہم سے ضرور ممکن ہے، مگر غلطیوں کو رقابت کی بنیاد بنا کر رابطہ منقطع کرنا اور نفرت کی شکل دینا یقیناً ہمارے ساتھ زیادتی ہو گی۔ ہاں! دل کھول کر ہماری کوتاہیاں، غلطیاں ہمارے روبرو لایا کریں، کہ ہم شتر بے مہار بننا نہیں چاہتے۔

حضرات! آزما کر بھی تو دیکھئے کہ ہم ملقوب سراپا وحشت ہیں یا انس بھرے انسان۔ ایک الفت کے بدلے کتنی مرتبہ روبایار ہوتے ہیں، کوئی دیکھ بھی تو لیں۔

ہمارے امیدوں کے چراغ! باتیں تو کچھ نہ کچھ ہو گئیں، اب ہم رخصت ہونا چاہتے ہیں۔ ہماری آخری گزارش یہ ہے کہ ان غبار آلود چہروں کی ناقدری نہ کیجئے، ہو سکتا ہے کہ ان چہروں کے دیدار کے واسطے تمہاری پلکوں میں موتیا چمکنے لگیں، مگر اس وقت آس مبدل بیاس ہو گا۔

سب کچھ لٹا کر ہوش میں آئے تو کیا کیا
دن میں اگر چراغ جلائے تو کیا کیا

از سابقہ شہاب میڈیا

کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کے نام پیغام:

نہایت قابل قدر طلبہ کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم حضرات! جدائی نے جب سے اپنے منحوس ہاتھ مسلمان نوجوانوں کے گریبان میں ڈال رکھے ہیں اور ساتھ ہی جب سے اغیار نے مسلمانوں کے دلوں کے اندر سے محبت واُلفت کا فولڈر کھرچنا شروع کر رکھا ہے اور جب سے مسلمان نوجوانوں کے درمیان جدّت پسندی اور قدامت پسندی کی دیوار کھڑی کر رکھی ہے، تب سے ستاروں پر کمند ڈالنے والے نوجوانوں کا فقدان اُمتِ مسلمہ کے گھٹّی میں آچکا ہے اور اُمتِ مسلمہ برزبانِ حال کہتی ہے۔

آجا کہ انتظار کے سب دیپ بُجھ گئے
کب تک تصورات سے محفل سجائیں ہم

مگر افسوس کہ محفل کی رونقیں جدّت پسندی کی دنیا میں کھو چکی ہیں۔ ہم اس دجالی میڈیا کے تناظر میں آپ حضرات کے تصورات

کے سکرین میں اپنا قدیم اور وحشی حلیہ صاف دیکھتے ہیں کہ آپ حضرات کا ہمارے متعلق کیا تصور ہے؛ مگر اس کے برعکس ہم آپ حضرات کی صلاحیتوں کا شدّت سے منتظر ہیں کہ آپ سب ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے ہی کشتی کے سوار ہیں۔ آپ حضرات سے بھی ہماری یہی گزارش ہے کہ ہمیں غیر نہ سمجھیں، بلکہ ہمارا موقف معلوم کرنے کی کوشش کیجئے۔

قابل صد احترام بھائیو! اس حقیقت سے ہم بخوبی واقف ہیں کہ ایک جہاندیدہ، عقل مند، سلجھا ہوا شخص اسلام اور مسلمانوں کی راہنمائی جس انداز سے کر سکتا ہے ایک ان پڑھ، جاہل ہر گز نہیں کر سکتا، بلکہ نااہل لوگ اُلٹا اسلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن سنجیدہ لوگوں کو مسلمانوں کی راہنمائی سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے، مختلف پراپیگنڈوں کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کی نفرت ان کے دلوں میں ڈالتا ہے، مختلف ناموں سے ہمارے درمیان تفریق اور امتیاز کی فضاء پیدا کرتا ہے، کبھی تاریک خیالی اور روشن خیالی کے نام سے، کبھی شر پسندی اور امن پسندی کے نام سے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو ہم اتنے تاریک خیال ہیں کہ جدید حالات کے تقاضوں سے ناواقف ہیں اور نہ ہی آپ حضرات اتنے روشن خیال ہیں کہ اپنے ایمان، اعمال اور عقیدے سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ جدید ٹیکنالوجی اور جو انسانی ضروری لوازمات ہیں وہ سب مسلمانوں کو میسر ہوں، مگر ہم ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے جینے کا حق اغیار کے قبضے میں نہ ہو، یہ چیزیں مسلمانوں کی عزت و آبرو کے عوض نہ ہوں۔ ہمیں اغیار کے تجربوں اور ٹیکنالوجی سے انکار نہیں، مگر ان کی کلچر سے ہمیں ضرور انکار ہے۔ کیا ایک مسلمان کفری عقائد و نظریات سے یک طرف ہو کر متّقی پرہیز گار ہو کر ڈاکٹر اور انجینئر یا سائنسدان نہیں ہو سکتا؟ یقیناً ہو سکتا ہے۔ تو ایسے متّقی ڈاکٹر یا سائنسدان کا کون تاریک خیال (مسلمان) مخالف ہو سکتا ہے؟ اور ایک زناکار، بدکار، فحاش، ضمیر فروش سائنسدان کا کون روشن خیال معتقد ہو سکتا ہے؟

مروجّہ روشن خیالی کی انتہاء تو قرآنِ پاک نے کفر بتایا ہے، سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے: ﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۔۔۔۔ الخ﴾ کہ یہود و نصاریٰ تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہونگے جب تک تم ان کے مذہب کی پیروی نہیں کرو گے۔ تو شرعی حدود کے اندر ہم اور آپ تاریک خیالی اور روشن خیالی میں مساوی ہیں کہ نہ تو ہم مسلمانوں کو جدید ٹیکنالوجی سے دور رکھنے کے قائل ہیں اور نہ ہی آپ حضرات ان چیزوں کے حصول کیساتھ یہودی کلچر، نظریات اور عقائد کے قائل ہیں، لہٰذا ہم ایک ہی کشتی کے سوار ہوئے۔ ہاں! ہم میں سے جو افراط و تفریط کے قائل ہیں ان سے ہم صرفِ نظر کرتے ہیں، اس تناظر میں ایک صحافی کے ساتھ گفتگو ہو رہی تھی تو اس نے کہا کہ Som thing is Bater then Nothing تو میں نے عرض کیا کہ If the Som thieng is a snake then Nothing is bater then Somthing کہ یقیناً خالی جیب بہتر ہے اس سے کہ کوئی تیرے جیب میں سانپ ڈال دے، تو ایسی ٹیکنالوجی جو ہمیں کفر تک پہنچادے اس سے یہ بہتر ہے کہ ہم ٹیکنالوجی حاصل ہی نہ کریں، مگر حقیقت یہ ہے کہ کفر اختیار کئے بغیر ٹیکنالوجی کا حصول ممکن ہے۔

تو اس بیان کے تناظر میں یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ یہ اصطلاحات ایک غلط فہمی ہے، جو کہ دشمن نے تاریک خیالی اور روشن خیالی کے نام پیدا کر رکھی ہے۔

ہاں! مجاہدینِ اسلام کی شکل میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اسلام کو ایک محدود دائرے میں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوں گے، اپنی طبیعت اور منشاء کو وہ اسلام سمجھتے ہوں گے، مگر ساتھ ساتھ تعلیم یافتہ طبقوں میں بھی ایسے لوگ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں جو اسلامی

شکل وصورت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، ان کے دل ودماغ مغربی روشن خیالی کے نظر ہو چکے ہیں، ان کی ساری صلاحیتیں اسلام اور مسلمانوں کو کفر کے غلام اور محکوم بنانے میں صرف ہو رہی ہیں، دن رات بیہودہ تبلیغات میں مصروف رہتے ہیں، اپنی ماؤں، بہنوں کی عزّتوں کے سوداگر بنے ہوئے ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک ترقی سے مراد بے حیائی، عریانی اور فحاشی ہے، اور یقیناً ہم سے کوئی بھی ایسی ترقی اور روشن خیالی کیلئے تیار نہیں ہے۔

اب ہم مل کر ہی حد سے تجاوز کرنے والے تاریک خیال اور روشن خیالوں کا مقابلہ کریں، اور دشمن کے خام خیال پر مٹی ڈال کر دکھائیں کہ دیکھو! تاریک خیال اور روشن خیال حضرات نے مل کر اُمتِ مسلمہ کا بیڑا پار کر دیا، غلامی اور محکومی کے زنجیروں کو توڑ دیا۔

پیارو! ہم وحشی نہیں، ہم درندے نہیں، ہم آپ حضرات کی محبت، اخوت، اُنس کے پیاسے ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

لگے ہیں شمع پر پہرے زمانے کی نگاہوں کے

جنہیں جلنے کی حسرت ہیں وہ پروانے کہاں جائے

تو ہمارے محبوب دوستوں پر اغیار کے پہرے لگے ہوئے ہیں، نہ ہمیں ملنے اور نہ ہی بات کرنے دیتے ہیں۔

میرے عزیز بھائیو! اگر ایک مانوس پالتو جانور کو بھی انسانوں سے دور رکھا جائے، سارے لوگ اس کی مخالفت پر اُتر آئیں تو یقیناً یہ مانوس جانور بھی وحشی درندہ بن جائے گا، لہٰذا آپ حضرات ہمیں قرب سے دیکھیں، کبھی تو غلطی سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں کہ ہم ایک ہی نظر میں کتنے محبت کے گیت سناتے ہیں، ہمارے وحشی چہروں پر تو کبھی اُلفت کا ہاتھ پھیر کر دیکھیں کہ کیسے مبدّل بہ اُنس ہوتے ہیں۔

عزیزو! حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور جہاد کے نام فساد پھلانے والے عناصر نے عوام الناس کا ستیاناس کر دیا، اب ہم مل کر ہی اس مظلوم عوام کی تقدیر کو ان ظالموں کے ہاتھ سے چُھڑا سکتے ہیں، آؤ! مل کر ہم اقبال کے اس شعر کا مصداق بنیں:

محبت مجھے اُن جوانوں سے

ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

یاد رکھو! یہ وحشی مگر مخلص چہرے آہستہ آہستہ فنا ہو رہے ہیں، اگر ان تمام پر اَجل کی خاموشی چھا گئی اور دشمن کا ہاتھ آزادانہ طور پر مسلمانوں کے گریبان میں پڑھ گیا، پھر اس وقت ان تاریک خیال وحشی لوگوں کی اہمیت کا احساس ہو جائے گا۔ مگر،،،،،،،،،والسلام

شمالی وزیرستان تحصیل میر علی علاقہ خیسورہ میں ایک دل خراش واقعہ:

اس واقعہ کے خلاف تحریک کی طرف سے مذمتی بیان جاری ہوا، جس میں ساہیوال کا واقعہ بھی ملحوظ نظر رکھا گیا ہے۔

آج ۱۱/ جنوری ۲۰۱۹ کو شمالی وزیرستان تحصیل میر علی علاقہ خیسورہ اور پنجاب کے علاقہ ساہیوال میں جو کلیجہ پھاڑ واقعہ پیش ہوا ہے، جس کی تفصیل سے قلم انکار کرتا ہے، اس واقعے کو اگر پاکستان کی سیاہ تاریخ کے تناظر میں دیکھا جائے تو کوئی انوکھا واقعہ نہیں ہے، برطانیہ سے وراثت میں ملی ہوئی یہ فوج مسلسل آج تک ہر مقام پر سیاہ کاریوں میں ملوث آرہی ہے۔ یہی وہ فوج ہے جس نے بنگال میں بنگالیوں کی عصمت سے کھیل کر بنگال کو پاکستان سے جدا کر دیا، یہی وہ فوج ہے جس نے فلسطین میں مسلمانوں کی کیمپوں پر بمباری کر کے ان کا ستیاناس کیا، یہی وہ فوج ہے جب برطانیہ کو خلافتِ عثمانیہ ختم کرنے کی ضرورت پڑی تو برطانیہ کے صفِ اول کا سپاہی بنی، یہی وہ فوج ہے جب نائن الیون کے بعد جب امریکہ کو افغانستان کے مسلمانوں کو کچلنے کی ضرورت پڑی تو یہ فرنٹ لائن اتحادی بنی، یعنی ان کا کام ہی کرائے کا سپاہی بن کر مسلمانوں کو ختم کرنا ہے، ان کے

عزت و آبرو کے ساتھ کھیلنا ہے اور جب قبائل کے خون میں ڈالر کی تصویر نظر آئی تو وحشی درندے کی طرح معصوم قبائل اور پختون قوم کا خون بہانا شروع کیا۔ بالآخر یہ سفّاک فوج یہاں تک پہنچی کہ قبائل کے گھروں میں گھس کر ان کی عزت وآبرو پر ہاتھ ڈالنے لگی۔

تحریکِ طالبان پاکستان فوج سے اپنی ماؤں، بہنوں کی عزت وآبرو کے دفاع کی خاطر اس ظالم اور بے حیاء فوج کے خلاف بر سرِ پیکار ہے۔ اور الحمدللہ روزانہ کی بنیاد پر ان سفاکوں کو منطقی انجام تک پہنچا رہی ہے۔ پاکستان میں رہنے والے تمام مسلمانوں اور بالخصوص پختون قوم اور قبائل سے ہماری درخواست ہے کہ یہ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے" لہٰذا آپ سب لوگ تحریکِ طالبان پاکستان کا ساتھ دیکر اس ظالم اور بے حیاء، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔ ہم ہر موڑ پر تمہارا ساتھ دیں گے ان شاء اللہ۔

قبائلو! خیسورہ واقعے سے عبرت حاصل کرو:

دنیا عبارت ہی نت نئے حالات سے ہے، لہٰذا عجیب و غریب، دل بہلانے اور دل خراشنے والے حالات اس دنیا میں رونما ہوتے رہیں گے۔ حالات کی پلٹیں نہ ہوں تو حضرت انسان حالات کے مقابلوں کا اعزاز کیسے حاصل کریگا؟ استعماری قوتیں خیسورہ واقعے سے دسیوں گُنا زیادہ شرمندہ کن واقعات کا ارتکاب کر چکی ہیں۔ اسی پاکستانی سفاک فوج نے بنگال میں آبروریزی کے وہ دل خراش کارنامے دکھائے ہیں جن کے سامنے وحشی درندے بھی سرِ تسلیم خم ہیں۔

مسئلہ یہاں صرف چادر اور چار دیواری کی حرمت کی پامالی کا نہیں ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم قبائلی روایات کے تناظر میں اس حادثے کا جائزہ لیں، پھر مستقبل میں اس کے انجام پر غور کریں، تو اس تناظر میں ہم یہ سوچیں کہ کیا قبائل اس واقعے کو ایک ناگہانی واقعہ سمجھ رہے ہیں؟ کیا وقتی طور پر صرف اس ایک واقعے کا تدارک لازمی سمجھتے ہیں؟ کیا احتجاجی چینل کے ذریعے اپنی عزت و آبرو کے تحفظ کی بھیک مانگتے ہیں اور وہ بھی ان سے جو عزت وآبرو کے اصل لٹیرے ہیں؟ کیا سیٹل ایریا کی طرح تھانہ کچہری کے ذریعے اس ناقابل برداشت مسئلے کا حل تلاش کرتے ہیں؟ اگر ان تمام سوالات کا جواب ہاں میں ہے، جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں تو سمجھو کہ قبائل کی تقدیر کا کایا پلٹ گیا، اور سمجھو کہ اپنے آباو اجداد کے برسوں کی قربانیوں کے عوض حاصل شدہ دین، ایمان، عزت وآبرو کا تحفظ ہاتھ سے نکل گیا۔ کیونکہ یہ ساری چیزیں قبائلی روایات، کلچر، تہذیب و تمدن کے یکسر مخالف ہیں، کیونکہ قبائلی کلچر میں عزت وآبرو کے لٹیروں کا انجام گولی ہے اور بس۔ یہ سڑکوں پر نکل کر احتجاج کر کے عصمت کے تحفظ کی بھیک مانگنا قبائلوں کا نہیں پنجاب میں اجتماعی زیادتی کا شکار شدہ عورتوں کا کام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ہمیں پاکستانی فوج کی قہرِ الٰہی کو جلب کرنے والی حرکت سے زیادہ افسوس قبائل کے مزاج میں اس عظیم تبدیلی پر ہے کہ انہوں نے اپنے مستقبل کا زاویہ کیسے تبدیل کیا کہ آج قبائل اپنی ماں، بہن کی عزت و آبرو کے لٹیرے کو سزا دلوانے کیلئے ایسی سفاک فوج سے مطالبہ کرتے ہیں، جن کے نزدیک غیرت و عزت نام کی کوئی چیز ہی نہیں، جن کے نزدیک عصمتوں کو پامال کرنا عیب یا جرم نہیں، بلکہ افتخار ہے۔ قبائل کا یہ بزدلانہ فعل قبائل کے ماضی، حال اور استقبال کے ساتھ ایک ایسی غداری ہے جس کا ازالہ ممکن نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قبائلی احتجاج نے خیسورہ جیسے ہزار واقعوں کیلئے راہ ہموار کی، کیونکہ ہم اس سفاک اور بے غیرت دُشمن کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے نزدیک احتجاج کی کوئی حیثیت نہیں، ان کو معلوم ہے کہ احتجاج کے ذریعے عصمت کی بھیک مانگنے والے پاکستان کے اندر سینکڑوں پھرتے ہیں، جن کے سامنے کوئی گھاس تک بھی نہیں ڈالتا۔

اب تو ان ظالموں کو قانونی طور پر تمہاری عزت پر ہاتھ ڈالنے کا موقع میسر نہیں، غضب تو اس وقت ہو گا جب قبائل "کے، پی، کے" میں مکمل طور پر ضم ہو جائیں اور پھر قانونی طور پر تمہارے گھر کے سامنے تھانے اور کچہریاں بن جائیں اور پھر ان میں ایک طرف یہ بے حیاء، عزت و عصمت کے لُٹیرے مقیم ہو جائیں اور دوسری طرف این، جی، اوز، والے تمہاری نئی نسل گھر سے نکالنا شروع کر دیں اور جمہوریت، انسانی حقوق کے نام پر ان کو تحفظ فراہم کرے، تو اس صورت میں ایک بہت ہی گھٹیا سپاہی تمہاری بہن، بیٹی کو ہاتھ سے پکڑ کر تھانے دار صاحب کے پاس تھانے لے جائے گا کہ "پٹھان صاحب" تمہارے گھر میں اس بچی کیساتھ انصاف نہیں ہو رہا، جو کہ جمہوری اقدار کی پامالی ہے۔ اس وقت تمہیں خیسورہ کا واقعہ خود ہی بھول جائے گا، بلکہ اس وقت کا احتجاج بھی تم غنیمت سمجھ لوگے، کہ اس وقت قانون نے تمہارا احتجاجی راستہ بھی بند کیا ہو گا۔ اب تمہیں صرف اپنی جوان بیٹی، بہن کو تھانے دار صاحب سے چھڑانے کیلئے ڈرتے، ڈرتے منّت سماجت کرنی ہو گی، اور نوجوان بیٹی کو ان درندوں سے چھڑاتے، چھڑاتے تمہاری عزت کا ستیاناس ہوا ہو گا اور مزید برآن تمہیں اپنی جوان بیٹی، بہن کے ہاتھ میں بوائے فرینڈ کا ہاتھ برداشت کرنا ہو گا، بلکہ اس سے بڑھ کر ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم خود ماڈرن بن کر "گرل فرینڈ" کی تلاش میں لگ جاؤ گے، نتیجتاً آپ کا دوسروں کے گھر جانا اور دوسروں کا آپ کے گھر آنا کوئی عیب نہیں رہے گا۔ خیسورہ واقعے کے احتجاج پر تم ایسے پچھتاؤ گے جیسا آج بعض ماڈرن روشن خیال حضرات (ملا پاوندہ اور حاجی مرزا علی خان) کا انگریز کے خلاف لڑ کر قبائل کو حکومتی مراعات سے محروم کرنے پر پچھتاتے ہیں، حالانکہ ان مردانِ خدا نے قبائلی اقدار کا تحفظ کر کے دنیا کی قوموں میں ہمارا سر فخر سے بلند کیا اور آج تک دُشمن ہمارے اوپر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کر سکا، یہاں تک کہ اپنی قوم میں دشمن کو "میر جعفر، میر صادق" مل گئے، جن کے نزدیک قبائلی اقدار کی کوئی حیثیت نہیں۔ تو خدارا! کوئی غیرت مند قبائل ہی بتائے کہ اس قسم کی زندگی سے موت بہتر نہیں؟ اور اس زندگی سے ان بے شرموں کے خلاف لڑ کر مرنا بہتر نہیں؟

ہم قبائل کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ قبائل کا "کے، پی کے" میں ضم کرنے کی مخالفت کریں، دشمن کا بنایا ہوا تمہارے دین، عزت، آبرو اور تہذیب کو ختم کرنے کا منصوبہ خاک میں ملائیں، آپ لوگ ان پختونوں کے کہنے پر حکومت کو اپنی عزت و عصمت پامال کرنے کا جواز فراہم نہ کریں جن کے نزدیک چادر اور چار دیواری کا تحفظ دقیانوسیت ہے، جو سیکولر معاشرے میں رہ رہ کر ان کے نزدیک دین، ایمان، عزت وغیرہ نام کی کوئی چیز ہی نہیں رہی ہے۔

غور کیجئے کہ یہ جمہوری معاشرہ ابھی پوری طرح رائج ہی نہیں ہوا ہے کہ قبائل کے وہ جوان جو اپنی عزت کے لٹیروں کی کھوپڑیوں میں پانی پیا کرتے تھے، آج ایک غیر مہذب سفّاک طبقے سے اپنی عزت کی بھیک مانگتے ہیں، تو اگر یہ معاشرہ پوری طرح رائج ہوا، حکومت نے ہمیں سیکولرازم کے شکنجے میں پوری طرح جکڑ لیا، اُس وقت ہمارا کیا حشر ہو گا؟ یقیناً ہماری آنکھیں وہ سب کچھ دیکھے گی جس کا تحمل، برداشت ہمارے اندر نہیں ہو گا۔

بالآخر ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ مجاہدین اور قبائلی عوام مل کر دشمن کے اس منصوبے کو ناکام کرنے کی کوشش کریں اور قبائل کی وہی پرانی آزاد حیثیت حاصل کرنے کیلئے کمربستہ ہو جائیں جو حیثیت "ستانوے سال" کی قربانیوں کے عوض ملی تھی، جس میں ہمارا دین، ایمان، عزت، ناموس سب کچھ محفوظ تھا۔ واللہ اعلم۔

۳ فروری ۲۰۱۹ / بقلم مفتی طارق محمود مسعود (ابوھشام)

پاکستان میں داعش کی موجودگی کے متعلق پاکستان کے اعلان پر تحریک کی طرف سے خدشے کا اظہار

اعلامیہ:

ہر ملک جو قدم اٹھاتا ہے وہ کسی نہ کسی منفع کو سامنے رکھ کر اٹھاتا ہے، پھر اسی ملک کی دوراندیشی پر منحصر ہوتا ہے کہ یہ قدم واقعی نفع یا پھر نقصان پر منتج ہوتا ہے، مگر عوام کو بھی یہ بات ملحوظ نظر رکھنی چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ ان کا خون، مال، جائیداد حکمران طبقے کی خواہشات کے تحفظ کی خاطر استعمال ہو جائے۔

پاکستان نے چند دن پہلے جو اعلان کیا کہ پاکستان میں داعش مستحکم ہو رہا ہے جو بڑے خطرے کی بات ہے، حالانکہ آج تک پاکستان میں داعش کے نام پر جتنی بھی کارروائیوں کا اعلان ہوا پاکستان نے سختی سے ان کا انکار کیا ہے، پھر کیا وجہ ممکن ہو سکتی ہے کہ آج داعش کا ملک میں سرگرمیوں کے عدم موجودگی کے باوجود داعش کی کوئی کاروائی منظر عام پر آئے بغیر پاکستان ملک میں داعش کی طرف سے خطرے کی گھنٹی بجا رہا ہے، حالانکہ ہم سب نے یہ مشاہدہ کیا کہ جس ملک میں داعش کی موجودگی ثابت ہوئی یا صرف اس ملک نے افواہ پھیلائی اس ملک کا انجام کیا بنا؟ اس کے باسیوں کا حال کیا ہوا؟ شام و عراق وغیرہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں اور افغانستان تو ہمارا پڑوسی ملک ہے، اس کا حال معلوم کرنا تو کوئی مشکل نہیں ہے۔

افغانستان نے جب پڑوسی ممالک روس، ایران اور سنٹرل ایشیا کے ممالک کی ہمدردی اور تعاون کی خاطر جب ملک میں داعش کا اعلان کیا کہ ۳۳، ۳۴ ولایتوں میں داعش خوب فعال ہے، تو نتیجے میں افغانستان پر دو جنگ مسلط ہوئے، ایک طالبان کی اور ایک داعش کی، افغانستان میں ایک کی بجائے دو محاذ کھل گئے، جس کی وجہ سے افغانستان میں تخریب کاری کیلئے بہت سے ممالک کو چور دروازے ہاتھ آ گئے اور آج تک افغانی عوام، طالب اور داعش کے نام پر لقمہ اجل بن رہے ہیں، حالانکہ افغانستان میں داعش کی فعالیت اس درجے نہیں تھی جتنا کہ شور مچایا گیا۔

پاکستان کو جب تحریک طالبان اور دیگر مجاہدین کے نام پر ملنے والا خرچہ بند ہو گیا کہ اس کے آقا (امریکہ) کا دم گھٹ گیا، اب پیسہ بھٹورنے کیلئے ایک نیا محاذ کھولنے کی فکر میں ہے، باوجود یہ کہ پہلے کرائے کی جنگ میں، پرائی جنگ میں پہلے محاذ میں پچاس ہزار عوام کو قربان کرنے کا مدعی ہے، اب داعش کے نام پر اگر نیا محاذ کھل گیا تو تمام ممالک کی ایجنسیوں کا تخریبی رُخ پاکستان کی طرف پھر جائے گا اور داعش کے نام پر لڑی جانے والی جنگوں کا منظر کسی پر بھی مخفی نہیں کہ اس محاذ میں پھر کسی بھی چیز کا احترام نہیں ہو گا، اس نئے محاذ میں پہلے محاذ کی بنسبت دوچند عوام یعنی ایک لاکھ کا تخمینہ لگانا بعید از قیاس نہیں ہو گا، بظاہر پاکستان افغانستان کی طرح روس، چین اور ایران وغیرہ کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش میں یہ سب کچھ کرتا ہے، خاص کر سابقہ ادوار میں چیچن، ازبک اور دیگر لوگوں کا ساتھ دیکر پاکستان نے روس کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے، کیونکہ یہی لوگ پھر روس کیلئے دردسر بن گئے اور آج وہی لوگ داعش کے علمبردار بنے ہوئے ہیں، تو پاکستان روس کی حمایت حاصل کرنے کیلئے اپنے پر مٹی ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، پہلے امریکہ کو خوش کرنے کیلئے بقول پاکستان کے کرائے کا مزدور بن کر عوام کا ستیاناس کیا، اب امریکہ کی مخالفت میں روس کو خوش کرنے کیلئے ایک بار پھر کرائے کا سپاہی بن کر عوام کا خون بیچنے کا ارادہ کیا ہوا ہے، اس لئے تو انہوں نے پہلے روس کی ایک ہیئت کو میرانشاہ اور پھر اہل السنت والجماعت اور اہل تشیع کے علماء کا وفد شمالی

وزیرستان میر انشاہ لے آیا اور وہاں بریفنگ کے دوران داعش کے جھنڈوں کو ان کے سامنے پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہاں داعش کے لوگ تھے، ان کے خلاف ہم نے آپریشن کیا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ میر انشاہ میں تحریک طالبان پاکستان، امارت اسلامی اور حافظ گل بہادر صاحب کے مجاہدین تھے، جن کے خلاف پاکستان نے ضرب عضب کے نام پر آپریشن کیا اور اب بھی پاکستان میں مزاحمت کرنے والے تحریک طالبان اور شمالی وزیرستان میں حافظ گل بہادر صاحب کے مجاہدین ہیں، جو اس ظالم دشمن کے خلاف اپنا دفاعی جہاد لڑ رہے ہیں۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ اب داعش کے نام پاکستان میں رہے سہے پختون (جن میں اب تک حریت کا جذبہ موجود ہے جو اپنے دین ایمان کو بیچنے کیلئے تیار نہیں ہیں، چاہے وہ منظور پشتون کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں، ان) کے خاتمے کا تہیہ پاکستان نے کیا ہوا ہے۔

محمد خراسانی

مرکزی ترجمان

تحریک طالبان پاکستان

۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ

بمطابق ۱۱/ جنوری ۲۰۱۹ء

۲۰۱۹ء کے آخر میں شہادتوں کا سلسلہ

۲۰۱۹ء کے آخر میں امریکی اور اس کی کٹھ پتلی حکومت کی فوج نے مجاہدین کے خلاف پکتیکا وغیرہ میں زمینی اور فضائی آپریشن شروع کیا، جس میں متعدد مجاہدین اور عوام کو بے دردی کے ساتھ شہید کرنے کا سلسلہ شروع کیا، جن میں کئی محسود مجاہدین بھی تھے، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱- ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾:

۴ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ (۲ دستمبر ۲۰۱۹ء) کو افغانستان کے ولایت قندوز میں امریکی چھاپے کے دوران مولوی خاطر صاحب اپنے دلی مقصد (شہادت) کو پہنچے۔



یاد رہے! آپ کا اصل نام محمد عظیم ہے، آپ کے والد کا نام علی مانشاہ اور دادا کا نام مبارک شاہ ہے، عرف عام میں آپ کو عبید اللہ بھی کہا جاتا تھا، آپ محسود قوم میں شمن خیل سے تعلق رکھتے تھے، آپ کی پیدائش تحصیل سراروغہ میں اگست ۱۹۸۲ء کو ہوئی، آپ نے عصری تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں شروع کی، بعد میں دینی اور عصری تعلیم حاصل کرنے کیلئے دار العلوم وانا میں داخلہ لیا، بعد ازاں شمالی وزیرستان عیدک مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیکر دینی علوم اور فنون حاصل کرتے رہے۔ دورہ حدیث دار العلوم حقانیہ میں پڑھ کر ۲۰۰۶ء میں سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ حضرت مولانا مفتی فرید صاحب سے تصوف و

سلوک میں بیعت کر چکے ہیں، اور اپنے آبائی علاقے میں اسلامی مدرسہ کھولا، کچھ عرصہ بعد بیت اللہ محسود کے ساتھ بیعتِ جہاد کی اور آپ کو ایمونیشن کی ذمہ داری سونپی گئی، جو آپ ۲۰۱۳ء تک بخوبی انجام دیتے رہے، اور ساتھ ہی موقع بموقع بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد دیگر



قبائلی ایجنسیوں کے کئی اہم سفر کئے، جن میں بیت اللہ محسود کی شہادت کے بعد تحریک کیلئے امیر کے انتخاب کے بارے میں لوگوں کی رائے معلوم کرنا اور ۲۰۱۲ء میں حکیم اللہ محسود کی معزولی کے بارے میں خیبر میں تحریک کے اجلاس میں حلقہ محسود کی نمائندگی آپ کر رہے تھے، اور ۲۰۱۳ء میں جب تحریک ایک بار پھر فعال ہوئی تو حلقہ محسود کی طرف سے آپ عالی شوری کے ممبر تھے، ۲۹ مئی ۲۰۱۳ کو مولوی ولی الرحمن کی شہادت کے بعد جب خالد محسود حلقہ محسود کے امیر منتخب ہوئے تو کچھ عرصہ بعد آپ حلقہ محسود کے نائب امیر مقرر کئے گئے۔

خان سعید عرف خالد سجنا امیر صاحب کی شہادت کے بعد شوری سمیت اکثر ساتھیوں کی نگاہیں مولوی خاطر شہید رحمہ اللہ پر تھیں کہ حلقہ محسود سمیت تحریک کی نیابت کی ذمہ داری سر انجام دیں، مگر کمالِ زہد کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے بالاصرار قبول کرنے سے انکار کیا، اور کہیں جا کر چھپ گئے۔

مولوی خاطر شہید رحمہ اللہ تحریک طالبان پاکستان حلقہ محسود میں اہم ترین مسئولیتوں پر رہے ہیں، کافی عرصہ محسود مجاہدین کے عسکری مسئول کی حیثیت سے کام کیا۔

آپ بڑے ہی نرم مزاج اور با اخلاق انسان تھے، صبر و تحمل سے مزین تھے، تمام تنظیمی سرگرمیاں انتہائی خوش اسلوبی سے سر انجام دیتے رہے ہیں اور بالآخر ۲ دسمبر ۲۰۱۹ء (۳ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ) کو اپنی تنظیمی ذمہ داری نبھاتے ہوئے جامِ شہادت پی گئے۔





اللہ ان کی شہادت اپنے دربارِ عالیہ میں قبول و منظور فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرنے کے ساتھ ساتھ تحریک طالبان پاکستان کو ان کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ آمین۔

اسی چھاپے میں مولانا خاطر صاحب (رحمہ اللہ) کے ساتھ امان اللہ عرف ملنگ بھائی (رحمہ اللہ) بھی شہادت کا تاج سر پر رکھ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ یاد رہے! ملنگ بھائی ایک لمبے عرصہ تک مولانا خاطر (رحمہ اللہ) کے ساتھ جہادی خدمت میں ساتھ ساتھ رہے ہیں، اور شہادت کا اعزاز بھی ان کے ساتھ حاصل کیا۔

۲-سُرزغمائی اور لمن میں چھاپہ:

۲۲ دسمبر ۲۰۱۹ء کی رات کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے برمل ولسوالی میں سُرزغمائی اور لمن میں چھاپہ مارا، جس میں کئی اور

مجاہدین کے ساتھ محسود مجاہد امین گل (رحمہ اللہ) بھی شہید ہوئے، وہ زانگاڑہ سے تعلق رکھتے تھے۔

۳- لمن میں چھاپہ:







اگلی رات (یعنی ۲۳ دسمبر ۲۰۱۹ء کی رات) کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے برمل ولسوالی لمن میں پھر چھاپہ مارا، جس میں ۲۰ لوگوں کو شہید کیا، ان میں سے چار مجاہدین کا تعلق محسود قوم سے تھا، جن کے نام یہ ہیں: صدام عرف شاٹ ولد بتی خان، گل محمد ولد بتی خان احمد عرف خالق یار ولد حاجی لیاقت علی خان اور حبیب عرف ارمانی ولد جاندر خان، ان تمام مجاہدین کا تعلق تندہ درہ ملک شائی قوم سے تھا۔

۳-ڈرون حملہ:



صرف چھاپے ہی نہیں بلکہ ۲۰۱۹ء کے آخر میں ڈھائی مہینوں سے زائد ڈرون طیاروں نے پکتیکا کو محاصرہ کر رکھا تھا، کئی ڈرون حملے کئے، جن میں مقامی مجاہدین سمیت متعدد پاکستانی مجاہد شہید ہوئے، ہمارے محسود مجاہدین پر بھی لمن میں ڈرون حملہ ہوا، جس میں نعیم ولد حاجی گل جانان (مکین سپین کمر والے) جام شہادت نوش کر گئے۔


ادارہ
کی گرنقدر مطبوعات
Umar Media
معدن المسائل
من
فقہ الجہاد
ابو منصور عاصم مفتی نورولی مسعود
مجموعۃ المسائل
من
فقہ الجہاد
مجموعۃ المسائل من فقہ الجہاد
انقلاب محسود
احکام الغنائم والسبایا
مفتی ابو منصور عاصم
انقلاب محسود کے سرفروش
مفتی ابو منصور عاصم مسعود
ناشر